عنوان	میں اور تم
لکھاری	بنتِ نذیر & حفصہ الماس
پلیٹ فارم	ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل
پبلیشر	ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل
ویب سائیٹ	NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com
واٹس ایپ	+923155734959
جی میل	NovelHiNovel@Gmail.Com OnlineWebChannel @Gmail.Com

انتباہ !

یہ ناول "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" کی ویب سائٹ نے لکھاری کی فرمائش پر آپ سب کے لیے پیش کیا ہے۔

اس ناول کا سارا کریڈٹ رائٹر کو جاتا ہے۔ اس ناول میں غلطیاں بھی ممکن ہیں کیونکہ انسان خطا کا پتلا ہے تو اس ناول کی غلطیوں کی زمہ دار ویب نہیں ہو گی صرف اور صرف رائٹر ہی ہو گا ویب نے صرف اسے بہتر انداز سے سنوار کر آپ سب کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس ناول کو پڑھیے اور اس پر تبصرہ کر کے رائٹر کی حوصلہ افزائی کیجیے۔

اپنے ناولوں کا پی ڈی ایف بنوانے کے لیے واٹس ایپ پر رابطہ کریں

+923155734959

اس ناول کے تمام رائٹس "ناول ہی ناول"، "آن لائن ویب چینل" اور لکھاری کے پاس محفوظ ہیں۔ لکھاری یا ادارے کی اجازت کے بغیر ناول کاپی کرنا یا کسی حصہ کو شائع کرنا قانوناً جُرم ہے،

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلام علیکم !

ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959

میں اور تم

بنتِ نذیر & حفصہ الماس کے قلم سے

این ایچ این اور او ڈبلیو سی پبلیشرز

فجر کی نمازاور قرآن پاک کی تلاوت کر کے وہ صحن میں آگئی۔ہر طرف ملگجااندھیرا چھایا ہوا تھا۔اس نے سلیپرز اتارے اور صحن میں آگئی پھر نرم گھاس پر چلنے لگی۔اسے اپنے اندر ٹھنڈک اترتی ہوئی محسوس ہوئی۔

یہ اس کا روز کا معمول تھا۔وہ فجر کی نماز کے بعد صبح کے حسین منظر سے لطف اندوز ہونے کے لیے صحن میں چلی آتی اور جب پو پھوٹتی تو کچن کی طرف بڑھ جاتی۔

کچھ دیر تک وہ ننگے پیر صحن میں چہل قدمی کرتی رہی، پھر سورج کی پہلی کرن خود پر پڑتے ہی کچن میں چلی آئی۔

چولہے پر چائے کا پانی چڑھا کر وہ چھوٹی بہن فارہ کو جگانے کے لیے کمرے کی طرف بڑھی جو خوابِ خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی۔

"فارہ۔۔۔۔۔۔۔۔"

اٹھ جاؤ۔کالج کے لیے دیر ہو جائے گی۔"

فیمیا نے اونچی آواز میں اسے پکارتے ہوئے، ساتھ ہی زور زور سے اس کا کندھا ہلایا۔

""""افففف آپی !ابھی کافی وقت ہے۔تھوڑی دیر سونے دو۔"

وہ دوسری طرف کروٹ بدل کر سوگئی۔

"""فارہ۔۔۔۔۔۔۔۔

اٹھ بھی جاؤ اب۔اگر دیر ہو گئی تو مجھے کچھ مت کہنا کہ جگایا نہیں۔"

فیمیا نے ایک بار پھر اسے پکارا لیکن وہ نیند کی کچی، کانوں پر تکیہ رکھ کر مزے سے سوتی بنی۔فیمیا نے ایک ناگوار سی نظر بیڈ پر پڑے وجود پر ڈالی اور کچن میں آکر ناشتہ تیار کرنے لگی۔

جب تک وہ میز پر ناشتہ لگاتی، عمیر بھی آفس جانے کے لیے تیار ہو کر وہاں آگیا۔

"یہ فارہ ابھی تک نہیں اٹھی؟"

عمیر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ میڈم اس وقت اٹھیں گی، جب وین کے آنے کا وقت ہو گا۔"

"اور پھر جلدی جلدی کا شور۔۔۔"

عمیر ہنسا۔اسے اپنی یہ دونوں بہنیں بہت عزیز تھیں۔جہاں فیمیا کی نرم طبیعت اور سمجھ داری سے گھر کا نظام بہت اچھے سے چل رہا تھا، وہاں فارہ کی شرارتوں اور باتوں سے گھر میں رونق لگی رہتی تھی۔

"اف، بہت دیر ہو گئی۔"

وہ کالج یونیفارم میں ملبوس ریسٹ واچ پر نظر ڈالتی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تمہیں کب دیر نہیں ہوئی؟"

فیمیا نے بھنویں اچکا کر کہا۔

"اتوار کو۔"

"اتوار کو چھٹی ہوتی ہے۔"

"تو میں نے کب کہا کہ چھٹی نہیں ہوتی۔"

وہ ساتھ ساتھ ناشتے سے بھی انصاف کر رہی تھی۔

"تم کبھی سدھرو گی یا نہیں۔"

"امکانات بہت کم ہیں۔"

اس کی بات پر عمیر کے لبوں پر تبسم بکھر گیا۔

"مجھے بھی ایسا لگ رہا ہے۔"

"اس گھر میں ایک ہی بڑی بی کافی ہیں۔ اگر میں بھی سدھر گئی تو۔۔۔۔

اس نے جملہ ادھورا چھوڑ کر فیمیا کی طرف دیکھا جس کے چہرے کے تاثرات سے ایسا لگ رہا تھا کہ ابھی اسے کچا چبا جائے گی۔

"اچھا بھئی۔ میری وین آگئی ہے۔ چلتی ہوں۔"

کالج وین کا ہارن سنتے ہی اس نے نیپکن سے ہاتھ صاف کیے اور وہ دونوں کو خدا حافظ کہتی کندھے پر بیگ لٹکا کر باہر نکل گئی۔

"تمہیں دیر نہیں ہو رہی؟ یونیورسٹی نہیں جانا کیا؟"

عمیر نے اسے چپ چاپ بیٹھے دیکھ کر پوچھا۔

"جانا تو ہے لیکن ابھی وقت ہے۔ آپ کے آفس کے لیے نکلتے ہی میں بھی یونیورسٹی روانہ ہو جاؤں گی۔"

اس نے برتن سمیٹتے ہوئے جواب دیا۔

آج اس کا یونیورسٹی میں پہلا دن تھا۔ اسے لڑکوں اور لڑکیوں کی بھیڑ کو دیکھ کر کوفت ہو رہی تھی اور شاید حد سے زیادہ نروس بھی تھی۔ وہ اپنی بڑی سی چادر کو سر پہ درست کرتی ہوئی مین بلاک کی طرف بڑھی اور اپنا ڈیپارٹمنٹ ملتے ہی سکھ کا سانس لیا۔

بڑی سی چادر کی وجہ سے وہ کئی نظروں کا مرکز بنی رہی۔ کچھ منہ پھٹ لڑکیوں نے اسے دقیانوس بھی کہہ دیا تھا لیکن وہ ان سے کیا گلہ کرتی، اسے تو اکثر فارہ بھی ایسا کہتی کہ "آپی آپ میں قدیم روح سمائی ہے۔ آج کل کی لڑکیوں والی کوئی بات آپ میں شامل نہیں۔" وہ جیسے فارہ کی اس بات پر ہنس دیتی، ابھی بھی ایسے ہی مسکرادی اور اعتماد سے وہاں بیٹھی رہی۔

لکچر اٹینڈ کرنے کے بعد وہ کیفے ٹیریا میں آگئی۔

"ہیلو۔۔۔۔"

ابھی اسے بیٹھے چند ساعتیں گزری تھی جب ایک فیشن ایبل لڑکی اس کے سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی۔

"ہائے۔۔۔"

اس نے جواباً مسکرا کر کہا۔

"کیسی ہیں آپ؟ میرے خیال سے نیو ایڈمیشن؟۔۔۔ہیں ناں؟"

اس کے پوچھنے نے فیمیا نے سر ہلایا۔

"تو یقیناً آپ یہاں اکیلی بیٹھی اکتا گئی ہوں گی۔ ہمیں جوائن کرلیں۔"

اس لڑکی نے اپنی سہیلیوں کی طرف اشارہ کیا۔فیمیا نے ایک نظر کچھ دور بیٹھی لڑکیوں پر ڈالی جو کسی بات پر قہقہے لگا رہی تھیں۔

"نہیں! بہت شکریہ۔"

"ارے! آپ اتنا گھبرا کیوں رہی ہیں؟ ہمارے ساتھ آپ کا بہت اچھا وقت گزرے گا۔"

وہ اسے بازو سے پکڑ کر اپنی سہیلیوں کی طرف بڑھی۔

"یہ ہے میری نئی سہیلی۔۔۔کیا نام ہے آپ کا؟ معذرت! مجھے نام پوچھنا یاد ہی نہ رہا۔"

اس نے اپنی سہیلیوں کو بتاتے ہوئے مڑ کر فیمیا سے پوچھا۔

"فیمیا۔۔۔"

وہ دھیمی آواز میں بولی۔

"جی اور اب میں آپ کو ان سب سے متعارف کرواتی ہوں۔ان کا نام عائش ہے،مادام ذرا منہ پھٹ ہیں لیکن دل کی بہت اچھی ہیں۔"

اس نے گھنگریالے بالوں والی لڑکی (جس کے چہرے پر جا بجا داغ دھبوں کے نشان تھے) کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ ہے ماہ لقا عرف ماہی۔ یہ میڈم ہر وقت کھانے کے لیے تیار رہتی ہیں، اسی لیے وزن بڑھتا جا رہا ہے لیکن پھر بھی ان کو کم کھانا گوارا نہیں۔"

اپنی اس قدر تعریف پر مسکان (ماہی) نے اسے آنکھیں دکھائیں تو وہ ہنس دی پھر فیمیا کی طرف متوجہ ہوئی۔

"اور میں ہوں آبنوس۔ محفل کی آن، بان اور شان۔۔۔

اور ہاں تم مجھے آبی کہہ سکتی ہو۔۔"

وہ کہتے ہوئے کرسی پر بیٹھ گئی اور ایک کرسی فیمیا کی طرف کھسکا دی۔ وہ بھی ہچکچاتے ہوئے بیٹھ گئی۔ وہ لوگوں میں جلدی گھلتی ملتی نہیں تھی اور نہ خود کو انجان لوگوں میں آرام دہ پاتی تھی۔

وہ تینوں لڑکیاں اوٹ پٹانگ باتیں کر کے قہقہے لگاتی رہی لیکن اس نے صرف مسکرانے پہ اکتفا کیا۔

"ہائے گائیز۔۔۔۔۔

اتنے میں تین لڑکوں کا گروہ بھی وہاں آگیا۔فیمیا سر پہ چادر ٹھیک کرنے لگی جبکہ وہ تینوں لڑکیاں انہیں دیکھ کر جیسے فائزہ کو بھول ہی گئیں، تبھی ان لڑکوں میں سے کسی ایک کی نظر اس پہ پڑی۔

"یہ کون ہے؟"

"ہماری نئی سہیلی فیمیا۔"

آپی نے جواب دیا۔

"اتنی جلدی نئی سہیلی بنالی اور ہمیں کانوں کان خبر تک نہ ہونے دے گی۔"

ان میں سے ایک لڑکا بولا۔

"یہ کون سا جوکھوں کا کام ہے؟ ہمیں تو بنی بنائی مل گئی اور وہ بھی اتنی پیاری اور معصوم کہ۔۔۔۔"

ان لڑکوں کے سامنے اپنی تعریف پراس کی ہتھیلیاں پسینے سے پسیج گئیں۔آپی باری باری ان سب کا تعارف کروا رہی تھی لیکن اسے ان سب میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔وہ تو اس وقت کو کوسنے لگی، جب وہ اس کے ساتھ یہاں آکر بیٹھ گئی۔

"ماہی! تمہاری نئی دوست مجھے گونگی لگ رہی ہے۔"

اب تک اس کی خاموشی کو صرف عریش نے محسوس کیا تھا تبھی فوراً بولا۔

"یہ اسے بولنے کا موقع دے، تب وہ بیچاری بولے گی ناں۔"

عاہن نے لقمہ دیا جبکہ فاتین مسلسل ٹانگ پہ ٹانگ جمائے اس لڑکی کو دیکھے جارہا تھا جو سر جھکائے ہوئے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔

چادر سے جھانکتا ہوا نورانی چہرہ اور سختی سے بھینچے ہوئے لب۔اس کے انگ انگ سے بے چینی چھلک رہی تھی اور وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ بے چینی صرف ہمارے یہاں بیٹھنے کی وجہ سے ہے۔

"تو کیا ہوا؟ میں اسے بولنا بھی سکھادوں گی۔"

ماہی نے فوراً کہا۔

"ایک ماہی کافی ہے دماغ کی دہی بنانے کے لیے، ہمیں کسی دوسری ماہی کی ضرورت نہیں۔"

عریش کی بات پر عاہن کا قہقہہ بلند ہوا، پھر اس نے ماہی کو بر گر کھاتے ہوئے دیکھ کر اپنا نشانہ بنایا۔

"ارے بس کردو۔ خدارا اپنی اس حالت پر کچھ تو رحم کرو۔ کھا کھا کر موٹی بھینس بنتی جا رہی ہو۔ ڈائٹنگ وائٹنگ کیا کرو، جیسے میں کرتا ہوں۔ دیکھو کتنا خوبصورت اور اسمارٹ ----------

"خوبصورت اور اسمارٹ ہونہہ۔۔۔۔ اپنی شکل دیکھی ہے جیسے مریل گدھا ہو۔"

ماہی نے اس کی بات درمیان میں کاٹ کر، دبلی پتلی جسامت دیکھ کر چوٹ کی۔

"ارے عریش! کیوں تنگ کر رہے ہو؟ بچی کھاتے پیتے گھرانے کی ہے۔"

"وہ تو نظر آ رہا ہے۔ کھاتے پیتے گھرانے کی۔۔۔۔۔۔"

ان دونوں کا فلک شگاف قہقہہ فضا میں گونجا اور باقی لوگ بھی ان کا ساتھ دینے لگے۔

ایک وہی تھی جو اٹھنے کے لیے پر تول رہی تھی پھر ان کو ہنسی مذاق میں مصروف دیکھ کر وہاں سے چپکے سے اٹھی اور کیفے سے باہر نکل گئی لیکن کسی کی عقابی نظروں نے دور تک اس کا احاطہ کیا تھا۔

"اف آپی! آپ اس گرمی میں کیسے یہ چادر اوڑھ لیتی ہیں، مجھے تو باریک دوپٹے میں بھی بہت زیادہ گرمی محسوس ہوتی ہے۔"

فیمیا چادر تہ کر کے الماری میں رکھ رہی تھی جب فارہ نے کہا۔

"نہیں فری یہی چادر تو میری محافظ ہے۔ یہ مجھے اپنی طرف اٹھنے والی ہر اچھی بری نظروں کی تپش سے بچاتی ہے اور یہ اوڑھ کر مجھے ٹھنڈک اور سکون ملتا ہے۔"

اس نے اپنے ازلی نرم لہجے میں کہا۔

"بھئی، اتنی بھاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آئیں گی۔"

"اور یہ ناولز کی موٹی موٹی کتابیں تمہاری سمجھ میں کیسے آجاتی ہیں؟"

اس نے دونوں ہاتھ کمر پہ ٹکا کر لڑاکا عورتوں کی طرح پوچھا۔

"بات کوئی بھی ہو، آپ ہمیشہ میری ان کتابوں کو بیچ میں لے آتی ہیں۔"

فارہ جسے سب پیار سے فری بلاتے تھے اس نے منہ بسورا۔

"کچھ غلط نہیں کہا۔ تمہیں میری کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی اور نہ تم سمجھنا چاہتی ہو".

فیمیا کے چہرے پہ ناراضگی کا عکس نمایاں تھا۔

"اوہو آپی! ناراض مت ہوں۔ اچھا بتائیں کھانا لگا دوں؟ اور یونیورسٹی کا پہلا دن کیسا گزرا؟"

"فی الحال مجھے بھوک نہیں ہے اور آج کا دن بہت اچھا گزرا۔میں نے تین نئ سہیلیاں بھی بنالی لیکن۔۔۔۔"

فیمیا کچھ کہتے کہتے رکی۔

"لیکن کیا۔۔۔۔؟"

اس کی ادھوری بات پر فری نے تجسس سے اسے دیکھا۔

"وہ بہت فیشن ایبل اور بے باک قسم کی ہیں۔ان کے گروپ کے تین لڑکے، جن کے ساتھ وہ بہت فرینک ہیں لیکن مجھے ان کا چھچھورا پن رتی بھر اچھا نہ لگا۔"

"آپ کو اچھا بھی کیا لگتا ہے آپی ؟ آج کل کی لڑکیاں اور لڑکے ایسے ہی ہیں بے باک اور باتونی۔زمانہ بہت آگے نکل چکا ہے لیکن آپ۔۔۔۔۔۔آپ کی رفتار زمانے کے لحاظ سے بہت سست ہے۔ کبھی کبھار تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں آپ کے اس بھولپن اور معصومیت کا کوئی فائدہ نہ اٹھالے۔"

فری نے تشویش سے کہا۔اس نے مسکرا کر اپنی بہن کے فکر مند چہرے کی اور دیکھا پھر بولی۔

"میری جان! زمانہ وہیں کا وہیں ہے، لوگ اپنی دھن میں بہت آگے نکل چکے ہیں اور میں آج کل کی لڑکیوں جیسا ہونا بھی نہیں چاہتی۔ جیسی ہوں، اچھی ہوں۔"

"بالکل اچھی ہیں لیکن اگر ایک کپ چائے کا پلا دیں گی تو اور بھی زیادہ اچھی لگیں گی بالکل ناول کی ہیروئن کی طرح۔"

فری نے باتوں کا رخ کسی اور طرف کرتے ہوئے شریر لہجے میں کہا تو وہ اسے مصنوعی گھوری دیتے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گئی۔

نجانے رات کا کون سا پہر تھا، جب وہ گھر پہنچا۔ ہر سو پھیلا گہرا سکوت اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ گھر کے مکین اپنے کمروں میں آرام فرما رہے ہیں لیکن پھر بھی وہ احتیاطاً دبے قدموں چلتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ جب سے گھر میں اس کی پھوپھی زاد ابرش رہنے آئی تھی، رات دیر سے گھر آنا اس کا معمول بن گیا تھا۔ نجانے کیوں فاتین کو اس سے عجب سی چڑ تھی یا شاید اس کی حرکتیں اسے ایک آنکھ نہیں بھاتی تھیں۔

اس نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر کمرے کا بلب روشن کیا اور بیڈ پر نظر پڑتے ہی جسم میں تھکاوٹ کا احساس ہونے لگا تھا۔ وہ لباس تبدیل کیے بغیر ہی بستر پر ڈھے گیا۔

آنکھیں بند کرتے ہی دن کے واقعات تیزی سے آنکھوں کے سامنے سے گزرنے لگے اور پھر وہ چہرہ۔۔۔پرنور چہرہ۔

اس نے فوراً آنکھیں وا کیں۔

"یہ کون سا روپ ہے عورت کا؟ میں نے تو ہمیشہ مردوں کے آگے پیچھے منڈلاتی، میک اپ سے لدی پھندی عورتیں دیکھی ہیں کہ جن کو دوپٹے کی خبر ہوتی ہے، نہ اپنی عزت کی۔ پھر وہ اتنی منفرد کیوں؟۔۔۔

اس نے چت لیٹے چھت کو گھورتے ہوئے سوچا۔ اسے فیمیا کا روپ اس لیے بھی انوکھا لگا کیونکہ ان کا خاندان کافی حد تک لبرل تھا۔ فیملی کی لڑکیاں تو دور حتیٰ کہ اس نے اپنی ماما کو بھی سر پہ چادر لیتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔

"میک اپ سے عاری چہرہ بھی کتنا سندر رہے۔"

اس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"اسی" کے بارے میں سوچتے ہوئے جلد ہی وہ نیند کی گہری وادیوں میں اتر گیا۔ زیادہ سوچنے کا اثر تھا کہ رات خواب میں بھی وہی پری چہرہ نظر آتا رہا۔

ریسرچ کے مطابق کہا جاتا ہے، جب آپ جاگتے ہیں اور کچھ سوچتے ہیں، تو ایسے میں یہ خیالات کسی منطق کے حامل ہوتے ہیں، مگر جب آپ عالمِ نیند میں ہوتے ہیں، تو دماغ جاگ رہا ہوتا اور

ایسے میں پیدا ہونے والے خیالات (جنہیں ہم خواب کہتے ہیں) یہ جذباتی بنیادوں پر بنتے ہوتے ہیں اور منطقی دائروں پر قائم نہیں ہوتے ہیں۔

گو کہ اب تک حتمی ثبوت موجود نہیں ہیں، تاہم سمجھا یہی جاتا ہے کہ خواب عموماً آپ بیتی کا شاخسانہ ہوتے ہیں، جس میں زیادہ تر آپ کی تازہ سرگرمیوں، گفتگو اور زندگی سے جڑے امور آپ کے سامنے آتے ہیں۔ تاہم اس حوالے سے تعریف و تشرح کے لیے کئی طرح کے نظریات موجود ہیں۔

صبح جب فریش ہو کر نیچے آیا تو ناشتے کی میز پر اس سے پہلے ہی گھر کے سبھی لوگ موجود تھے۔ وہ سب کو "صبح بخیر" کہتا ہوا ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"تمہاری آنکھیں کیوں لال ہیں؟ کیا رات کو نیند نہیں آئی؟"

ابرش نے بغور اس کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا لیکن فاتین بدستور ناشتہ کرنے میں مصروف رہا۔

"ہاں صاحب زادے! رات دیر سے آئے ہو۔ کیوں؟"

زمان صاحب بھی اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس نے دانت کچکچاتے ہوئے ابرش کی طرف دیکھا جو اس کے جواب کی منتظر نظر آ رہی تھی۔

"دوستوں کے ساتھ پڑھائی کر رہا تھا۔"

"پڑھائی۔۔۔۔۔ تم نے کب سے پڑھنا شروع کیا ہے؟"

وہ استہزائیہ ہنسے۔

"جب سے ہمارے گھر میں ایک چھپکلی نے بسیرا کیا ہے تب سے میرا پڑھائی میں دل تو لگ گیا ہے لیکن گھر میں نہیں۔"

وہ غصے سے دانت پیستے ہوئے بولا۔

"بری بات بیٹا! ایسا نہیں کہتے۔"

مسز زمان نے اسے ٹوکا جبکہ زمان صاحب اسے غصیلی نظروں سے گھور رہے تھے۔

"ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہوں۔ مہمان تین دن کا ہوتا ہے، یہ نہیں کہ مہینہ بھر رک کر میزبان کی ناک میں دم کر دے۔"

"دیکھا ماموں جان! میں آپ کے گھر آتی ہوں تو فاتین کو اچھا نہیں لگتا لیکن آپ زبردستی مجھے یہاں لے آتے ہیں۔ آئندہ میں آپ کے گھر کبھی نہیں آؤں گی۔"

اس کے لہجے سے ناراضگی جھلک رہی تھی۔

"یہ گھر میرا ہے بیٹا، فاتین کا نہیں۔ تم جتنے دن چاہو، یہاں رک سکتی ہو۔"

زمان صاحب کی بات پر ابرش کی خوشی دیدنی تھی لیکن اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"آپ کا گھر؟۔۔۔۔تو پھر میں یہاں کیا کر رہا ہوں؟۔۔۔۔۔جا رہا ہوں میں۔"

دل ہی دل میں ابرش کو برے القابات سے نوازتا ہوا وہ غصے سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔

زمان ولا میں فاتین اپنے ماں باپ، قمر الزمان صاحب اور سامیہ قمر (مسز زمان) کی زندگی کا اکلوتا سرمایہ تھا۔ قمر الزمان صاحب کا اپنا امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس تھا تو خوب عیش تھی۔ کبھی کسی چیز پر روک ٹوک نہ تھی۔ امیروں کے لئے ہر خواہش کو پورا کر دینا بائیں ہاتھ کا کھیل ہوتا ہے پر رشتے ناطے بھی ملحوظ خاطر رکھنا پڑیں جب تو اونچ نیچ ہو جایا کرتی ہے۔ زمان صاحب کی اکلوتی بہن، لائبہ بیگم، اپنے خاوند کو ایک حادثے میں کھو بیٹھیں تو اپنے بھائی کے گھر واپس آنے کی بجائے اپنی بیٹی کے ساتھ اپنے شوہر کے گھر ہی قیام پذیر رہیں۔ انکی بیٹی فاتین کی کزن ہونے کے ناطے ہمیشہ سے فاتین کو پسند کرنے کی وجہ سے یہاں آن پہنچتی تھی تو یہی ری ایکشن ہوتا تھا لڑائی باپ اور بیٹے کی۔ پتا نہیں اس کا اختتام کیا ہونا تھا۔

آج فیمیا نے سوچ لیا تھا کہ وہ ان لڑکیوں کے پاس نہیں بیٹھے گی۔ وہ یہاں پڑھنے آئی تھی نہ کہ سہیلیاں بنانے۔

اپنے منصوبے پہ عمل پیرا ہونے کے لیے لکچر اٹینڈ کرنے کے بعد وہ یونیورسٹی کے سبزہ زار پر آ کر بیٹھ گئی لیکن شاید خدا کو اس کا یہاں تنہا بیٹھنا پسند نہیں آیا تبھی آبی اسے ڈھونڈتی ہوئی یہاں آ نکلی۔

دل تو چاہا کہ سر پہ پاؤں رکھ کر بھاگ جائے لیکن مجبوراً وہی جم کے بیٹھی رہی۔

"اے لڑکی! کہاں چھپ کے بیٹھ گئی ہو؟"

وہ اپنی پھولی سانسوں پر قابو پاتے ہوئے اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی۔

"میں۔۔۔۔

"تم نہیں تو کیا میں؟ یہاں کا چپہ چپہ چھان مارا لیکن تم کہیں نظر نہیں آئی۔"

"چپہ چپہ چھاننے کی کیا ضرورت تھی؟ پہلے ہی ادھر آ جاتی۔"

فیمیا ہلکی آواز میں بڑبڑائی جس پر آبنوس نے قہقہہ لگایا۔

"میں اب غائب کا علم تو نہیں رکھتی خیر اب خوش قسمتی سے مل ہی گئی ہو تو چلو۔"

وہ ٹھنڈی سانس خارج کرتے ہوئے چاروناچار آبی کے ساتھ چل پڑی۔

ان دونوں کو دور سے آتے دیکھ کران کے گروپ کے سبھی لوگوں نے ہاتھ ہلایا۔

"فیمیا آپی کو ڈھونڈنے گئی تھی اور تم خود گم ہو کر رہ گئی۔ میں تو تم دونوں کی گمشدگی کا اعلان۔۔۔۔۔۔"

"فاتین کدھر گیا؟"

آبی نے عریش کی بات کاٹ کر پوچھا۔

"ہمارے لیے ٹھنڈی بوتلیں لینے گیا ہے اور کدھر جانا ہے اس نے۔ امیر دوست کا یہی تو فائدہ ہے۔"

"دوست امیر ہو یا غریب، اس کا فائدہ ہی فائدہ ہاں اگر تمہاری طرح کنجوس ہو تو پھر خسارہ۔"

ماہ لقا عرف ماہی (جس کو اسکے گھر والے مسکان بھی پکارتے تھے تو کبھی کوئی نام پکارا جاتا تو کبھی کوئی، بے چاری خود بھی کبھی کبھار کنفیوژ ہو جاتی کہ کسے پکارا گیا۔ ہاہا) اس نے کل کی رہی سہی کسر

پوری کی۔ عریش اسے کرارا جواب دینا چاہتا تھا لیکن فاتینن کو آتے دیکھ کر اس نے ارادہ ملتوی کر دیا۔

سبھی نے اپنے حصے کا سموسہ اور بوتل اٹھالی لیکن فیمیا چپ سادھے بیٹھی رہی تبھی فاتین نے اسے مخاطب کیا:

"آپ تکلف کیوں برت رہی ہیں؟ ہم سب دوست ہیں اس لیے آپ بھی لیجئیے پلیز۔۔۔۔"

فاتین نے شائستہ لب ولہجے میں کہا پھر آپی کے اصرار پر اس نے سموسہ اٹھالیا لیکن ان سب کے سامنے کھانا معیوب سا لگ رہا تھا۔

"آپ کا نام فیمیا کی جگہ شرمیلی ہوتا تو کیا ہوتا۔۔۔ہائے۔"

عاہن چہکا۔

"عاہن۔۔۔انہیں اس قدر مذاق پسند نہیں۔"

فاتین نے اسے تنبیہہ کی۔

"ابے! تجھے بڑا پتہ ہے یار۔ میری تو عادت ہے مذاق کرنے کی اور اگر انہیں برا لگا تو وہ خود ٹوکیں گی۔"

"نہیں! مجھے برا نہیں لگا۔"

اس نے دل پہ بھاری پتھر رکھ کر کہا۔

"ہیں؟ یہ کون بولا؟ یہ اتنی سریلی اور مدھر آواز کس کی ہے؟"

عریش نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ایکٹنگ کی تو سبھی ہنس پڑے۔

"آپی اگر آپ آج نہ بولتی تو میں نے آپ کو گونگی تصور کر لینا تھا۔"

"دراصل مجھے نئے لوگوں میں جلدی گھلنے ملنے میں دقت ہوتی ہے تو اس لیے۔۔۔"

فیمیا نے آہستگی سے کہا۔

"جی ہم سمجھ سکتے ہیں۔"

عاہن نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا۔

"جو کبھی کسی کے احساسات نہیں سمجھ سکا، وہ مزاج خاک سمجھے گا۔ میں بتا رہی ہوں یہ جھوٹ بول رہا ہے۔"

عائش کی بات وہ اچنبھے سے اسے دیکھنے لگا۔

"میں نے کس کے احساسات نہیں سمجھے؟ اب یہ مت کہنا کہ تم میرے عشق میں گرفتار ہو چکی ہو۔ اگر ایسا ہوا تو پھر دیکھنا عاہن کا کمال۔"

"عشق وہ بھی تم سے! شکل دیکھی ہے اپنی۔ تربوز جیسا تو تمہارا منہ۔۔۔۔۔۔"

"اوں ہوں۔۔۔۔ تربوز جیسا نہیں ماہی جتنا۔۔۔۔"

عریش نے ٹکڑا لگایا۔

"شٹ اپ۔"

ماہی غصے سے پاؤں پٹختی وہاں سے چلی گئی اور باقی سب نے بھی ہنستے ہوئے اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی راہ لی۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ فیمیا ان سب کے ساتھ گھل مل گئی تھی لیکن فاتین سے بات کرتے ہوئے جھجھک سی محسوس ہوتی تھی اور شاید وہ بھی دل میں چور ہونے کی وجہ سے ہچکچاہٹ کا شکار تھا۔

وہ باتیں کرتی تو فاتین ٹکٹکی باندھے اسے محبت سے تکتا رہتا اور جب کبھی فیمیا کی نظر اس سے ٹکرا جاتی تو فوراً نظروں کا زاویہ بدل دیتا۔

رفتہ رفتہ یہ آنکھ مچولی اسے بھی لطف دینے لگی تھی۔

محبت یوں بھی ممکن ھے ---
نہ اُس کو دیر تک تکنا ---
نہ اُس سے بہت سی باتیں ---
نہ کوئی پیار کے قِصّے ---
نہ آخر شب مناجاتیں ---
محبت یوں بھی ممکن ھے ---
کبھی کچھ عام سے جُملے ---
کبھی کچھ عام سی باتیں ---
کبھی بس مُسکرا دینا ---

کبھی نظریں چُرا لینا ---
محبت یوں بھی ممکن ھے ---
نہ بہت شوخی ھی جذبوں میں ---
نہ زیادہ اُنس رنگوں میں ---
نہ زیادہ ربط پھولوں سے ---
نہ زیادہ سوچ میں رھنا ---
محبت یوں بھی ممکن ھے ---
کہ جس کو چاھتے ھوں ہم ---
نہ اُس کو یہ بتا پانا ---
کہ اُس کی چاہ کو ھر دم ---
دل میں ھی چھپا رکھنا ---
محبت یوں بھی ممکن ھے ---
نہ نغمہ گیت ھو کوئی ---
نہ میٹھا ساز ھو کوئی ---
ایسے دل میں چھپا رکھنا ---
کہ جیسے راز ھو کوئی ---
محبت یوں بھی ممکن ھے ---
سنو جاناں ---
محبت یوں بھی ممکن ھے ---

ہائے یہ خوشبو جو صبح صبح مجھے کچن میں کھینچ لائی ہے یقیناً میری پیاری سی بہن اپنے سندر ہاتھوں سے بریانی بنا رہی ہے۔"

عمیر کچن میں داخل ہوتے ہوئے شریر لہجے میں بولا۔

"جی بالکل بریانی بنالی ہے لیکن یہ آپ کے لیے نہیں ہے۔"

وہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف مڑی۔

"تو پھر کس لیے؟ بھئی اس خوشبو نے میری بھوک چمکا دی ہے۔"

"اف بھائی! یہ میں نے اپنی سہیلیوں کے لیے بنائی ہے۔ آپ کو ایک لقمہ نہیں ملے گا۔ ہر دوسرے دن تو میرے ہاتھ کی بنی بریانی کھاتے ہیں آپ لیکن۔۔۔۔۔"

"لیکن پھر بھی میرا جی نہیں بھرتا۔"

عمیر نے اس کا جملہ فوراً مکمل کیا۔

"میری اچھی بہن۔۔۔"

عمیر نے اسے مسکین سی صورت بنا کر دیکھا تو بے اختیار اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"اچھا بابا۔ یہ ناشتہ میز پر لگا دیں، میں بریانی لاتی ہوں۔"

اس نے ناشتے کی ٹرے عمیر کو تھمائی اور خود تیزی سے باقی کے کام نبٹانے لگی۔

فارہ اور عمیر اس کے ہاتھ کی بنی بریانی کے دیوانے تھے۔اسے امید تھی کہ جن کے لیے اس نے صبح صبح اتنی محبت سے بریانی بنائی ہے،ان کو بھی یقیناً پسند آئے گی اور یہی ہوا۔

عائش نے پہلا لقمہ لیتے ہی تعریفوں کے پل باندھ دیے پھر باقی سب باری باری تعریف کرنے لگے لیکن فاتین چپ سادھے اس کے چہرے کو تکتا رہا جو خوشی سے کھلکھلا رہا تھا۔

"آہم آہم۔۔۔۔

عریش کے گلا کھنکارنے پر وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"کیا بات ہے؟خیریت ہے ناں؟مجھے تو دال میں کچھ کالا نظر آرہا ہے۔"

عریش نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"پوری دال ہی کالی ہوتی جارہی ہے۔"

وہ بڑبڑایا۔

"شاباش۔بہت اچھا انتخاب ہے۔پھر کب چلیں بھابی کا ہاتھ مانگنے؟"

"ہاتھ؟۔۔۔۔۔۔ہاتھ کا کیا کرنا ہے؟"

"کیونکہ اب ان کا ہاتھ ہی تمہارا علاج ہے۔کان کے نیچے تین چار تھپڑ پڑیں گے تو عقل ٹھکانے آجائے گی۔"

"یہ تو بہت معصوم ہے یار۔کیوں خواہ مخواہ اسے جلاد ثابت کرنا چاہتے ہو؟"

"ماشاءاللہ!سبحان اللہ!ابھی سے یہ حال ہے تو آگے کیا ہوگا؟بیٹا تیرا تو اللہ ہی حافظ ہے۔"

"یہ کیا کھسر پھسر ہو رہی ہے؟"

آہن ان دونوں کو سر گوشیوں میں مصروف دیکھ کر بولا۔

"ہم فاتین کے لیے لڑک۔۔۔۔۔۔۔۔"

فاتین کا مکا کمر پر پڑتے ہی عریش کا باقی کا جملہ منہ میں رہ گیا۔

"فاتین کے چال چلن اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ بہت جلد ہمارے یار کے سر پہ سہرا ہو گا۔"

عریش اب کہاں چپ رہنے والا تھا، فوراً اس کا بھانڈا پھوڑ دیا حالانکہ ابھی اس نے شادی کا کوئی ذکر ہی نہیں کیا تھا۔

پہلے سب حیرت سے فاتین کی طرف تکتے رہے پھر حواس بحال ہوتے ہی سبھی کے چہرے خوشی سے تمتما اٹھے۔اک واحد آبی تھی کہ جس کے چہرے پہ خوشی کے ساتھ ساتھ خوف کے سائے لہرا رہے تھے۔

"ارے! لڑکی کون ہے؟ کہاں رہتی ہے؟ کیسی ہے، خوبصورت یا عام سی؟"

اس کے دوستوں کی طرف سے یک بیک سوالوں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔فاتین نے بے چارگی سے عریش کی طرف دیکھا جو ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔فاتین محض جھوٹ بول رہا ہے۔"

وہ لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں بولا۔

اب انہیں کیسے بتاتا کہ وہ لڑکی کوئی اور نہیں، فیمیا ہے لیکن اس کے جذبات واحساسات تو یک طرفہ تھے، دوسری طرف سے ایسا کوئی اشارہ نہیں تھا اس لیے وہ سب کی نظروں کے سامنے ابھی فیمیا کو نہیں لانا چاہتا تھا۔

"اب تم ہم سے باتیں چھپاؤ گے؟"

آہن متحیر ہو کر فاتین کی طرف دیکھنے لگا۔

"ابھی میں بتانے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔"

"کیا ہوا تیری پوزیشن کو؟ پہلے تو سب کچھ ہمیں بتا دیا کرتا تھا۔"

"پہلے کی بات اور تھی۔ اب معاملہ محبت کا ہے۔"

عریش نے "محبت" کو لمبا کھینچتے ہوئے شرارت سے آنکھ دبائی۔

"آج تو میرے ہاتھوں قتل ہو جائے گا۔"

فاتین نے مزید دو مکے اس کی کمر میں جھڑ دیے مگر اب وہ کہاں باز آنے والا تھا؟

"نظر کے سامنے

جگر کے پاس

کوئی رہتا ہے

وہ ہو تم"

وہ کچھ فاصلے پہ جا کر مدھم آواز میں گنگنانے لگا اور فاتین اسے کڑے تیوروں سے گھور رہا تھا۔

"عشق چھپائے نہیں چھپتا۔ ہمیں جلد یا بدیر معلوم ہو جائے گا کہ کیا چکر ہے؟"

عائش نے ہار مانتے ہوئے کہا جبکہ آبی کچھ نہ جانتے ہوئے بھی بہت کچھ جان گئی تھی۔ فاتین کا بار بار فیمیا کو دیکھنا اور ٹھنڈی آہیں بھرنا۔۔۔

"تو کیا فیمیا بھی فاتین میں دلچسپی رہی ہے یا صرف وہی۔۔۔۔"

اس نے فیمیا کے روشن چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔ دل میں کھلبلی سی مچ گئی تھی۔

"مجھے فیمیا سے اس بارے میں بات کرنی ہو گی۔"

اس نے دل میں تہیہ کر لیا اور اگلے دن فیمیا کو تنہا پاتے ہی اس کے پاس چلی آئی۔

"تمہیں فاتین کیسا لگتا ہے؟"

بنا کسی تمہید کے سوال کیا گیا۔ فیمیا کو سوال سے زیادہ اس کے انداز نے مبہوت کیا۔

"اس سوال کا کیا مطلب ہے؟ آخر آپ کہنا کیا چاہتی ہیں؟"

وہ آبی کے سپاٹ چہرے کی طرف دیکھنے لگی۔

"مجھے یہ آپ جناب کہنا پسند نہیں ہے۔ آپ لفظ سے ادب جھلکتا ہے اور دوستوں میں بھی آداب نبھائے جائیں تو اس سے بہتر ہے انسان تنہا رہے۔"

"ٹھیک ہے لیکن تم کیا کہنے آئی تھی؟"

فیمیا کی سوئی ابھی بھی اسی ایک سوال میں اٹکی ہوئی تھی۔

"یہی کہ فاتین تمہیں کیسا لگتا ہے؟"

"جیسا ہے، ویسا ہی لگتا ہے۔"

"اوہو! تم اتنی معصوم ہو یا مجھے پاگل بنانے کی کوشش کر رہی ہو؟"

"میں کیوں آپ کو۔۔۔۔سوری تمہیں پاگل بناؤں گی؟"

فیمیا نے الٹا اس سے سوال کر دیا۔

"پھر سیدھی طرح بتاؤ فاتین تمہیں کیسا لگتا ہے؟ اس کے لیے تمہارے دل میں کوئی احساسات۔۔۔۔۔"

"یہ کیا تم عجیب و غریب باتیں کر رہی ہو؟ میں کیوں بھلا کسی کے لیے احساسات رکھوں گی؟"

"مجھے شک ہے کہ وہ تم میں دلچسپی لے رہا ہے۔"

اس کی طرف سے مطمئن ہو کر آپی نے پر سوچ انداز میں کہا۔

"نہیں! مجھے ایسا نہیں لگتا۔"

بظاہر تو اس نے آپی کی بات کی مکمل تردید کی لیکن دل ہی دل میں وہ بھی انہی شک و شبہات میں مبتلا ہو گئی تھی اور یہ شک و شبہات یقین میں تب بدلے جب یونیورسٹی سے گھر واپسی پر وہ وین کا انتظار کر رہی تھی کہ فاتین اس کے پاس چلا آیا۔

"مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے؟"

اس نے اجازت طلب کی۔

"جی کہیے۔"

وہ کھڑی ہو کر اس کے بولنے کا انتظار کرنے لگی لیکن وہ سر جھکائے الفاظ مجتمع کرنے میں مصروف تھا پھر اچانک اس نے سر اٹھایا اور اس کی طرف دایاں ہاتھ بڑھا دیا۔

"دوستی۔۔۔؟"

فیمیا، فاتین پہ ناگوار سی نظر ڈال کر آگے بڑھ گئی لیکن وہ بھی تیز قدموں سے اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔

"آپ میرا پیچھا کیوں کر رہے ہیں؟"

فیمیا نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"دیکھیں آپ اس طرح میری بات نظر انداز نہیں کر سکتی۔"

"آپ کی بات غور کرنے کے قابل ہی نہیں ہے۔"

اس نے دوبدو جواب دیا۔

"میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔"

"آپ نے محبت کے لیے غلط لڑکی کا انتخاب کیا ہے۔ میں کوئی ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں۔"

"مجھے معلوم ہے آپ فیمیا ہیں۔ کوئی ایسی ویسی لڑکی نہیں۔"

"تو پھر یہ محبت کے آزمودہ ٹوٹکے کسی اور پر آزمائیے۔"

وہ تڑخ کے بولی۔

"آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں۔ میں آپ سے فلرٹ نہیں کر رہا بلکہ شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ جذباتیت سے بولا۔ فیمیا کے بڑھتے قدم کچھ دیر کے لیے تھم گئے پھر وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا کر بولی:

"میں یہاں پڑھنے آئی ہوں، اپنی شادی رچانے کے لیے نہیں اور میں آپ کو بہت اچھا سمجھتی تھی لیکن آپ تو آج کل کے روایتی لڑکے نکلے کہ جہاں کوئی لڑکی دیکھی، محبت کی پٹاری کھول لی۔"

"تو آپ میری محبت دھتکار رہی ہیں؟"

اس کی آنکھوں کی چمک مدھم پڑ گئی تھی۔ وہ مزید کچھ کہے بغیر اپنی چادر کو درست کرتی ہوئی سڑک پار کر گئی۔

____

کبھی مصروف لمحوں میں!! ___

اچانک _____ دل جو دھڑکے تو

کبھی بے چین سے ہو کر!! _____

ہر اک سانس تڑپے تو

کوئی آتش سی تن من میں!! _______

اچانک جل کے بھڑکے تو

اے جانِ زندگی!! _____

تب ______ اتنا سمجھ لینا

یہ!

محبت کا اشارہ ہے

تمہیں____ہم نے پکارا ہے!!

"ایڈیٹ! کتنی آسانی سے کہہ دیا "دوستی کرو گی؟"

"میں کوئی عام لڑکی تھوڑی ہوں۔"

فاتین کا غصہ وہ برتنوں کو پٹخ پٹخ کر نکالنے میں مصروف تھی۔

"دل تو چاہ رہا تھا کہ کان کے نیچے دو تھپڑ دے ماروں تاکہ عقل ٹھکانے آجاتی۔"

وہ پھر بڑبڑائی لیکن اس بار اس کی بڑبڑاہٹ کچن میں داخل ہوتی فارہ نے سن لی تبھی تجسس سے پوچھنے لگی:

"آپی! کس کی عقل ٹھکانے لگانے کا ارادہ رکھتی ہیں؟"

"بس ہے ایک بدتمیز۔"

"کون؟"

وہ سلیب پہ چڑھ کر بیٹھ گئی۔

" گروپ کا چھچھورا لڑکا لیکن تم کیوں اس قدر دلچسپی سے پوچھ رہی ہو؟ جاؤ یہاں سے، اپنا کام کرو اور مجھے اپنا کام کرنے دو۔"

دن کا غصہ ابھی بھی برقرار تھا۔

"اوں ہوں! میں آپ کی بہن ہونے کے ساتھ ساتھ دوست بھی تو ہوں۔"

"مجھے لگتا ہے پہلے تمہاری عقل ٹھکانے لگانی پڑے گی۔"

وہ بگڑے تیوروں سے اس کی طرف مڑی لیکن اس سے پہلے ہی وہ اچھل کر کچن سے باہر نکل گئی لیکن پھر دروازے سے گردن نکال کر شریر انداز میں بولی۔

"آپی! آپ غصے میں بہت کیوٹ لگتی ہیں۔"

"مذاق اڑا رہی ہو؟"

"بالکل نہیں۔سچ میں ذرا سا جھوٹ ملا رہی ہوں۔"

وہ یہ کہہ کر کمرے میں گم ہو گئی لیکن فیمیا کی حالت سوچ سوچ کر اسے ہنسی آ رہی تھی۔

"اف! بتا دیں ناں؟"

کچن سمیٹ کر جب وہ کمرے میں آئی تو فارہ پھر اصرار کرنے لگی۔

میرا دماغ مت کھاؤ فری".

وہ زچ ہو کر بولی۔

"صاف کہہ دیں ناں کہ آپ مجھے بہن سمجھتی ہی نہیں ہیں ورنہ مجھ سے کبھی کچھ نہ چھپاتی۔اب میں کچھ نہیں پوچھوں گی آپ سے اور نہ آپ کا دماغ کھاؤں گی۔"

وہ ناراضگی سے منہ بسورنے لگی۔

فیمیا کچھ دیر خاموشی سے لب کچلتی رہی پھر ہر بات جزئیات سمیت اس کے گوش گزار کر دی۔

"آپ اگر اسے ایک تھپڑ لگا دیتی تو سب کچھ کتنا فلمی ہو جاتا ناں پھر وہ انتقام لینے کے لیے آپ سے زبردستی نکاح کر لیتا اور۔۔۔۔۔۔

"شٹ اپ فری! یہ بکواس قسم کے ناولز پڑھ کر ہر وقت تمہارے ذہن میں یہی سب کچھ چل رہا ہوتا ہے۔"

"خوابوں میں جینے کا بھی اپنا مزہ ہے۔"

وہ چہکی۔

"خواب ٹوٹ جاتے ہیں اس لیے نہیں دیکھنے چاہیے۔"

"میں اس بات سے مکمل اختلاف کرتی ہوں۔۔

اگر حقیقت کو یکسر بھلا کر انسان کچھ دیر خوابوں کی دنیا بسا لے تو اس میں برا ہی کیا ہے؟"

اس نے جواب طلبی کے لیے فیمیا کی طرف دیکھا لیکن وہ ہمیشہ پریکٹیکل ہو کر سوچتی تھی۔ بچپن سے لے کر جوانی تک حقیقتوں کا سامنا کرتی آئی تھی کہ اب اس کی آنکھیں خواب بننے سے ڈرتی تھیں۔

"ویسے آپس کی بات ہے آپی۔ یہ خوبصورت لڑکوں کو ہمیشہ قدیم طور طریقے پر چلنے والی عورتیں کیوں پسند آتی ہیں؟"

وہ جو پوری توجہ سے اس کی بات سن رہی تھی، بات کا مطلب سمجھ آنے پر کشن اٹھا کر اس پر پھینکنے لگی اور وہ ہاتھوں سے اپنا بچ بچاؤ کرتی بستر پر گر گئی۔

وہ تینوں ریستوران میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے، جب ماہی اور عائش انہیں اپنی طرف آتی ہوئی دکھائی دیں۔

"آبنوس نہیں آئی کیا؟ "

فاتین نے استفسار کیا۔

"میں نے تو سوچا تھا وہ ہم سے پہلے ہی یہاں موجود ہو گی لیکن۔۔۔۔ "

عائش نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو خاص طور پر اسے یہاں بلایا تھا پھر کیوں نہیں وہ آئی؟ "

عریش کے لہجے سے اضطراب جھلک رہا تھا۔

"میں کال کر کے پوچھ لیتی ہوں۔ "

عائش سیل فون پر آبی کا نمبر ڈائل کرتے ہوئے کچھ دور آ کر کھڑی ہو گئی۔

"ہیلو! کہاں ہو تم؟ "

کال ریسیو ہوتے ہی عائش نے فوراً پوچھا۔

"گھر پہ۔ "

دوسری طرف سے قدرے اطمینان سے جواب دیا گیا۔

"گھر پہ؟۔۔۔یہاں سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں اور تم۔۔۔ "

"مجھے پتہ ہے فاتین نے ہم سب کو ریستوران میں کیوں بلایا ہے؟ "

آپی نے اس کی بات یکسر نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟ "

"وہ اس لڑکی کے بارے میں بتانا چاہتا ہے، جس سے وہ محبت کرتا ہے اور اس لڑکی سے میں اچھی طرح واقف ہوں۔ "

"کون ہے وہ لڑکی؟ "

عائش متحیر ہوئی۔

"فیمیا! وہ لڑکی فیمیا ہے۔ "

شدتِ غم سے اس کی آواز بھرا گئی۔

"میں برسوں سے اس شخص کے خواب دیکھ رہی ہوں اور اب اس کی آنکھوں میں فیمیا کے لیے محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر دیکھ کر میرا دل لہولہو ہو جاتا ہے۔ میں تو ان آنکھوں میں اپنے لیے محبت دیکھنا چاہتی تھی پھر یہ کیسے ہو گیا؟۔۔۔۔۔فاتین کیسے کسی اور کا ہو گیا؟۔۔۔۔۔ "

اسپیکر میں سے اس کی ہلکی ہلکی سسکیاں ابھر رہی تھیں۔

"تمہارے دل پر جو بیت رہی ہے، وہ میں سمجھ سکتی ہوں۔ "

"تم کبھی نہیں سمجھ سکتی عائش۔ تم نے بھلا کب کسی کو کھونے کا کرب سہا ہے لیکن میں کئی دن سے اس کرب سے دوچار ہوں۔ فاتین مجھ سے دور ہوتا جا رہا ہے اور میں اس قدر بے بس ہوں کہ اسے روک بھی نہیں سکتی۔

وہ باقاعدہ اونچی آواز میں رونے لگی تھی۔

"آپی پلیز! تمہارے اس طرح رونے سے میرے دل کو کچھ ہو رہا ہے۔ میں ابھی تمہارے پاس آ رہی ہوں، تم رونا بند کرو۔ "

عائش اس کے رونے سے حواس باختہ ہو گئی تھی۔ اس نے ہمیشہ عائش کو ہنستے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا اور اب اس کا یوں رونا اسے ہراساں کر رہا تھا۔

"نہیں! تم سب فاتین کی خوشی میں شرکت کرو۔ میں اپنے غم اکیلے سہہ لوں گی۔ "

اس نے کہتے ساتھ ہی کھٹ سے رابطہ منقطع کر دیا۔ کتنے ہی پل عائش بے حس و حرکت کھڑی اس کی باتوں کے بارے میں سوچتی رہی، پھر ان سب کی طرف بڑھی جو کب سے اسی کے منتظر تھے۔

"وہ نہیں آئے گی۔ "

وہ مدھم لہجے میں کہتے ہوئے کرسی پہ بیٹھ گئی۔

"کیوں؟ "

فاتین نے پوچھا۔

"اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لیے۔ "

"ایک کام کرتے ہیں۔ ہم سب اسی کی طرف چلتے ہیں۔ "

عریش نے مشورہ دیا۔

"یہ موٹو پتلو کی ساری فوج۔۔۔؟ "

فاتین استہزائیہ لہجے میں کہتے ہوئے عریش کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

"آپی کی ماما کہیں گی کہ یہ ڈریکولا شخص کہاں سے آگیا؟ "

ماہی عریش کی طرف دیکھ کر ہلکی آواز میں بڑبڑائی لیکن پھر بھی اس کے کہے الفاظ عریش نے بخوبی سن لیے تھے۔

"سفید ریچھ سے نظر ہٹے گی تو ان کو ڈریکولا نظر آئے گا ناں۔ "

وہ بھلا کب حساب باقی رکھتا تھا، فوراً دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے بولا۔

"نہیں! ہم سب جائیں گے تو اس کی طبیعت مزید بگڑ جائے گی۔ اس کو آرام کی ضرورت ہے، ہماری نہیں۔ "

آہن کی رائے پر سب متفق نظر آنے لگے۔

آپی محفل کی رونق تھی۔ اس کے بغیر اداس تو سبھی تھے لیکن آپی کی حالت سے باخبر تانیہ بار بار اضطراری حالت میں پہلو بدل رہی تھی۔

"خیریت ہے ناں! تم مجھے کچھ پریشان لگ رہی ہو؟ "

محفل برخاست ہوتے ہی فاتین اپنی گاڑی لے کر گھر کی طرف نکل پڑا جبکہ وہ تینوں کمال کی گاڑی میں سوار تھے تبھی آہن نے پچھلے نشست پر بیٹھی عائش سے سوال کیا۔

"آبی کی وجہ سے پریشان ہوں۔ "

"کل تک ٹھیک ہو جائے گی۔اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے۔ "

"پریشان ہونے والی ہی بات ہے کیونکہ وہ فاتین میں دلچسپی رکھتی تھی۔ "

عائش نے صاف گوئی سے کہا تو گاڑی میں بیٹھے تینوں نفوس کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔

"اس نے خود تم سے کہا ہے؟ "

ماہی کے پوچھنے پر عائش نے سر کو ہاں میں جنبش دی۔

"قصور تو اس کا اپنا ہے۔ہمارا دوستی کا حلقہ مکمل تھا،وہی فیمیا کو گھسیٹ کر اس حلقے میں لے آئی۔مجھے تو پہلے ہی وہ لڑکی ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی،اب اس کی طرف سے مزید دل برا ہو گیا۔ "

ماہی کے الفاظ اور لہجہ آہن کو سخت ناگوار گزرے اور اس نے فوراً اظہار بھی کر دیا۔

"اس میں فیمیا کا کیا قصور ہے؟ فاتین کے جذبات تو یک طرفہ ہیں۔ "

"تم اس کی طرف داری مت کرو۔ایسی مڈل کلاس لڑکیوں کو بہت اچھی طرح جانتی ہو۔یہ خود کو معصوم ظاہر کر کے امیر لڑکوں کو پھانس لیتی ہیں۔ "

"تمہاری دو ٹکے کی ذہنیت کی میں داد دیتا ہوں۔ "

عریش نے طنزیہ لہجے میں کہتے ہوئے تالی بجائی۔

"تم اس کے لیے مجھے۔۔۔۔۔۔۔ "

"ہاں تمہیں ایسا کہہ رہا ہوں کیونکہ تم نے ایک پار سالڑکی پر کیچڑ اچھالا ہے۔اس نے تو آج تک فاتین کو کوئی ایسا مثبت اشارہ نہیں دیا تو تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ اس نے فاتین کو پھانس لیا ہے؟ "

"مجھے تو تم بھی اس کی محبت میں گرفتار نظر آتے ہو یا زیادہ طرفداری اس لیے کر رہے ہو کیونکہ وہ تمہاری ہی کلاس کی ہے۔ "

ماہی نے ہر لحاظ بلائے طاق رکھتے ہوئے کہا جبکہ عریش تو عریش، عائش اور آہن بھی اس کے سخت لفظوں پر ششدر رہ گئے۔

"سیانے کہتے ہیں کہ دوستی اور رشتہ داری ہمیشہ اپنے ہم پلہ لوگوں میں کرنی چاہیے تاکہ انسان کو اپنا آپ کمتر محسوس نہ ہو لیکن میں ہمیشہ اس بات کی تردید کرتا رہا اور آج احساس ہوا کہ سیانے کتنا سچ کہا کرتے تھے۔ "

اس کی ڈبڈباتی آنکھیں اور غم سے بوجھل لہجہ آہن اور عائش کو آبدیدہ کر گیا مگر ماہی ٹس سے مس نہ ہوئی۔

بہت کم لوگ امیر ہو کر بے حس نہیں ہوتے اکثر تو امیری کے زعم میں یہ بھی نہیں سوچتے کہ ان کی بے حسی کسی پر کیا ظلم ڈھائے گی۔

دن سبک رفتاری سے گزرنے لگے لیکن ہر گزرتا دن فاتین کی محبت میں شدت لے کر آتا تھا۔

فیمیا اس سے جتنا دور جانے کی کوشش کرتی، وہ اتنا ہی قریب آتا آخر کار ایک دن وہ اس سے تنگ آ کر بولی۔

"آخر آپ کا مسئلہ کیا ہے؟ "

"محبت۔۔۔

مختصر جواب دیا گیا۔

"میں یونیورسٹی کی انتظامیہ سے آپ کی شکایت کر دوں گی کہ آپ مجھے ہراساں کر رہے ہیں۔ "

"جبکہ ایسا کچھ نہیں ہے۔ "

"ایسا ہی ہے۔ کئی دنوں سے دیکھ رہی ہوں کہ جہاں میں جاتی ہوں، آپ وہاں فوراً کہیں سے نمودار ہو جاتے ہیں۔ "

فیمیا کی بات پر اس کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"میں آپ سے شادی کا خواہش مند ہوں۔ "

"لیکن میں شادی نہیں کرنا چاہتی۔ "

"کیا تمام عمر کنواری رہیں گی؟ "

فاتین نے حیرت کا اظہار کیا۔

"میں نے آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔ "

اس نے "آپ" کو لمبے کرتے ہوئے اسے بہت کچھ باور کروانے کی کوشش کی تھی۔

"کیوں؟ مجھے میں کوئی خامی ہے؟ "

"آپ کا چھچھوراپن ہی آپ کی سب سے بڑی خامی ہے۔ "

جواب دوبدو آیا۔

"یہ بھی تو دیکھیں کہ یہ چھچھوراپن آپ کی وجہ سے اختیار کرنا پڑا ورنہ میں ایسا ویسا لڑکا نہیں ہوں۔ "

"ہر لڑکا یہی کہتا ہے کہ میں ایسا ویسا لڑکا نہیں ہوں لیکن حقیقت میں اس سے بڑا کمینہ کوئی نہیں ہوتا۔ "

ایک بار پھر فضا میں فاتین کا فلک شگاف قہقہہ گونجا۔ فیمیا کی پیشانی پر ناگوار سی شکنیں ابھریں۔

"آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔ میں بہت معصوم سا بندہ ہوں۔ "

اس نے اپنی ہنسی پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"وہ تو نظر آرہا ہے۔ "

"شکل وصورت پر مت جائیے آپ بس۔۔۔۔۔ "

"دیکھئے مسٹر! آپ حد سے بڑھ رہے ہیں۔ "

وہ اس کی بات کاٹ کر بولی۔

"میں بھی تو یہی چاہتا ہوں کہ مل بیٹھ کر اپنی حدود مقرر کر لیں۔ "

"اف۔۔۔۔ "

وہ زچ ہو کر اس پر ایک نظر ڈالتی گیٹ سے باہر نکل آئی۔ وہاں کچھ لڑکے اور لڑکیاں وین کے انتظار میں کھڑے تھے، وہ بھی چادر سے چہرہ ڈھانپتی ان سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہو گئی۔

فاتین نے اسے مزید تنگ کرنے کا ارادہ ملتوی کر کے عریش کی طرف قدم بڑھائے، جو اس کی گاڑی کے پاس کھڑا، اسی کا منتظر نظر آ رہا تھا۔ فیمیا اسے دوسری طرف متوجہ دیکھ کر دل ہی دل میں شکر ادا کرنے لگی لیکن چند ساعتیں ہی گزری تھیں جب گاڑی کے ٹائر اس کے قریب آ کر چرچرائے۔

"فیمیا آپی! اس گرمی میں یہاں کیوں کھڑی ہیں؟ ہم آپ کو ڈراپ کر دیتے ہیں۔ "

عریش نے گاڑی کے شیشے سے سر نکال کر اسے آفر کی۔

"نہیں! بہت شکریہ۔ "

وہ فاتین کو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا دیکھ چکی تھی، اس لیے سہولت سے انکار کر دیا۔

"آپ کو یہاں اکیلے دیکھ کر مجھے بالکل اچھا نہیں لگ رہا اس لیے مناسب یہی ہے کہ آپ میری بات مان لیں پلیز۔ "

عریش کے التجائیہ انداز پر اس نے ایک گہری سانس بھری اور گاڑی کا دروازہ کھول کر پچھلی نشست پر بیٹھ گئی۔

"بہت شکریہ۔ "

اس نے عریش کا شکریہ ادا کیا جس نے اسے اس گرمی میں خوار ہونے سے بچا لیا تھا لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ اسے اپنی گاڑی میں بٹھانے کا منصوبہ فاتین کا تیارہ شدہ تھا۔

عریش اپنا اسٹاپ آتے ہی گاڑی سے اتر گیا۔اب گاڑی میں صرف وہی دونوں بچے تھے۔فاتین گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے بیک ویو مرر سے اس پر بھی نظر ڈال دیتا جس کا گھبراہٹ کے مارے برا حال تھا۔

"گاڑی روکیں پلیز۔ "

وہ چلائی۔

"کیا ہو گیا فیمیا؟ چیخ کیوں رہی ہیں؟ "

اس کے ردعمل پر وہ گھبرا گیا۔

"میں نے کہاناں گاڑی روکیں۔ "

" تھوڑی دور ہی آپ کا اسٹاپ ہے۔اطمینان رکھیے! آپ کو کہیں بھگا کر نہیں لے جا رہا۔ "

"آپ ایسا کر بھی سکتے ہیں۔ "

"اگر یقین نہیں تھا تو میری گاڑی میں بیٹھی ہی کیوں؟ "

اس کی بے یقینی سے فاتین کو گہرا صدمہ پہنچا۔

"مجھے کیا معلوم تھا عریش راستے میں اتر جائے گا۔ "

"افسوس! آپ کو عریش پر تو یقین ہے لیکن مجھ پر نہیں۔ "

"آپ نے یقین کرنے کے قابل چھوڑا ہی کب ہے ؟ "

فیمیا نے دوبدو جواب دیا۔

"اپنی محبت کا اظہار کر دیا ہے اسی لیے آپ کی نظر میں، میری کوئی اہمیت نہیں رہی۔ "

"محبّت؟ آپ جو کر رہے ہیں یہ محبت نہیں "ہوس" ہے۔ آپ کی اس بے اختیاری کی وجہ سے میرا کردار مشکوک ہو رہا ہے۔ "

اس کے منہ سے نکلے لفظوں کسی سنسنی خیز تیر کی طرح فاتین کے دل میں پیوست ہو گئے۔

"آپ کو حق ہے کہ میری محبت کو دھتکاریں لیکن میں اپنی محبت کی تذلیل ہر گز برداشت نہیں کروں گا۔ آپ سے زیادہ خوبصورت لڑکیاں میری محبت اور قربت کے لیے ترستی ہیں لیکن میرا دل آپ کے نام پہ دھڑکتا ہے۔ میں آپ کو اپنا محرم بنانا چاہتا ہوں۔ "

اس نے حد درجہ سنجیدگی سے کہا۔

"ہونہہ۔۔۔۔۔۔۔ محبت میں محبوب کی خوشی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا لیکن آپ کو اپنی خوشیاں اور خواہشیں عزیز ہیں۔ آپ میری عزت کے بارے میں کیوں سوچیں گے ؟ "

اس کے آنکھوں کے گوشے بھیگنے لگے تھے۔

"ٹھیک ہے۔ اگر میری وجہ سے تمہاری عزت پہ حرف آتا ہے، دوسروں کی نظروں میں تمہارا کردار مشکوک ہوتا ہے تو ایسا کرتا ہوں کہ میں یہ یونیورسٹی ہی چھوڑ دیتا ہوں۔ "

وہ انتہائی ضبط سے کہتے فوراً آپ سے تم پر آیا تھا۔

"میں نے ایسا بھی نہیں کہا۔"

"ایک یہی حل ہے کیونکہ تمہیں سامنے دیکھ کر خود کو دل کے آگے بے بس پاتا ہوں۔"

گاڑی میں اب سناٹا چھا گیا۔ فیمیا پچھلی نشست پر بیٹھی ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتے ہوئے رونے کا شغل جاری کیے ہوئے تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی وجہ سے فاتین یونیورسٹی چھوڑ دے جبکہ فاتین کی اپنے لیے حد سے زیادہ لگن اور محبت بھی اسے گوارا نہ تھی۔

کچھ توقف بعد گاڑی ایک جھٹکے سے رکی۔ اس نے شیشے سے باہر جھانک کر اپنی منزل مقصود کی طرف دیکھا پھر ایک خاموش نظر فاتین پہ ڈالی جو اس کے گاڑی سے اتر جانے کا منتظر تھا۔

فیمیا کو اسٹاپ پہ اتار کر وہ بے مقصد سڑکوں پر گاڑی دوڑاتا رہا۔

"کیا ہو جاتا اگر وہ میری محبت پہ نہ سہی، مجھ پہ تھوڑا سا یقین کر لیتی؟۔۔۔

کیا میری ذات اتنی بے وقعت ہے اس کے لیے کہ وہ عریش پر تو یقین رکھتی ہے لیکن مجھ پر نہیں یا شاید اسے "اس" کی اہمیت بتلا کر میں نے اپنا آپ اس کے سامنے ہلکا کر دیا ہے۔۔۔ "

اس نے کرب سے سوچا۔

"کاش! تم میری محبت کو سمجھ سکتی فیمیا۔۔۔ میری پاکیزہ محبت جس میں کوئی ملاوٹ نہیں تھی۔

میرے خالص اور سچے جذبات تھے، جنہیں تم نے پرکھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ "

وہ تصور میں فیمیا سے مخاطب ہوا۔وہ کب سے یک طرفہ محبت کی آگ میں جل رہا تھااور آج فیمیا اپنے لفظوں سے اس آگ کو مزید ہوا دے گئی تھی۔

یہ کیا کر دیا میں نے؟ مجھے اس پر بلاوجہ شک نہیں کرنا چاہیے تھا اگر وہ سچ میں یونیورسٹی نہ آیا تو؟۔۔۔"

گھر آکر وہ معمول کے کام نبٹاتے ہوئے اسی کے بارے میں سوچے جا رہی تھی۔

"محبت پہ انسان کا اختیار تھوڑی ہوتا ہے اور اگر بدقسمتی سے اسے مجھ سے محبت ہو گئی ہے تو وہ سزا کا حق دار کیسے؟۔۔۔وہ میری وجہ سے اپنا مستقبل داؤ پہ لگا دے یہ مجھے کسی بھی صورت قبول نہیں۔"

جوں جوں وقت آگے سرک رہا تھا،فیمیا کے اضطراب میں اضافہ ہو رہا تھا لیکن صحیح معنوں میں پریشانی تو تب ہوئی جب وہ پورا ہفتہ یونیورسٹی سے غائب رہا۔وہ بے قصور ہوتے ہوئے بھی خود کو قصوروار ٹھہرا رہی تھی۔

بے شک جو اس نے کیا،وہ مناسب نہیں تھا لیکن فاتین کا یوں اس کے لیے بے اختیار ہو جانا بھی کسی طور ٹھیک نہیں تھا۔

عریش اور آہن شاید سارے قصے سے واقف تھے، اس لیے خاموش رہے لیکن جب آپی نے فاتین کے بارے میں اس سے پوچھ گچھ کی تو وہ اپنی جگہ چور سی بن گئی۔ شاید اس نے ہر کسی سے رابطہ منقطع کیا ہوا تھا۔

وہ نماز پڑھ کر رو کر فاتین کی خیریت کی دعائیں مانگتی، تبھی ایک دن فارہ نے استفسار کیا۔

"خیریت ہے ناں آپی! میں چند دنوں سے دیکھ رہی ہوں آپ کی دعائیں کچھ زیادہ ہی طویل ہوتی جا رہی ہیں۔"

"ہاں خیریت ہے۔"

اس نے جائے نماز تہ کرتے ہوئے آہستگی سے جواب دیا۔

"لگ تو نہیں رہا۔ کافی مضطرب نظر آ رہی ہیں۔"

فارہ نے اسے ٹٹولنے کی کوشش کی لیکن وہ اسے اپنی پریشانی بتانے سے قاصر تھی۔

"آپ کو پتہ ہے زیب بھائی آ رہے ہیں۔"

فارہ نے اچانک تازہ خبر سنائی۔

"تمہیں کیسے پتہ؟"

"بھائی پھپھو سے کال پہ بات کر رہے تھے اور میں نے چپکے سے ساری باتیں سن لی۔"

"یہ عادت تمہاری کب جائے گی؟"

فیمیا نے اسے آنکھیں دکھائیں تو وہ کھسیانی ہو کر ہنسنے لگی۔

"میں بتا رہی ہوں مجھے پھپھو جی کے ارادے ٹھیک نہیں لگ رہے۔"

"کیا مطلب؟"

وہ چونکی۔

"وہ دل ہی دل میں آپ کو بہو بنانے کے منصوبے بنا رہی ہیں۔"

"تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو؟"

"نہیں تو آپ خود بتائیں؟ اتنے سالوں بعد پھپھو کو ہمارا خیال کیسے آیا؟"

فری نے استہزائیہ انداز میں سوال کیا۔

"تمہارا کہنا بجا ہے۔ اتنے برس بعد یہاں زیب بھائی کا آنا کسی بڑی خبر کا عندیہ دے رہا ہے لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ تم نے غلط سنا ہو۔"

"میرے کان غلط سن ہی نہیں سکتے۔ دیکھنا کل بھائی آپ کو حکم دیں گے کہ گھر کے پچھلے کمرے کی صفائی کر دو زیب یہاں گھر سمیت دل میں ڈھیرے جمانے آرہا ہے۔"

فارہ نے آخری جملہ عمیر کی طرح کہنے کی کوشش کی تو نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے لبوں پر تبسم بکھر گیا۔

کچھ دیر بعد پھر وہ غیر مرئی نقطے کو گھورتے ہوئے گہری سوچوں کے سمندر میں غوطہ زن ہو گئی جبکہ فارہ میز پہ رکھی کتاب اٹھا کر پڑھنے لگی۔

فیمیا کی دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ اگلے دن خلافِ توقع وہ یونیورسٹی تو آ گیا لیکن اسے دیکھ کر نہ صرف فاتین نے نگاہوں کا زاویہ بدلا بلکہ خود کو موبائل فون میں مصروف ظاہر کر کے دوسری طرف چل پڑا۔

"ارے! کدھر جا رہے ہو؟"

آہن نے اسے روک لیا۔

"کسی کو شاید میری موجودگی یہاں پسند نہیں۔"

اس نے کن انکھیوں سے فیمیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ فیمیا نے بے اختیار اس کی طرف دیکھا۔

وہ مکمل کالے لباس میں ملبوس، ایک ہاتھ میں موبائل پکڑے اسی کی طرف متوجہ تھا۔

"تو یاروں کا یار ہے بھئی۔ تیری موجودگی کس کو ناپسند ہو گی؟ اگر کوئی ایسا ہے تو سامنے آئے۔"

آہن نے باآواز بلند کہا۔فیمیا کے علاوہ سبھی کی گردنیں خود بخود نفی میں ہل گئیں۔

"آپ کو فاتین کی موجودگی ناپسند ہے؟"

آہن نے متحیرانہ لہجے میں اس سے پوچھا۔اس نے فوراً نفی میں گردن ہلائی جبکہ فاتین کے لبوں پر جان دار سی مسکراہٹ بکھر گئی۔اس کی آنکھوں میں تیرتی گزشتہ دنوں کی بے تابی صاف عیاں تھی اور یہی بے تابی اس کے دل و روح کو ٹھنڈک پہنچا رہی تھی۔

اچھی ہوتی نہیں یہ ناراضی۔۔۔۔۔!!

مجھ سے شکوہ، کوئی شکایت کر

بنتِ نذیر

"کیسی لڑکی ہو تم؟"

وہ یونیورسٹی کے کشادہ گراؤنڈ میں، گھنے درخت کی چھاؤں تلے بیٹھی ہوئی تھی، جب وہ کہیں سے نمودار ہو کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"کیا مطلب۔۔۔؟"

وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"ناراض میں ہوں لیکن تم منانے کی بجائے خود منہ لٹکا کر بیٹھ گئی ہو۔"

وہ اس سے کچھ فاصلے پر دوزانو ہو کر بیٹھ گیا۔

"مجھ سے غلطی ہو گئی۔ مجھے آپ سے سخت الفاظ میں بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔ پلیز! آپ مجھے معاف کر دیں۔"

وہ ندامت سے سر جھکا کر بولی۔

"معافی ایک ہی قیمت پر ملے گی۔"

"کیسی قیمت؟"

"دوستی؟"

فاتین نے اپنا دایاں ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ وہ ہونق بنی ہاتھ اور کبھی اس کی شکل دیکھتی پھر جھجکتے ہوئے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیا۔ فاتین نے ہلکا سا اس کا ہاتھ دبا کر چھوڑ دیا۔ اس کی اس حرکت پہ اس کی دھڑکنیں بے ترتیب ہونے لگیں۔ وہ خود بھی دھڑکنوں کی اس بغاوت پر حیران تھی۔

"تم کیا جانو فیمیا یہ دن میں نے کتنے کرب اور تکلیف میں گزارے ہیں۔ پل پل تمہاری یاد آتی رہی لیکن تمہیں بھلا کب پرواہ ہے۔"

کچھ توقف بعد اس کے کانوں میں فاتین کی گھمبیر آواز گونجی۔وہ شاید اس سے شکوے شکایت اور گزشتہ دنوں کی روداد سنانے کے موڈ میں تھا۔

"بہت بے پرواہ ہو لیکن باقی سب سے منفرد بھی،اسی لیے بہت اچھی لگتی ہو۔"

وہ اپنی کھلم کھلا تعریف پر جھینپ گئی پھر ناراضگی سے منہ بسورتے ہوئے بولی۔

"آپ ایسی باتیں کریں گے تو میں آپ سے دوستی نہیں کروں گی۔"

"تعریف کی ہے بس۔لڑکیاں تو اپنی تعریف سننے کے لیے دیوانی ہوتی ہیں۔"

"آپ کو بڑی خبر ہے لڑکیوں کی؟"

اس نے آنکھیں سکوڑ کر پوچھا تو فاتین ہنس پڑا۔

"لاجواب بھی خوب کرتی ہو۔"

فیمیا نے شکریہ کے انداز میں ہاتھ ماتھے کے قریب لے جا کر سر کو ہلکا سا خم دیا جبکہ فاتین اس کی اس ادا پہ مسکرا دیا۔

"اب جب تک تم نہ چاہو،دنیا کی کوئی طاقت بھی مجھے تم سے جدا نہیں کر سکتی۔تم صرف میرے لیے بنی ہو فیمیا۔۔"

اس نے مضبوط لہجے میں کہا۔ فیمیا نے ایک ادا سے ایک دو بار آنکھیں جھپکا کر اس کی طرف دیکھا پھر آنکھوں پہ پلکوں کی گھنی جھالر گرادی۔

نامحرم کی سنگت اور محبت کا لطف ہی ایسا ہوتا ہے کہ پتھر دل لڑکی بھی موم کی طرح پگھلنے لگتی ہے جیسے وہ فاتین کی محبت میں پگھل رہی تھی، موم ہو رہی تھی لیکن رات بستر پہ لیٹتی تو جب تک نیند کی دیوی مہربان ہوتی، اس فعل پہ اسے ضمیر کی لعنت ملامت سہنی پڑتی۔ ضمیر اسے متنبہ کرتا کہ جس سمت کی طرف وہ چل نکلی ہے، وہاں اس کی عزت داغ دار ہونے کا خدشہ ہے۔ جس راہ کی منزل نہ ہو، اس راہ پہ خود کو تھکانے سے کیا فائدہ؟

وہ کچھ دیر کے لیے سہم جاتی۔ دل ہی دل میں فاتین سے نہ ملنے کا عزم کرتی لیکن اگلے دن وہ گزشتہ رات کی ہر بات اور عزم بھول جاتی۔

فضا میں رچی ہے جو انجانی خوشبو

محبت کا اک پھول شاید کھلا ہے۔۔۔۔۔

بنتِ نذیر

محبت کی چھوٹی سی کونپل جوان دونوں کے دلوں میں اگی تھی، بڑی ہو کر تناور درخت میں تبدیل ہوگئی تھی۔

گھر کی پچھلی بیٹھک کی اچھی طرح تفصیلی صفائی کے بعد وہ اب پانی کی چھینٹے اڑاتی رگڑر گڑ کر فرش دھونے میں مصروف تھی۔ صبح ہی عمیر نے اسے زیب کے آنے کی اطلاع دی تھی تو خلافِ معمول اس نے یونیورسٹی سے چھٹی کر لی۔

فرش دھو کر اس نے صحن میں بکھرے پتے ایک جگہ اکھٹے کیے، جن کو باہر لے جا کر جلانے کا کام عمیر کا تھا۔کام سے فراغت کے بعد نجانے اس کے دل میں کیا سمائی کہ صحن میں کھڑے ہو کر آسمان کی طرف چہرہ کر کے گول گول چکر کاٹنے لگی، ساتھ ہاتھوں سے آنچل کو بھی ہوا میں لہرانے لگی۔

دیوار کے عقب سے فارہ نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا پھر گلا کھنکارتی ہوئی اس کے روبرو چلی آئی۔

"بہت خوش نظر آرہی ہیں۔ کہیں یہ خوشی زیب بھائی کے یہاں آنے کی وجہ سے تو نہیں؟"

اس نے شریر انداز میں دریافت کیا۔

"خوش ہوں لیکن زیب کے آنے کی وجہ سے نہیں۔"

"تو کیا چھوٹی بہن کو اپنی خوشیوں میں شریک نہیں کریں گی؟"

فارہ نے معصوم سی صورت بنا کر پوچھا۔

"میں تمہیں کیسے بتاؤں کہ میں کتنی خوش ہوں۔ کتنا لطیف احساس ہے ناں محبت۔ مجھے تو محبت سے "محبت" ہونے لگی ہے۔"

چہرہ دلی احساسات کا بہترین آئینہ دار ہوتا ہے کہ اگر دل خوش ہو تو اس کا عکس چہرے سے عیاں سے ہوتا ہے جیسے فیمیا کے لبوں پہ بات بے بات تبسم بکھر رہا تھا۔

وہ دونوں صحن میں اگی نرم گھاس پر بیٹھ گئیں۔ فضا میں گلاب اور موتیا کے پھولوں کی مہک پھیلی ہوئی تھی۔

"تو کیا آپ بھی اس راہ کی مسافر بن چکی ہیں؟"

فارہ کے سوال پر اس نے فوراً ہاں میں سر ہلایا۔

"بہت یقین اور بھروسے کے ساتھ میں نے اس شخص کا ہاتھ تھاما ہے اور امید ہے وہ کبھی مجھے اس راہ میں تنہا نہیں چھوڑے گا۔"

فیمیا اپنی محبت کی داستان جزئیات سمیت اس کے گوش گزار کرنے لگی۔ فارہ نے پہلی بار اسے اتنا خوش دیکھا تھا، اس کا دل اپنی بہن کی دائمی خوشیوں کے لیے دعا گو تھا لیکن یہ خیال بھی اسے دہشت زدہ کر رہا تھا کہ کہیں وہ لڑکا آپی سے وقت گزاری نہ کر رہا ہو۔

"آپ کو اپنی محبت پہ کتنا بھروسہ ہے؟"

کچھ توقف بعد اس نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

"خود سے بھی زیادہ۔"

فوراً جواب آیا۔

"جتنی دنیا چالباز ہے، آپ اتنی ہی معصوم ہیں۔ کوئی آپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جھوٹ بھی کہے گا تو آپ سچ مان لیں گی لیکن میری بات یاد رکھنا محبت خالی خولی باتوں سے نہیں ہوتی، محبت آزمائش کا نام ہے۔ جو اس آزمائش میں سرخرو ہو گیا اس نے سب کچھ پا لیا اور جو ہمت ہار گیا، اسے ناکامی اور بدنامی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا ہاں مگر سرخرو ہونے کے لیے بھی دل میں "خالص جذبات" کا ہونا ضروری ہے۔"

محبت کے احساس سے نابلد ہو کر بھی محبت کے بارے میں وہ کتنا کچھ جانتی تھی۔ فیمیا اس کی باتوں سے کافی متحیر ہوئی لیکن پھر بھی فاتین کی محبت کے خلاف دل میں شک و شبہ نہ پیدا ہو سکا۔

"ایک بات پوچھوں؟"

فیمیا نے اس سے اجازت مانگی۔

"ایک نہیں سو پوچھیں لیکن محبت کے بارے میں بالکل نہیں کیونکہ بندی ناچیز ابھی اس احساس سے دوچار نہیں ہوئی اور نہ ہی مستقبل میں کوئی ارادہ ہے البتہ ناولز پڑھ کے محبت کے بارے میں کافی جان کاری حاصل کر لی ہے میں نے۔"

وہ پھر اپنی جون میں واپس لوٹ آئی تھی۔ فیمیا بے اختیار ہنسنے لگی کیونکہ اس کے ذہن میں یہی سوال گردش کر رہا تھا، جس کو سنے بغیر ہی فارہ نے جواب دے دیا۔

"اچھا آپی! زیب بھائی کا کیا ہو گا؟"

"کیوں؟ اس کا کیا ہونا ہے؟"

"ان کے دماغ کا دہی ہونا ہے اور کیا ہونا ہے؟۔۔۔ مطلب اگر وہ رشتے کے سلسلے میں یہاں۔۔۔۔"

فارہ کی ادھوری بات کا مطلب وہ سمجھ چکی تھی اسی لیے مضطرب سی نظر آنے لگی۔

"اچھا آپ فکر نہ کریں۔ سوچتے ہیں ان کا کیا کرنا ہے؟"

فارہ نے شریر انداز میں آنکھ دبائی تو وہ بھی اس کی شرارت سمجھ کر ہنس پڑی۔

شام کا وقت تھا۔ وہ کچن میں کھڑی فیمیا کا ہاتھ بٹا رہی تھی جب گھر کے بیرونی گیٹ پر دستک ہوئی۔

"شاید عمیر بھائی آگئے۔ جاؤ گیٹ کھولو۔"

فیمیا نے اسے تحکمانہ لہجے میں کہا تو وہ سنک میں ہاتھ دھو کر گیٹ کی طرف لپکی۔

اس نے بغیر پوچھے ہی گیٹ وا کر دیا لیکن اپنے سامنے کھڑی انجان شخصیت کو دیکھ کر اس کا سانس جہاں تھا، وہیں رہ گیا۔

"کہیں یہ زیب بھائی تو نہیں لیکن میں نے تو ہمیشہ سنا ہے کہ پھوپھی زاد لنگور سے مشابہہ ہوتے ہیں پھر یہ اتنا ہینڈسم۔۔۔"

وہ سر سے پاؤں تک اسے انہماک سے دیکھتے ہوئے سوچے جا رہی تھی۔ زیب نے بھی اس کی پریشانی بھانپ لی اس لیے فوراً اپنے تعارف کرواتے ہوئے بولا۔

"میں آپ کی پھپھو کا اکلوتا سپوت زیب بن احسان۔"

فارہ کے لب سیٹی مارنے کے انداز میں گول ہوئے۔

"آپ فیمیا ہیں؟"

"نہیں! مادام کو فارہ کہتے ہیں۔"

وہ تھوک نگل کر مسکرائی تبھی کچن سے فیمیا کی آواز آئی۔

"باہر کون ہے؟ تم کس سے پٹر پٹر باتیں کر رہی ہو؟"

"آپی! زیب بھائی ہیں۔"

اس نے وہاں کھڑے کھڑے اطلاع پہنچائی، تبھی فیمیا بھی دوپٹے کو سنبھالتی ہوئی وہاں آگئی۔

"اندر آیئے ناں۔ باہر کیوں کھڑے ہیں؟"

اس نے مؤدبانہ انداز میں سلام کر کے خوش اخلاقی سے کہا۔

"۔۔۔۔۔اور ہاں اپنا سوٹ کیس بھی اندر لے آیئے۔ اب میں اور آپی، آپ کے ہوتے ہوئے کیسے اتنا بھاری سوٹ کیس اندر لے کر آئیں گی۔"

فارہ نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے معصومیت سے کہا تو فیمیا اسے غصے بھری گھوری سے نوازنے لگی جبکہ زیب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

وہ سوٹ کیس گھسیٹتا ہوا ان دونوں کی پیروی میں گھر کی پچھلی اور بیٹھک کی طرف بڑھا۔

"پھپھو کیسی ہیں؟"

فیمیا نے پوچھا۔

"جی ٹھیک ہیں۔ آپ سب کو بہت یاد کر رہی تھیں۔"

"ان کو بھی ساتھ لے آتے ناں؟ میں بہت چھوٹی سی تھی جب ان کو دیکھا تھا۔ خیر آپ یہ بتائیں، کیا لیں گے ٹھنڈا یا گرم؟"

"اس گرمی میں "ٹھنڈا مشروب" لیناہی بہتر ہے۔ جلدی سے جائیں اور میرے اور زیب بھائی کے لیے سکنجبین بنا کر لے آئیں۔"

جواب زیب کی جگہ فارہ کی طرف سے آیا تھا۔فیمیا پھر اسے آنکھیں نکالنے لگی لیکن وہ آلتی پالتی مار کر صوفے پہ بیٹھ گئی تھی۔

وہ زیب کے سامنے مجبوراً خاموش ہو گئی لیکن جب رات کو فارہ کمرے میں آئی فیمیا نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"یہ تم کیسی اوچھی حرکتیں کرنے لگی ہو؟۔۔۔ کیا سوچتا ہو گا وہ ہمارے بارے میں کہ ہم کس قدر بے باک لڑکیاں ہیں۔"

"اس میں بے باک ہونا کہاں سے آگیا؟ عمیر بھائی کی غیر موجودگی ان کو کسی نے کمپنی تو دینی تھی، سو میں نے دے دی۔"

فارہ کے بے فکری سے کندھے اچکانے پر اس نے گہرے ملول سے اسے دیکھا خیر وہ کبھی بھی سدھر نہیں سکتی تھی بقول فارہ

"اگر میں سدھر گئی تو اس گھر کی رونق ختم ہونے کے خدشات سو فیصد ہیں۔"

کئی دنوں بعد یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں، سایہ دار درخت کے نیچے ان کی محفل جمی تھی۔ سبھی کے چہرے مسرت سے تمتما رہے تھے سوائے اک آبی کے، جس کے لب تو مسکرا رہے تھے لیکن چہرے سے بشاشت مفقود تھی۔

"آج اک خوش خبری سنانی تھی سب کو؟"

آہن نے گفتگو کا آغاز کیا تو سبھی اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"اس اتوار کو میری اور عائش کی منگنی ہے۔ آپ سب لوگوں نے لازمی شرکت کرنی ہے۔"

"منگنی۔۔۔۔!!

سب کی نظریں آہن سے ہٹ کر عائش پہ جم گئی تھی جو شرمائی لجائی سی بیٹھی تھی۔

"چپکے چپکے سب طے کر لیا اور یاروں کو خبر تک نہ ہونے دی۔"

عریش کی صدمے سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔

"کیوں؟ تم نے مجھے سر پہ اٹھانا تھا کیا؟"

"اٹھا ہی لیتے سر پہ۔ خیر منگنی کی مٹھائی کدھر ہے؟"

"مٹھائی؟۔۔۔۔۔ تم ہمیشہ سستی چیزوں کی فرمائش کرنا۔ ہم سب تو آہن کی جیب خرچ پر کسی اچھے سے ریستوران میں کھانا کھائیں گے۔ کیوں ٹھیک کہہ رہی ہوں ناں میں؟"

ماہی نے تائید طلب نگاہوں سے آہن کی طرف دیکھا اور آہن نے بھی سخاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

"تم کھا کھا کر پھٹ جاؤ گی ماہی۔اس لیے میرا مشورہ ہے کہ ڈائٹنگ شروع کر دو۔"

عریش نے سنجیدہ لہجہ اختیار کر کے مشورہ دیا۔

"تم اپنے مشورے اپنے پاس رکھو سمجھے۔ہر بات میں اپنی ٹانگ اڑانا لازمی سمجھتے ہو۔"

اس نے تڑخ کر کہا۔

"ارے! تم کیا ہر وقت بچوں کی طرح لڑتے رہتے ہو۔"

عریش تپ کر اسے کرارا جواب دینا چاہتا تھا، جب آہن نے انہیں ٹوکا۔

"لڑائی کا آغاز اس نے کیا تھا۔"

ماہی نے عریش کی طرف اشارہ کیا۔

"جھوٹ بول رہی ہو موٹی۔بتاؤ پہلے کس نے کہا تھا کہ میں سستی چیزوں کی فرمائش کرتا ہوں۔"

"ہاں کہا تھا۔کیا کر لو گے میرا؟ تم کیا کر سکتے ہو مریل گدھے۔"

"چپ کر جاؤ۔تم لوگوں کی لڑائی نے ہماری خوشیوں کا قلع قمع کر دیا ہے۔"

آہن چلایا جبکہ وہ اب بھی ایک دوسرے کو اصیل مرغوں کی طرح گھور رہے تھے، جیسے ابھی ایک دوسرے پر جھپٹ پڑیں گے۔

"تم لوگ باتیں کرو۔ میں جا رہی ہوں۔"

آبی بیزاریت سے کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آبی تم اداس مت ہو۔ ہم تمہارے لیے بھی کوئی اچھا سا۔۔۔۔۔"

عریش شریر انداز سے آبی کی طرف دیکھ کر بولا۔ وہ اتنی دیر بھلا ٹانگ اڑائے بغیر کہاں رہ سکتا تھا؟

"شٹ اپ! تم پہلے اپنے بارے میں سوچو پھر میرے لیے ڈھونڈنا۔"

وہ چراغ پا لہجے میں کہتی وہاں سے ہٹ گئی تو سبھی کی ہنسی قہقہوں میں بدل گئی۔ کچھ دیر ادھر ادھر کی گپیں ہانکنے کے بعد وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے تو فیمیا کو فاتین نے اشارے سے روک لیا۔

"کیا بات ہے؟ خیریت ہے ناں؟"

فیمیا نے تشویش سے پوچھا۔

"خیریت ہی تو نہیں ہے۔"

اس نے اداس ہونے کی ایکٹنگ کی۔

"ک۔۔۔۔کیا ہوا؟

"میں اب مزید تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔

کچھ کرو یار۔"

اس کے لہجے سے بے تابی جھلک رہی تھی۔

"حد ہے فاتین آپ نے مجھے ڈرا دیا۔ میں سمجھی، پتہ نہیں کیا بات ہو گئی۔"

"اس سے بڑھ کر بھی کوئی بات ہو سکتی ہے کہ تم نے چین لے کر مجھے بے چین کر دیا ہے۔"

وہ گھمبیر لب و لہجے میں گویا ہوا۔

"رومانیت مت جھاڑیں۔"

اس نے منہ بسورا۔

"اچھا بتاؤ۔ آہن کی منگنی اٹینڈ کرو گی ناں۔ میں تمہیں اپنے ماما بابا سے بھی ملواؤں گا۔"

"کیا وہ ہم دونوں کے رشتے کے لیے مان جائیں گے؟"

وہ ان کے رد عمل کا سوچ سوچ کر خوف زدہ نظر آنے لگی تھی۔

”تم میں کوئی کمی یا خامی ہے؟“ فاتین نے سوال کیا۔

”کمی نہیں ہے لیکن کلاس کا فرق تو ہے۔ میں ٹھہری ایک مڈل کلاس لڑکی اور آپ۔۔۔۔؟“ اس نے اداس لہجے میں کہتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی۔

”اور میں۔۔۔۔۔؟ فار گاڈ سیک فیمیا! ایسا کچھ نہیں ہے۔ میں ماں باپ کا اکلوتا اور لاڈلا بیٹا ہوں۔ یقیناً وہ میری پسند کو ترجیح دیں گے اور زندگی مجھے گزارنی ہے تمہارے ساتھ۔ تم مجھے پسند ہو تو انہیں کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہیے اگر ہوا تو میں سب سنبھال لوں گا۔“

”ان شاءاللہ! ایسا ہی ہو گا۔ آپ کے بنا جینا میرے لیے سوہانِ روح ہے۔ آپ سے جدائی کا تصور ہی مجھے ڈرا دیتا ہے۔“

وہ نظریں جھکا کر مدھم لہجے میں بولی

”تمہیں کیا لگتا ہے میرے لیے سب آسان ہے۔ تم میرے دل میں دھڑکن بن کر دھڑکتی ہو اور معلوم ہے ناں دھڑکن رک جائے تو کیا ہوتا ہے؟ انسان زندہ نہیں رہتا۔ میں بھی تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔“

فاتین نے محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے اس کا مخملی ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیا۔

”آپ کی محبت پر شک نہیں ہے مجھے۔“

"تو پھر یہ ڈر اور خوف کیسا؟"

وہ کچھ توقف کے لیے خاموش ہو گئی پھر آہستگی سے بولی۔

"جدائی کا خوف محبت کی علامت ہے۔"

"اپنے دل میں ایسے خوف پال کر تم خود کو اذیت دے رہی ہو۔ اللہ پر بھروسہ رکھو۔ مجھے یقین ہے ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے ہی بنے ہیں۔" فیمیا نے اثبات میں سر ہلایا پھر موضوع بدلتے ہوئے بولی۔

"عائش اور عاہن کتنے خوش قسمت ہیں ناں۔ خدا نے انہیں بن مانگے محبت عطا کر دی۔"

"ان کی لو میرج نہیں ہے بلکہ ان کے والدین کی مرضی سے رشتہ طے ہوا تھا پھر بعد میں یہ رشتہ محبت میں بدلتا گیا۔"

"واؤ! کاش ہم بھی کزن ہوتے۔"

"تم اس قدر اداس کیوں ہو فیمیا؟ بابا کو منانا مشکل ہے لیکن ماما فوراً مان جائیں گی۔"

اس نے تسلی آمیز لہجے میں کہا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ صرف اس کی خام خیالی ہے۔ زمان صاحب بھلا اپنی بھانجی پر فیمیا کو کیوں ترجیح دیں گے؟

"عمیر بھائی! مجھے آپ سے ایک بات کہنی ہے بلکہ اجازت لینی ہے؟"

وہ سب ڈائننگ ٹیبل پر موجودرات کا کھانا کھانے میں مصروف تھے جب فارہ نے ہچکچاتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا۔ عمیر پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھا جبکہ فیمیا پلیٹ پر جھکی خود کو کھانا کھانے میں مصروف ظاہر کر رہی تھی۔

"آپی کی سہیلی کی انگیجمنٹ ہے۔ بہت محبت سے اس نے آپی کو دعوت دی ہے اگر آپ اجازت دیں تو ہم دونوں چلی جائیں۔"

فارہ نے پرامید نظروں سے عمیر کی طرف دیکھا۔ زیب بھی کھانے سے ہاتھ روک کر ان کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔ گھر پہ رہو۔"

"بھائی۔۔۔۔۔"

فارہ نے بے چارگی سے اس کی طرف دیکھا۔

"عمیر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ دوستیاں کالج، یونیورسٹی تک ہی محدود رکھنی چاہئیں۔ ہمیں کیا معلوم ان کے گھر کا ماحول کیسا ہے؟ کن لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا ہے؟"

زیب کی بات پر فارہ من ہی من میں تلملائی۔دل چاہا سامنے پڑی پلیٹ ہی اٹھا کر اس کے سر پہ دے مارے۔

”آپ یہ کہنا چاہتے ہیں آپی کی ایسی لڑکیوں سے دوستی ہے جن کے گھر ماحول خراب ہے۔بہت افسوس ہوا مجھے۔“

اس نے تاسف سے سر ہلایا۔

”فارہ! کیوں ضد کر رہی ہو؟“

”میں کسی غلط چیز کے لیے ضد نہیں کر رہی۔آج آپی کی سہیلی کی منگنی ہے تو آپ جانے نہیں دے رہے، کل آپی کی منگنی پر کون آئے گا؟ ہمارے تو کوئی خاص رشتے دار بھی نہیں ماسوائے پھپھو اور اس کھڑوس کے علاوہ۔“

آخری جملہ اس نے دل میں ادا کیا۔اس سارے اثناء میں فیمیا خاموش تماشائی بنی بیٹھی رہی۔

”اچھا ٹھیک ہے لیکن پک اینڈ

ڈراپ سروسز میری طرف سے۔“

بلآخر عمیر نے ہامی بھر لی۔فارہ نے زیب کی طرف دیکھ کر منہ چڑھایا۔اس کا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا جبکہ خاموش بیٹھی فیمیا کا دل خوشی سے بھنگڑے ڈال رہا تھا۔

اتوار کی شام عمیر انہیں اپنا خیال رکھنے کی خاص تاکید کر کے ہال کے باہر چھوڑ گیا تھا۔

ہوٹل داخل ہوتے ہی دونوں اسٹیج پر بیٹھی عائش کے پاس چلی آئیں۔ عائش نے ہلکے گلابی رنگ کا مہنگا ترین لباس زیب تن کرر کھا تھا جس پر موتیوں کی نفیس سی کڑھائی کی گئی تھی۔ چہرے پہ بیوٹیشن کے کمال مہارت سے کیے گئے میک اپ نے اسے شعلہ جوالہ بنا دیا تھا۔

وہ ان دونوں کی آمد پر بہت خوش ہوئی۔ کچھ دیر اس کے ساتھ وقت گزار کر وہ دونوں ایک میز کے گرد خالی کرسیوں پہ بیٹھ گئیں۔

آس پاس سے گزرتی قہقہے لگاتی اور مہنگے پرفیومز کی خوشبو اڑاتی لڑکیاں، جن کے باریک اور مہنگے لباس ان کے جسم کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔

"تو یہ تھی ہماری آزاد مملکت جسے پانے کے لیے قائداعظم نے دن رات محنت کی تھی، جس کے لیے برصغیر کے لاکھوں مسلمانوں نے اپنی جان، مال، عزت اور اپنی اولاد کا نذرانہ پیش کیا تھا۔ عورتوں نے اپنی عصمتیں لٹائی تھیں۔۔ کیا یہ تھی وہ آزادی کہ ہم آزاد ہو کر بھی انگریزوں کی غلامی کرتے رہیں۔۔۔۔؟

ہم نے پاکستان کا مطالبہ اپنے مذہبی امور و فرائض کو آزادانہ طور پر سرانجام دینے کے لیے کیا تھا لیکن الگ ملک حاصل کر کے ہم اس قدر آزاد ہو گئے کہ انہی فرائض کو کسی بوجھ کی طرح سر سے اتار کے پھینک دیا۔ اب ہم انہی امور سے آزادی چاہتے ہیں۔"

ایسے مغرب زدہ ماحول کو دیکھ کر کئی سوال اس کے ذہن میں گردش کر رہے تھے۔ یک دم اس کا دل ہر شے سے اچاٹ ہو گیا، وہ ہر چیز سے بے زار نظر آنے لگی اور جو رہی سہی کسر تھی وہ فاتین کی والدہ کے سرسری انداز اور سرد رویے و لہجے نے پوری کر دی۔

”مجھے فاتین بھائی کی والدہ کا رویہ بہت عجیب لگا۔ میرا نہیں خیال وہ آپ کو بہو بنانے کے لیے راضی ہوں گی۔“

عمیر جوان کے کمرے کے سامنے سے گزر رہا تھا، فارہ کی بات سن کر ٹھٹھک کر رک گیا۔

”میرے خیالات تم سے مختلف نہیں ہیں۔ انہوں نے پہلی ملاقات میں اپنی حیثیت مجھ پہ واضح کر دی ہے تاکہ میں اس گھر کے خواب نہ دیکھوں اور سچ پوچھو تو ان کا ماحول دیکھ کر میرا اپنا دل خراب ہو گیا ہے میں ایسے لوگوں میں ایڈجسٹ نہیں ہو سکتی۔ فاتین بہت الگ ہے ان لوگوں سے۔“

اسے اپنی محبت کا شیش محل مسمار ہوتا دکھائی دے رہا تھا لیکن اس سے پہلے باہر کھڑے عمیر کا غرور، فخر اور مان ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو گیا تھا۔

”تو کیا فیمیا کسی سے۔۔۔۔“

اس نے گہرے ملول سے سوچا اور فوراً دروازے کے پاس سے ہٹ گیا۔

”آگے کا کیا ارادہ ہے؟ ادھر زیب بھائی بھی آپ کی آس وامید میں لمبے ڈھیرے ڈال کے بیٹھ گئے ہیں۔“ کمرے میں فارہ کی متفکر سی آواز گونجی۔

”تم تھوڑی دیر چپ نہیں رہ سکتی۔ ہر بات یاد دلانی ضروری ہوتی ہے۔“

فیمیا نے اسے غصے سے گھرکا۔

”مجھے کیوں ڈانٹ رہی ہیں؟ میں تو آپ کو تصویر کے دونوں رخ دکھا رہی ہوں۔“

اس نے ناراضگی سے منہ بسورا۔

”مجھے کوئی تصویر دیکھنی ہے، نہ اس کے رخ۔ چپ کر کے سو جاؤ۔“

”یہ بھلائی کا زمانہ ہے ہی نہیں۔“

فارہ نے بڑبڑاتے ہوئے سر سے پاؤں تک لحاف اوڑھ لیا جبکہ وہ گہری سوچوں میں گم ہو چکی تھی۔

”کھودا پہاڑ، نکلا چوہا۔ کئی دن سے جس کی تعریفیں سن سن کر میرے کان پک گئے تھے وہ اتنی معمولی سی لڑکی۔ واہ بیٹے واہ بہت اعلیٰ انتخاب ہے تمہارا۔ داد دینی پڑے گی۔ مجھے بتاؤ کیا لڑکیوں کا کال پڑ گیا تھا جو تمہیں پوری دنیا میں محبت کے لیے ایک وہی لڑکی ملی؟“

لاؤنج میں صوفے پہ براجمان مسز زمان طنزیہ لہجے میں فاتین سے مخاطب تھیں جو برابر صوفے پہ بیٹھاان کے لفظوں پہ غم وغصے سے کھول رہا تھا۔

"تمہارے بابا تو ایک طرف میں بھی تمہاری شادی اس لڑکی سے ہر گز نہیں ہونے دوں گی۔ اپنے لیے کسی اچھی لڑکی کا انتخاب کرو جو زندگی کے سفر میں تمہارے ساتھ قدم سے قدم ملا کے چلے۔ لوگ تمہارے کو دیکھ کر عش عش کریں۔ یہ کوئی ایک دن کا کھیل تو نہیں۔ اس سے بہتر ہے تم ابرش سے شادی کر لو۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ اچھی شکل وصورت کی مالک ہے اور سب سے بڑھ کر ہماری حیثیت کی ہے۔"

کچھ توقف بعد پھر سے وہ گویا ہوئیں۔

"تو صاف کہیں ناں! آپ میری شادی ابرش سے کروانے کے حق میں ہیں۔ اس آڑ میں فیمیا کو کیوں نشانہ بنا رہی ہیں۔"

وہ بھلا کب تک چپ رہتا، فوراً بولا۔

"وہ لڑکی ہماری بہو بننے کے قابل نہیں ہے۔ کیا کہیں گے لوگ۔۔۔۔۔"

"یہی کہ وہ پاکیزہ اور باحیا ہے۔ ہماری کلاس کی لڑکیوں کی طرح اپنا جسم نہیں دکھاتی، رنگ برنگے لڑکوں سے نہیں ملتی۔"

وہ ان کی بات کاٹ کر درشت لہجے میں بولا۔

"پاکیزہ اور باحیا ہونہہ۔۔۔۔"

مسز زمان استہزائیہ انداز میں ہنسی۔

"پاکیزہ اور باحیا لڑکی۔۔۔۔ لڑکوں سے میل ملاپ رکھنے والی لڑکی کیسے پاکیزہ ہو گئی؟ اگر وہ اتنا باحیا تھی تو تمہیں کیسے پھانس لیا اس نے۔"

"آپ نہیں سمجھ سکتیں۔ اسے میں نے مجبور کیا تھا۔"

"کل اسے کوئی دوسرا مجبور کرے تو کیا وہ اس کا ہاتھ تھام لے گی؟"

"بس ماما!" اس نے ہاتھ اٹھا کر انہیں مزید کچھ کہنے سے روکا۔ غصے سے اس کے دماغ کی رگیں ابھر آئی تھیں۔ اگر کوئی اور ہوتا تو شاید اس کا ہاتھ اٹھ چکا ہوتا مگر سامنے ماں تھی اس لیے سختی سے لب بھینچ کر خود کو سخت سست کہنے سے باز رکھ رہا تھا۔

"ہاں بھئی صاحب زادے! کیوں اس قدر چِلا رہے ہو؟"

مسز زمان جو اسٹڈی سے اپنے کمرے کی طرف جا رہے تھے ان کی تلخ کلامی سن کر وہیں آ گئے۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا، مسز زمان نے بڑھ چڑھ کر ساری رام کتھا ان کے گوش گزار کر دی۔

"جب بچی گھر میں موجود ہے تو باہر رشتہ دیکھنے کی کیا ضرورت؟"

وہ نرمی سے کہتے ہوئے مسز زمان کے برابر بیٹھے گئے۔

"جو لڑکی مجھے پسند نہیں اسے میں کیونکر جیون ساتھی کے طور پر چن لوں؟ "

"ہمیں تو پسند ہے ناں"۔

"زندگی مجھے گزارنی ہے آپ کو نہیں۔" اس نے ہر لحاظ بلائے طاق رکھ کے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

"میں آپا سے بات کر چکا ہوں اور وہ راضی ہیں۔"

"مجھ سے پوچھ کر بات نہیں کی"۔

"اب کیا بات کرنے کے لیے مجھے تمہاری اجازت لینی پڑے گی۔ میں تمہارا باپ ہوں، تم میرے باپ نہیں ہو۔" وہ اشتعال میں آ گئے۔

"تو پھر میری بات بھی کان کھول کر سن لیں۔ میں ابرش سے کسی قیمت پر شادی نہیں کروں گا۔" لہجہ ٹھوس تھا۔ عشق سر چڑھ کر بول رہا تھا۔

"تم بھی کان کھول کر سن لو میں تمہاری دو دن کی محبت کی خاطر اپنی بہن سے برسوں کا تعلق خراب نہیں کر سکتا اس لیے شادی تمہیں ابرش سے کرنی پڑے گی اور کیا ہے اس لڑکی میں جو تم ماں باپ سے بات کرنے کی تمیز و تہذیب بھول گئے ہو؟"

وہ غصے سے دھاڑے۔

ان کے ساتھ بحث فضول تھی۔فاتین نے سختی سے مٹھیاں بھینچیں اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے میں گھس گیا۔اس نے سوچ لیا تھا چاہے کچھ بھی ہو جائے شادی تو وہ فیمیا سے ہی کرے گا۔آخر کیوں وہ ابرش سے شادی کر کے اپنی خواہشات اور محبت سے دستبردار ہو جائے اور اگر فیمیا کو کوئی اور بیاہ کر لے گیا تو؟

"ایسے گھاٹے کا سودا میں نہیں کر سکتا۔" نفی میں سر ہلاتے ہوئے وہ بڑبڑایا۔

"وہ چھوٹا بچہ نہیں ہے جس کو آپ غصہ کریں گے تو ڈر کر آپ کی بات مان لے گا۔جوان خون ہے، آپ کا غصہ اسے بغاوت پر اکسائے گا۔"

"ی۔۔۔۔یہ سب تمہاری ڈھیل کا نتیجہ ہے۔اب سمجھاؤ اپنے لاڈلے کو ورنہ جو بھی ہو گا، بہت برا ہو گا۔"

وہ مسز زمان پر برستے، غصے سے کڑھتے ہوئے باہر نکل گئے۔

وہ کمرے میں اِدھر سے اُدھر اضطراری حالت میں چکر کاٹ رہا تھا۔دل پہ ایسے صدمات کے پہاڑ ٹوٹے تھے کہ وہ کرچیوں میں بٹ گیا تھا۔اس نے بہنوں کی تعلیم و تربیت اور خواہشات کی تکمیل

میں اپنا آپ بھلا دیا تھا، اپنی خواہشات کا گلا گھونٹ دیا، خواب دیکھنے چھوڑ دی، یہاں تک کہ اپنی جوانی تیاگ دی۔ اس کی بس ایک خواہش تھی کہ اس کی بہنیں کامیاب ہوں، ہمیشہ خوش اور کھکھلاتی رہیں لیکن آج فیمیا کا غم میں ڈوبا لہجہ وہ بھی کسی انجان کے لیے۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں ہاتھ سے کنپٹیوں کو مسلنے لگا جو درد کی شدت سے پھٹنے کے قریب تھیں، چند ساعتیں گزری تھیں جب فیمیا ہلکی سی دستک دے کر اندر داخل ہوئی۔

"آپ نے بلایا بھائی؟"

اس نے اثبات میں سر ہلا کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ فیمیا الجھی ہوئی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بیڈ کے کنارے پر ٹک گئی۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے سائے کسی انہونی کا پتہ دے رہے تھے۔

"فاتین کون ہے؟" اس نے بلا تمہید سوال کیا۔ فیمیا نے پتھرائی آنکھوں سے عمیر کی طرف دیکھا جو سنجیدہ نظریں اسی پر گاڑھے ہوئے تھا۔ اسے امید نہیں تھی اتنی جلدی اس کا پول کھل کر عمیر کے سامنے آ جائے گا۔ اس کا دل کسی تنکے کی مانند لرزنا شروع ہو گیا۔ بے اختیار آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

"ہم ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں۔"

اس نے جھوٹ کا سہارا نہیں لیا شاید جھوٹ بولتی تو عمیر کی نظروں میں مزید گر جاتی۔ وہ کچھ دیر سر جھکائے الفاظ مجتمع کرتا رہا پھر بولا تو لفظوں میں بلا کا کرب تھا۔

''جب امی اور ابا جان کا انتقال ہوا تم دونوں بہت چھوٹی تھیں۔ میں بھی کوئی کڑیل جوان نہیں تھا لیکن تم دونوں سے بڑا ہونے کے ساتھ ساتھ سمجھ دار بھی تھا اور کندھوں پر چھوٹی بہنوں کی ذمہ داری آن پڑی تھی۔ مجھے معلوم تھا ذمہ داری کس طرح نبھائی جاتی ہے اور اللہ گواہ ہے میں نے یہ ذمہ داری احسن طریقے سے نبھائی لیکن بھول گیا تھا کہ بیٹیاں تو پرایا دھن ہوتی ہیں۔ ایک نہ ایک دن انہیں رخصت ہو کر پرائے گھر جانا ہوتا ہے۔

اپنی شرارتوں اور کھلکھلاہٹ سے اس گھر کو معطر کرنے والی میری بہنیں کب بڑی ہوئیں، پتہ ہی نہیں چلا اور اب میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں کے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں۔ ''

فیمیا نے سر اٹھا کر عمیر کی طرف دیکھا۔ دونوں کے چہرے آنسوؤں سے بھیگے ہوئے تھے۔

''مجھے کہیں نہیں جانا بھائی۔ مجھے آپ کے پاس ہی رہنا ہے''.

وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے بولی۔

"پھپھو نے ڈھکے چھپے لفظوں میں رشتے کی بات کی ہے اور شاید زیب کے آنے کی وجہ بھی یہی ہے لیکن میرے لیے اہم تم ہو۔ میں ہمیشہ تمہاری پسند کو ترجیح دوں گا تاکہ کل بروزِ حشر مجھے ماں باپ کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔"

کچھ دیر کمرے میں گہرا سناٹا چھایا رہا پھر فیمیا سسکتی ہوئی اس کے قدموں میں بیٹھ گئی۔

"میں آپ کا مان نہیں رکھ سکی۔ مجھے معاف کر دیں۔"

عمیر نے اسے کندھوں سے تھام کر بیڈ پر بٹھایا۔

"پگلی! مجھے تم سے کوئی گلہ نہیں ہے۔ تم سے نادانی میں غلطی ہو گئی لیکن شادی کا فیصلہ تمہیں سوچ سمجھ کر کرنا ہے۔ شادی لمحوں کا کھیل نہیں، عمر بھر کا سودا ہے۔"

وہ نرمی سے بولا لیکن فیمیا کو اس کے ہر انداز سے ناراضگی جھلکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

"نہیں! یہ فیصلہ کرنے کا حق آپ کو ہے۔ آپ جو فیصلہ کریں مجھے قبول ہے۔ یقیناً آپ میرے لیے بہتر کا انتخاب کریں گے۔"

اپنی زندگی عمیر کے ہاتھوں میں سونپ کر وہ باہر آ گئی۔

"یہ کیا ہو گیا مجھ سے؟ کون سا کمزور لمحہ تھا جو اس قدر بہک گئی۔ کیوں فاتین کی محبت، بھائی کی محبت پر بھاری پڑ گئی وہ بھائی جس نے ہماری خوشیوں اور خواہشوں کے لیے اپنی جوانی تیاگ دی۔

"مجھے معاف کر دیں۔"

آنسو قطار در قطار آنکھوں سے نکل کر گالوں پر لڑھک رہے تھے اور دل میں الگ بے چینی گھر کر گئی تھی۔

یہ رات اس پر قیامت کی طرح بھاری تھی۔ پوری رات وہ ایک پل کے لیے سو نہ پائی۔ عمیر کو ناراض کر کے وہ سو بھی کیسے سکتی تھی۔

صبح جب وہ آفس کے لیے تیار ہو رہا تھا تو ایک بار پھر وہ معافی کی خواستگار بنی اس کے کمرے میں موجود تھی۔

"بھائی۔۔۔۔"

ٹائی کی گرہ باندھتے ہوئے اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو فیمیا دروازے میں کھڑی اسی پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔ اس کی آنکھوں میں لکھی خاموش التجا صاف عیاں تھی۔ عمیر نے اشارے سے اسے اپنی طرف بلایا اور محبت و شفقت سے سر پہ ہاتھ رکھا۔ فیمیا کو دل پہ ٹھنڈی پھوار پڑتی محسوس ہوئی جو پچھتاوے کی آگ میں جھلس رہا تھا۔

"آپ مجھ سے ناراض نہیں ہیں ناں؟" آنسو پھر سے بہنے کو بے تاب تھا۔

"کوئی بھائی اپنی بہن سے کیا ناراض رہ سکتا ہے؟" وہ اسے بیٹھنے کا بول کر خود بھی بیڈ پر بیٹھ گیا۔

''عورت کی عزت کانچ کی طرح نازک ہوتی ہے بیٹا۔اس عزت کے لیے عورت کو سینت سینت کر قدم رکھنے پڑتے ہیں اگر ذرا سی اونچ پنچ ہو جائے تو مرد کا کیا ہے؟ وہ اس چیز سے بری ہے لیکن عورت کے کردار پر زیست بھر کے لیے بدکاری اور بد چلنی کا ٹھپہ لگ جاتا ہے۔ ''

وہ اسے ایسے سمجھا رہا تھا جیسے ایک ماں اپنی جوان بیٹی کو سمجھاتی ہے۔

''تم ابھی نا سمجھ ہو۔ صحیح اور غلط سمت کا تعین نہیں کر سکتی لیکن ایک بات یاد رکھنا کہ تمہارا اٹھایا گیا کوئی بھی ترچھا قدم نہ صرف تمہاری عزت داغ دار کرے گا بلکہ پورے خاندان کی عزت و ناموس کو رسوائی اور بدنامی کی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔ کیا تم چاہتی ہو لوگوں میں تمہارا بھائی سر جھکا کر بیٹھے؟''

فیمیا نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔

''میرا وعدہ ہے تم جہاں، جس جگہ کہو گی، میں تمہاری شادی کر دوں گا بس میری عزت پہ آنچ مت آنے دینا۔ ''

عمیر کا التجائیہ انداز اسے تڑپا گیا تھا۔ دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

''میرا مان ہو تم۔'' اس نے بڑے بزرگوں کی طرح فیمیا کے سر پہ ہاتھ پھیرا تو اس کے لب مسکرانے کے انداز میں پھیل گئے مگر سر جھکا ہوا اور آنکھیں نم تھیں۔

"آپ نے ہمارے بارے میں اپنے ماما بابا سے بات کی؟"

وہ دونوں کیفے ٹیریا میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے تھے جب فیمیا نے استفسار کیا۔ وہ یہاں اس سے آئندہ نہ ملنے کا تہیہ کر کے بیٹھی ہوئی تھی۔

"بات کی ہے مگر نتیجہ بہت مایوس کن نکلا۔ بابا چاہتے ہیں میں ان کی بھانجی سے شادی کر لوں اور ماما بھی اسی حق میں ہیں لیکن میں تم سے۔۔۔۔"

"جہاں آپ کے والدین چاہتے ہیں، آپ وہیں شادی کر لیں۔" اس نے فاتین کی بات کاٹ کر کہا۔

"کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟ میں تمہیں چھوڑ کر اس ابرش سے شادی کر لوں جو مجھے ذرا پسند نہیں۔"

"ہاں کیونکہ میں بھائی سے ان کی پسند اور مرضی سے شادی کرنے کا فیصلہ کر چکی ہوں اور آئندہ آپ سے نہیں ملوں گی۔ اس ملاقات کو آخری سمجھیے۔" اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا تم اتنی بزدل اور کم ہمت نکلو گی۔" وہ تاسف سے سر ہلاتے ہوئے بولا۔ فیمیا کے الفاظ اس کے دل پر قیامت بن کے ٹوٹے تھے۔

”میں بزدل ہوں کیونکہ محبت کے لیے اپنی عزت داؤ پر نہیں لگا سکتی۔“

”تو کیا مجھے چھوڑ دو گی؟ ہاں بتاؤ؟“ اس کی شعلے اگلتی آنکھوں کو دیکھ کر فیمیا کانپ کر رہ گئی۔

”اگر آپ ماں باپ۔۔۔۔۔“

”مجھے ہاں یا نہ میں جواب چاہیے۔“

”میرے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے فاتین۔“ یہاں بھی اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ وہ محبت میں اتنی جنونی نہیں تھی کہ اسے ”ہاں“ کہتی اور نہ اتنی صابر کہ ایک لمحے میں اسے چھوڑ کر آگے بڑھ جاتی۔ وہ کسی درمیانی راہ کی تلاش میں تھی جس سے اس کی عزت بھی بچ جائے اور محبت بھی۔

”میرے ساتھ جینے مرنے کے وعدے کر کے مجھے چھوڑ دو گی؟ میں تمہیں چھوڑنے دوں گا؟ میری زندگی ہے یہ، کوئی کھیل نہیں ہے۔“ وہ اتنے زور سے دھاڑا کہ آس پاس میز پہ موجود اسٹوڈنٹس ان کی طرف متوجہ ہونے لگے تھے۔

”اس طرح چیخ کر کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں آپ؟ اگر مجھ سے محبت ہے تو اپنے والدین کو میرے گھر بھیجیں، مجھے بدنام مت کریں۔“

اس نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے غصے سے کہا اور تیزی سے کیفے سے باہر نکل گئی۔ فاتین بھی سرعت سے اس کے پیچھے لپکا۔

''میں ان کو منالوں گا۔ مجھے کچھ دنوں کی مہلت تو دو۔ تمہاری یہ بے رخی میری جان لے لے گی۔ جانتی ہو نا مجھے صرف تمہارے پیار کی عادت ہے۔''

وہ تیز تیز کہتے ہوئے اس کو یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا۔

''محض باتیں ہیں۔ کوئی کسی کے بنا نہیں مرتا۔''

اس نے دوبدو جواب دیا۔

''تمہاری قسم! میں مر جاؤں گا۔''

''فاتین۔۔۔۔۔''!

وہ نم آنکھیں لیے اس کی طرف مڑی۔ اس کے ایک لفظ میں سارے زمانے کی بے بسی امڈ آئی تھی۔

''میں آپ کو چھوڑنا نہیں چاہتی، کبھی بھی نہیں پلیز مجھے سمجھیے۔'' اس کے ہاتھ جوڑنے پر وہ چپ ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں تیرتی بے بسی فاتین کو بہت کچھ باور کروا گئی تھی۔ جانتا تھا محبت دونوں طرف سے یکساں ہے مگر وہ کسی طور سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں تھا۔

جب باقی لوگ اس کی خوشی کے لیے سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں تھے تو وہ کیوں کر اپنی محبت کی قربانی دیتا؟ آج پھر اس کے جنون کی وجہ سے زمان ولاء میں طوفان برپا ہونے والا تھا۔

یونیورسٹی سے گھر آتے ہی فاتین سیدھا مسز زمان کے کمرے میں چلا آیا۔ وہ اپنی کسی جاننے والی سے کال پہ مصروف تھیں، اسے دیکھتے ہی فوراً چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

وہ کمرے میں رکھے اکلوتے صوفے پہ بیٹھ کر ان کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد وہ کال منقطع کر کے اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"آپ لوگ فیمیا کے گھر میرا رشتہ لے کر جائیں۔" وہ بغیر کوئی تمہید باندھے ڈائریکٹ اپنے مدعے پر آیا۔

"کل ہماری اس بارے بات ہو چکی تھی بلکہ اچھی خاصی بحث اب اس وقت پھر سے یہ موضوع چھیڑنے کا مقصد؟۔۔۔۔۔ مجھے ضروری کام سے جانا ہے۔ پہلے ہی بہت لیٹ ہو چکی ہوں۔"

وہ اپنی ساڑھی کا پلو تھام کر سینڈل کی اونچی ہیل سے ٹک ٹک کرتی باہر نکل گئیں اور وہ سختی سے مٹھیاں بھینچ کر اپنے کمرے کی اور چل دیا۔

رات گئے جب وہ زمان صاحب کے ساتھ واپس لوٹی تو فاتین سلیپنگ سوٹ میں ملبوس صوفے پہ بیٹھا ان کو منتظر نظر آیا۔ زمان صاحب رات کے اس پہر اسے لاؤنج میں بیٹھے دیکھ کر ٹھٹھکے۔

"صاحب زادے! سوئے نہیں۔ "

انہوں نے کلائی پہ بندھی گھڑی پہ نظر ڈالی جس پہ رات کے بارہ بج رہے تھے۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے؟ "

وہ اٹھ کر ان کے مقابل آ کھڑا ہوا۔

"ایسی کون سی اہم بات ہے جو دن کو نہیں ہو سکتی تھی۔ تمہارے بابا بھی تھکے ہوئے ہیں، کل بات کر لینا۔ "

مسز زمان سارے معاملے سے واقف تھیں، اس لیے فوراً ان کی گفتگو میں کود پڑیں۔

"مجھے ابھی اور اسی وقت بات کرنی ہے۔ "

"ہاں کہو۔ "

وہ لاؤنج میں رکھے صوفے پہ براجمان ہو گئے، جبکہ سامیہ بیگم اس کے مقابل کھڑی مسلسل اسے چپ رہنے کا اشارہ کر رہی تھیں۔

"آپ لوگ میرا رشتہ لے کر فیمیا کے گھر جائیں۔ "

"رشتہ !۔۔۔میں 'قمر الزمان' ایسے دو کوڑی کے لوگوں میں اپنے اکلوتے صاحبزادے کا رشتہ مانگنے جاؤں؟ نیند میں ہو یا پھر دماغ چل گیا ہے تمہارا؟ "

وہ انتہائی غصے میں کہتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"یہ کوئی انہونی بات تو نہیں جو آپ دونوں کا ردعمل اتنا حیران کن اور شدید ہے۔ "

"انہونی بات ہی ہے اور جب کل میں نے اپنا فیصلہ سنا دیا تھا تو آج پھر تم۔۔۔۔۔ "

"میں ابرش سے شادی نہیں کر سکتا۔ "

وہ ان کی بات کاٹ کر درشت لہجے میں بولا۔

"کیوں نہیں کر سکتے؟ کیا خامی ہے اس میں؟ "

"اس کی اور میری سوچ میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ "

"اور جسے تم اس گھر کی بہو بنانا چاہتے ہو۔اس کی اور ہماری حیثیت میں بھی زمین آسمان کا فرق ہے۔ "

انہوں نے دوبدو جواب دیا۔

"آخر کب تک آپ اس خاندانی حسب و نسب کی خاطر آئندہ نسل کی خوشیاں داؤ پر لگاتے رہیں گے؟ دولت اور ذات پات جیسے جھنجھٹ سے نکل کر سوچیں تو وہ ایک اچھی لڑکی ہے۔ "

"سن رہی ہو تمہارا لاڈلا بیٹا کیا کہہ رہا ہے ہم اس کی خوشیاں داؤ پہ لگا رہے ہیں۔ "

وہ سامیہ بیگم سے مخاطب ہوئے۔

"دن رات محنت و مشقت کر کے جس اولاد کو پروان چڑھایا، وہ اب اس چھٹانک بھر لڑکی کی خاطر ہمارے سامنے سینے تان کر کھڑا ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ کیا خوب صلہ مل رہا ہے لاڈ پیار کا۔۔۔ واہ بیٹے واہ!۔۔۔۔

تم اس قابل نہیں ہو کہ اپنے باپ کو آنکھیں دکھاؤ۔ تم میرا کھاتے ہو، میرے ٹکڑوں پہ پل رہے ہو، ابھی تمہاری کمائی کا مجھے ایک لقمہ نصیب نہیں ہوا اس لیے آواز نیچی کر کے مجھ سے بات کیا کرو۔

جب تک میں زندہ ہوں، اس گھر میں میری پسند اور مرضی کے مطابق فیصلے ہوں گے۔ یہ میرا گھر ہے۔۔۔ صرف میرا۔ "

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا کے بولے۔ الفاظ تھے یا چابک جو اسے لحظہ بہ لحظہ اپنے دل پہ پڑتے ہوئے محسوس ہوئے۔

"آپ کا یہ گھر آپ کو مبارک۔ میں اب ایک سیکنڈ کے لیے بھی اس گھر میں نہیں رکوں گا۔ جس گھر میں میری خوشیوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے، وہاں رہنے کا کوئی جواز بنتا ہی نہیں ہے۔ "

بات بگڑتے دیکھ کر مسز زمان گڑبڑا گئیں اس لیے انتہائی نرم لب و لہجے میں فاتین سے مخاطب ہوئیں۔

"نہیں بیٹا! تمہارے بابا ابھی غصے میں۔۔۔۔۔

"ارے! جاتا ہے تو جائے۔ میں بھی دیکھتا ہوں یہ خالی پیٹ کب تک محبت کے راگ الاپتا ہے؟ خالی خولی محبت سے پیٹ نہیں بھرتا۔ دو چار دن باہر کی ہوا کھائے گا تو اس کی عقل ٹھکانے آجائے گی اور یہ عشق کا بھوت بھی اس کے سر سے اتر جائے گا۔"

قمر الزمان صاحب ان کی بات کاٹ کر استہزائیہ انداز میں گویا ہوئے۔ وہ نم آنکھوں سے انہیں دیکھتے ہوئے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔ مسز زمان سرعت سے اس کے پیچھے لپکی تھیں۔

"فاتین! میری بات سنو بیٹا۔ رات کے اس پہر تمہارا گھر سے نکلنا ٹھیک نہیں ہے۔۔۔

مت جاؤ۔۔۔۔۔م۔۔۔میں تمہارے بابا سے بات کروں گی۔۔۔

میری بات سنو۔۔۔۔۔فاتین۔۔۔۔ "

وہ ان کی ہر بات سنی ان سنی کرتے ہوئے خالی ہاتھ گھر کی دہلیز پار کر گیا۔ جسم پہ ڈھیلے ڈھالے سلیپنگ سوٹ اور پاؤں میں سلیپرز کے علاوہ وہ گھر سے کچھ نہیں لے کر آیا تھا۔

لہولہان دل اور آنکھوں سے اشکوں کی رم جھم جاری تھی۔غصے اور جذبات میں آ کے وہ گھر سے تو نکل آیا تھا لیکن اب سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ جائے تو کہاں جائے؟

کافی دیر سنسان سڑک پہ چلتے چلتے وہ تھک کر فٹ پاتھ پہ بیٹھ گیا۔ہر سو گھر ا اندھیرا چھایا ہوا تھا اور اس پہ چاند کی مدھم روشنی ماحول کو مزید پر اسرار بنا رہی تھی۔سڑک سے گزرنے والی اکا دکا گاڑیوں کے انجن کا شور،ماحول میں چھائے گہرے سناٹے کو کچھ دیر کے لیے چیر دیتا پھر وہی رات کی گہری خاموشی۔۔۔۔

"تم میرا کھاتے ہو،میرے ٹکڑوں پہ پل رہے ہو،تمہاری کمائی کا ایک لقمہ ابھی مجھے نصیب نہیں ہوا۔"

دماغ میں زمان صاحب کے کہے الفاظ کوندے۔

"دو چار دن باہر کی ہوا کھائے گا تو عقل خود بخود ٹھکانے آ جائے گی۔"

اس نے کرب سے آنکھیں میچی۔

برہنہ بازوؤں پہ بار بار مچھر ڈنک مار رہے تھے جنہیں وہ ہاتھ جھلا کر وہ خود سے دور بھگانے کی کوشش کرتا لیکن چند سیکنڈ بعد پھر ان کی بھنبھناہٹ کانوں کے قریب سنائی دیتی۔

"بھیک مانگنا منظور ہے لیکن دوبارہ آپ کے در پہ نہیں آؤں گا بابا۔۔۔"

وہ دل میں ان سے مخاطب ہوا پھر انجان سے رستے پہ اس کے قدم پڑنے لگے۔

یہ محلوں یہ تختوں یہ تاجوں کی دنیا

یہ انساں کے دشمن سماجوں کی دنیا

یہ دولت کے بھوکے رواجوں کی دنیا

یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے

ہر اک جسم گھائل ہر اک روح پیاسی

نگاہوں میں الجھن دلوں میں اداسی

یہ دنیا ہے یا عالم بد حواسی

یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے

یہاں اک کھلونا ہے انساں کی ہستی

یہ بستی ہے مردہ پرستوں کی بستی

یہاں پر تو جیون سے ہے موت سستی

یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے

جوانی بھٹکتی ہے بدکار بن کر

جواں جسم سجتے ہیں بازار بن کر

یہاں پیار ہوتا ہے بیوپار بن کر

یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے

یہ دنیا جہاں آدمی کچھ نہیں ہے

وفا کچھ نہیں دوستی کچھ نہیں ہے

جہاں پیار کی قدر ہی کچھ نہیں ہے

یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے

جلادو اسے پھونک ڈالو یہ دنیا

مرے سامنے سے ہٹالو یہ دنیا

تمہاری ہے تم ہی سنبھالو یہ دنیا

یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے

ساحر لدھیانوی -

"آپ سے بارہا کہا تھا کہ جوان بچہ ہے۔یوں بے جا روک ٹوک اس کو بغاوت پہ آمادہ کر دے گی لیکن نہیں! آپ غصے میں آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور آپ کا بیٹا آپ سے بھی چار ہاتھ آگے۔۔۔ نجانے اب کہاں اس اندھیری رات میں بھٹک رہا ہو گا؟ "

مسز زمان مضطرب انداز میں گویا ہوئیں۔

"اپنی مرضی سے گیا ہے وہ۔واپس آجائے گا۔ایک رات باہر گزارے گا تو زندگی میں میسر سہولیات کے علاوہ ماں باپ کی بھی قدر آجائے گی۔ "

وہ اب بھی غصے سے بھرے بیٹھے تھے فوراً تڑخ کر بولے۔

"باپ سخت دل ہو سکتا ہے لیکن ایک ماں نہیں۔میرے دل تو اس کے لیے کڑھ رہا ہے۔اس اندھیری رات میں وہ پیدل نکل گیا ہے، خدانخواستہ اگر اسے کچھ ہو گیا تو۔۔۔۔۔ "

وہ اضطراری حالت میں کمرے میں یہاں سے وہاں چکر کاٹنے لگیں۔دل و دماغ اس وقت اوہام اور وسوسوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔

"کچھ نہیں ہو گا۔خواہ مخواہ خود بھی پریشان ہو رہی ہو اور مجھے بھی کر رہی ہو۔چپ کر کے سو جاؤ۔ "

وہ سائیڈ لیمپ آف کر کے بستر پہ لیٹ گئے۔ کچھ ہی دیر میں کمرے میں ان کے خراٹوں کی آواز گونج رہی تھی لیکن مسز زمان کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔

وہ دبے قدموں چلتی ہوئی فاتین کے کمرے میں آگئی۔ بستر کی رنگین چادر الجھی ہوئی تھی یقیناً وہ ان کے آنے سے پہلے آرام کر رہا تھا۔

کمرے پہ سرسری نظر ڈالتے ہوئے ان کی نظر سائیڈ ٹیبل پہ ٹک گئی جس پہ موبائل، گھڑی، بٹوہ، گاڑی کی چابی اور کچھ ضروری کاغذات ترتیب سے رکھے ہوئے تھے۔

"میرا بیٹا۔۔۔ کہاں بے آس پھر رہا ہو گا؟ "

وہ بستر پہ بیٹھ کر زار و قطار رونے لگیں۔

صبح کا وقت تھا جب اس کے خمار آلود کانوں کو دستک کی آواز سنائی دی۔

"اتنی سویرے کون ہو سکتا ہے؟ مالک مکان لیکن کرایہ تو دے چکا۔۔۔۔ "

کچھ دیر تک وہ انہی سوچوں میں غلطاں رہا۔ دروازے پہ دستک جاری و ساری تھی۔ وہ منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتے ہوئے اٹھا اور ننگے پیر ہی جا کر دروازہ کھولا۔

"تم یہاں۔۔۔۔۔؟ "

نیند سے بند ہوتی آنکھیں، فاتین کو اپنے سامنے دیکھ کر پٹ سے کھل گئی تھیں۔ وہ فوراً اسے لے کر اندر آ گیا۔

"خیریت ہے ناں۔ اتنی صبح اور وہ بھی اس حلیے میں؟ "

عریش نے استفسار کیا لیکن اس کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ کوئی جواب دیتا۔ رات بھر چلنے کی وجہ سے جسم کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا۔ سر الگ بھاری ہو رہا تھا اور سرخی مائل آنکھوں میں نیند ہلکورے لے رہی تھی۔ وہ بنا کوئی جواب دیے اسی کے بستر پہ لیٹ گیا۔

"کیا ہو گیا یار؟ "

"عریش نے ایک بار پھر پوچھا۔ اس کی یہ حالت اسے تجسس میں مبتلا کر رہی تھی لیکن اس کے بستر پر لیٹتے ہی فاتین نے آنکھیں موند لیں۔ عریش نے آگے بڑھ کر اس کے ماتھے کو چھوا۔ فاتین کو بخار میں جلتے دیکھ کر اسے کو صحیح معنوں میں پریشانی نے آ گھیرا۔

فریش ہو کر وہ فوراً کچن میں گیا اور کچھ ہی دیر میں ٹرے میں دو کپ چائے، دو ابلے ہوئے انڈے اور توس سجائے اس کے پاس آیا۔

"ناشتہ کر لو فاتین پھر دوا لو گے تو طبیعت بہتر ہو گی۔ "

فاتین نے اس کا کندھا ہلایا۔

"کچھ وقت کے لیے مجھے تنہا چھوڑ دو اور پلیز میرے بارے میں کسی کو کچھ مت بتانا کہ میں یہاں ہوں۔ "

فاتین نے ذرا سی آنکھیں وا کر آہستگی سے کہا۔

"کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا لیکن تم ناشتہ کر کے دوا لے لو ورنہ تمہاری طبیعت مزید بگڑ جائے گی۔ "

"بگڑنے دے، مرنے دے مجھے۔۔۔۔ مرنے دے۔ "

آنکھوں سے دو موٹے موٹے آنسو نکل کر اس کے بالوں میں جذب ہو گئے۔ وہ اتنا کم ہمت تو کبھی نہیں رہا تھا لیکن اپنوں نے اسے چاروں شانے چت کر دیا تھا۔

فاتین کو اس حال میں چھوڑ کر یونیورسٹی جانا مناسب نہیں تھا اس لیے وہ فاتین کی تیمارداری میں لگا رہا۔ بڑی منت سماجت سے فاتین نے اسے کھانا کھلا کر دوا دی تو شام تک اس کی طبیعت کچھ سنبھل گئی۔

"تم نے آج مجھے ڈرانے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ "

اسے بہتر حالت میں دیکھ کر فاتین مسکرا کر بولا لیکن وہ ہنوز اسے خالی خالی نظروں سے تکتا رہا۔

"کیا بات ہے فاتین؟ کیا ہوا ہے؟ "

فاتین کی خاموشی اسے بری طرح چبھ رہی تھی۔

"میں گھر چھوڑ آیا ہوں۔ "

"کیا؟ گھر چھوڑ دیا لیکن کیوں؟ "

وہ اپنی جگہ سے ایسے اچھلا جیسے کرنٹ لگ گیا ہو۔

فاتین نے ٹھنڈی سانس خارج کر کے ہر بات جزئیات سمیت اس کے کانوں میں انڈیل دی۔

"جو بھی ہوا بہت برا ہوا۔ انکل آنٹی کو تمہارے احساسات کو سمجھنا چاہیے تھا۔ "

وہ ساری بات سن کر تاسف سے بولا۔

"نجانے کیوں ماں باپ اولاد کی ہر چھوٹی بڑی آرزو پوری کر کے زندگی کے اس اہم موقع پہ ایسا رویہ اختیار کر لیتے ہیں۔ "

"ماں باپ نے بھی اولاد کے لیے بہت سے خواب دیکھ رہے ہوتے ہیں۔""" اور وہ خواب انہیں اتنے عزیز ہوتے ہیں کہ وہ ان کی تکمیل کے لیے اولاد تک کی خوشیوں کا گلا گھونٹ دیتے ہیں۔ "

فاتین نے دکھ سے چور لہجے میں کہا۔

"آگے کیا ارادہ ہے؟ کیا کرنا ہے؟ "

عریش نے بات بدلتے ہوئے پوچھا۔

"معلوم نہیں۔ "

"ہم دونوں زندگی کے ایک ہی مقام پہ کھڑے ہیں۔ "

وجو بستر پہ چت لیٹا چھت کو گھور رہا تھا، عریش کی بات پہ نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب؟ "

"ماہی کا رشتہ ہو چکا ہے اس کی مرضی اور پسند سے۔ "

"کیا؟ کب، کس سے اور ہمیں کیوں نہیں پتہ؟ اور ماہی نے یہ سب کیسے ہونے دیا؟ وہ تو تم سے۔۔۔۔ "

فاتین فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"ماہی مجھے صرف اپنا دوست مانتی ہے۔ وہ تو صرف میں تھا جو اس کی محبت کے سہانے خواب دیکھ رہا تھا ورنہ میری حیثیت خواب دیکھنے کی نہیں ہے۔ وہ امیر ماں باپ کی اولاد اور میں گاؤں کے ایک متوسط گھرانے کا لڑکا۔۔۔

وہ گلوگیر لہجے میں کہتے ہوئے آخر میں استہزائیہ انداز میں ہنسا۔

"بکواس مت کرو۔ کیا کمی ہے تم میں؟ "

فاتین نے اسے جھڑکا۔

"یہ تم کہہ رہے ہو لیکن ماہی کے نزدیک میں۔۔۔۔۔ "

"تمہیں ماہی نے کیا کہا ہے؟" فاتین نے تیزی سے اس کی بات کاٹ کر پوچھا۔ وہ کچھ دیر خالی خولی نظروں سے اسے دیکھتا رہا اور پھر غم سے بوجھل لہجے میں بولا۔

"یہی کہ مجھ جیسا کم حیثیت شخص اسے خالی خولی محبت کے سوا دے ہی کیا سکتا ہے؟ بہتر وسائل، نہ زندگی کی آسائشیں۔ "

"یار میں تنگ آگیا ہوں اس امیر غریب، ذات پات، مڈل اور ہائی کلاس کی رٹ سے۔ کیا زندگی ان سب خرافات کے بغیر خوشحال نہیں گزاری جاسکتی؟ "

"میرے دوست! ہر کوئی تمہاری طرح نہیں سوچتا۔ "

"ماہی کا رشتہ کب ہوا؟ "

فاتین نے دریافت کیا۔

"آہن کی منگنی سے پہلے کی یہ بحث چل رہی ہے۔ "

"او خدایا! تم نے ہمیں بتانا بھی نہیں گوارا کیا۔ کم از کم ہم ماہی کو سمجھاتے، اسے تمہارے لیے منا لیتے۔ "

فاتین کی بات پر وہ ذرا سا مسکرایا۔

"اسے سمجھانا بہت مشکل ہے اور تم لوگوں کو کیسے بتاتا؟ تمہیں اپنی پریشانیوں سے فرصت نہیں اور آہن کو ان مسئلوں میں الجھا کر میں اس کی خوشی خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ "

"کیا چیز ہو تم؟ ہمارا دکھ درد بانٹنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہو مگر اپنے دکھ ہمیں بتانا بھی مناسب نہیں سمجھتے۔ کم از کم اپنے لیے ذرا سی ہمت تو دکھا دیتے۔ "

چند لمحوں کے لیے وہ اپنا غم بھول گیا تھا۔

"ہاہاہاہا! گاؤں کا شہزادہ ہوں، کسی ناول کا نہیں جو اسے اغواہ کر کے زبردستی نکاح کر لوں گا۔ اپنی طرف سے ہر حربہ استعمال کیا ہے باقی جو اللہ کی رضا۔"

اس کی بے پرواہی پر فاتین اسے تاسف سے دیکھنے لگا۔

"اغواہ کر بھی لیتے تو کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ ہم تمہارے ساتھ تھے۔ اینٹ سے اینٹ بجا دیتے۔ "

فاتین کی بات پر عریش کا فلک شگاف قہقہہ بلند ہوا۔

"اینٹوں اور پتھروں سے میری چھترول ہوتی اور تم سب تالیاں بجاتے ہوئے تماشہ دیکھتے۔ پاگل نہیں ہوں جو ایسی گھٹیا حرکت کروں گا۔ "

"خیر محبت تو گنوا چکے، اب کیا ارادہ ہے؟ "

"کوشش کر رہا ہوں کہ ملک سے باہر چلا جاؤں۔ضروری کاغذات بنوا لیے ہیں اور جو رہتے ہیں ان شاءاللہ یونیورسٹی کے بعد ہی مکمل ہوں گے۔ "

"تم ہم سے دور چلے جاؤ گے؟ "

فاتین کی آنکھیں حیرت سے پھیلی۔

"میرے باپ کا کوئی بزنس نہیں ہے۔مجھے خود ہی محنت مزدوری کرنی ہے۔یہاں رہا تو زیست بھر حالات ویسے کے ویسے رہیں گے اس لیے باہر جانے سے نہ صرف مالی حالات بہتر ہوں گے بلکہ زندگی کے اذیت بھرے لمحات سے بھاگنے کا بھی موقع مل جائے گا۔ "

وہ پہلے سے ہی سارا منصوبہ تیار کر چکا تھا فوراً بولا۔

"تم نے تو ہار مان لی لیکن میں اتنی جلدی ہار نہیں مانوں گا۔ "

فاتین اٹل لہجے میں گویا ہوا۔

"ہائے! ماہی کا ساتھ ہوتا تو شاید میں بھی یہی کہتا لیکن میرے دوست یہ لنگڑی محبت ہے۔تم خوش قسمت ہو۔کم از کم تمہیں یہ کسک تو نہیں کہ راہِ محبت میں تم تنہا مسافر ہو۔ "

عریش نے اسے لاجواب کر دیا تھا۔وہ مزید کچھ کہنے کے لیے الفاظ مجتمع کر رہا تھا جب عریش کے سیل پہ کال آنے لگی۔

دوسری طرف آہن تھا جو متفکرانہ لہجے میں فاتین کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہا تھا۔اسے مطمئن کر کے اس نے کال منقطع کی ہی تھی کہ ایک بار پھر موبائل بج اٹھا۔

السلام علیکم بیٹا! میں فاتین کی ماما بات کر رہی ہوں۔ "

کال پک کرتے ہی ماؤتھ اسپیکر سے مسز زمان کی آواز ابھری۔

"کیسی ہیں آپ؟ "

عریش نے سلام واب دے شائستہ لب و لہجے میں استفسار کیا جبکہ دوسری طرف کچھ دیر کے لیے خاموشی چھا گئی۔

"فاتین رات کو بابا سے لڑ جھگڑ کر گھر سے چلا گیا ہے۔میں بہت پریشان ہوں۔اگر تمہیں اس کے بارے میں پتہ ہو تو مجھے بتادو۔وہ پیدل گھر سے نکلا تھا بالکل خالی ہاتھ۔۔۔۔نجانے کہاں گیا ہوگا میرا بیٹا؟ "

وہ روہانسی ہو کر اس سے التجا کر رہی تھیں لیکن عریش کے لبوں پہ دوستی کی لاج نے تالے ڈال رکھے تھے۔وہ فاتین کی اکھڑ اور ضدی طبیعت سے اچھی طرح واقف تھا،اگر انہیں سچ بتادیتا تو فاتین اس کے پاس سے بھی رفو چکر ہو جاتا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہیں؟ مجھے فاتین سے ایسی حماقت کی ہر گز امید نہیں تھی اور انکل کو بھی کیا ضرورت تھی جوان بیٹے سے موں توں کرنے کی۔ آپ نے تو مجھے بھی پریشانی میں ڈال دیا ہے۔ "

"تو تمہیں کیا لگتا ہے میں پریشان نہیں ہوں۔ رات سے دہکتے انگاروں پہ لوٹ رہی ہوں اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں مر جاؤں گی۔ "

"ایسی باتیں مت کریں آنٹی۔ دعا کریں وہ جہاں کہیں بھی ہو، خیریت سے ہو۔"

عریش نے کال منقطع کر کے فاتین کی طرف دیکھا جو زیرِ لب مسکرا رہا تھا .

"مجھ سے جھوٹ بلوا کر خود مسکرا رہے ہو کمینے۔ "

"تمہاری لاجواب اداکاری کی داد دینی پڑے گی۔ تم میں اداکاری کے سارے گُن موجود ہیں۔ میری مانو تو اسی انڈسٹری میں قدم جما لو پھر آٹو گراف لینے کے لیے تمہارے آگے پیچھے گھومے گی۔ "

"بلی کے خواب میں چھیچھڑے۔ "

عریش نے کہا تو دونوں کا مشترکہ قہقہہ کمرے میں گونجا۔

"کاش! ہمارے گروپ میں فیمیانہ ہوتی تو آج فاتین دربدر ہوتا، نہ ہم پریشان ہوتے۔ سارا قصور اس آپی کا ہے، یہ ہر کسی کے ساتھ فرینک ہونے کی کوشش کرتی رہتی ہے۔ "

ماہی نے نخوت سے کہا۔ فاتین اور فیمیا کے علاوہ وہ سب اس وقت کیفے ٹیریا میں سوگوار حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"قسمت کے لکھے کو کون ٹال سکتا ہے؟ "

عائش اداسی سے بولی۔

"اس فضول گوئی سے بہتر ہے کہ اس مسئلے سے نکلنے کا حل سوچا جائے۔ "

آہن نے سمجھداری کا مظاہرہ کیا۔

"ایک بار فاتین کا اتا پتہ مل جائے پھر ہم سب انکل اور آنٹی کو منانے ان کے گھر چلتے ہیں۔ "

ماہی کی رائے پر عریش نے اسے دیکھا وہ سب کو ستائش طلب نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ آنٹی جان چکی ہیں کہ خوشی کا تعلق دل سے ہوتا ہے، دولت سے نہیں اور اگر محبت سچی ہو تو منزلیں آسان ہوتی ہیں۔ "

عریش نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ پہ زور دیتے ہوئے کہا۔ باقی سب اس سے متفق نظر آنے لگے لیکن ماہی غصیلی نظر اس پہ ڈالتی ہوئی تن فن کرتی وہاں سے رفو چکر ہو گئی۔

"میرے خیال سے تم دونوں کے بیچ کوئی شدید قسم کا جھگڑا چل رہا ہے۔ گفتگو فاتین کے بارے میں ہو رہی ہے لیکن متاثر کن جملے تم ماہی کے کانوں پہ مار رہے ہو۔ "

آہن اسے شاکی نظروں سے گھورنے لگا۔

"دو دلوں کے درمیان جنگ چھڑ چکی ہے، دعا کرنا جیت محبت کی ہو۔ "

اس کی دعا پر یک بیک ہو کر سب نے آمین کہا۔ اسی اثناء میں فیمیا سست روی سے چلتی ہوئی کیفے ٹیریا میں داخل ہوئی۔

"تو آج بھی وہ یونیورسٹی نہیں آیا؟ "

وہ ان سب پہ ایک نظر ڈالتی ہوئی خالی کرسی پہ بیٹھ گئی۔

"تمہیں فاتین کے بارے میں کچھ پتہ ہے؟ "

آبی نے بنا کسی تمہید کے سوال داغا۔

"اسے کیسے پتہ ہوگا؟ "

عائش نے الٹا آبی سے سوال کر دیا جبکہ وہ ان کی اس آدھی ادھوری گفتگو میں الجھ کر رہ گئی تھی۔

"نہیں! کیوں کیا ہوا؟ سب خیریت ہے ناں؟ "

"واہ! جس کے لیے فاتین نے گھر تک چھوڑ دیا، اسے کوئی خبر ہے نہ فکر۔ تمہاری وجہ سے وہ گھر چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ انکل نے ہر جگہ اسے تلاشنے کی کوشش کی لیکن نہیں ملا۔ آنٹی بتا رہی تھیں وہ پیدل گھر سے نکلا ہے۔

پتہ نہیں کہاں گیا ہو گا؟ کہیں کوئی حادثہ نہ پیش آ گیا ہو؟ میرا تو سوچ سوچ کر دماغ پھٹ رہا ہے۔"

اس کے چہرے پہ تاریک سے سائے لہرائے۔

"فاتین گھر چھوڑ کر چلا گیا لیکن کیوں؟"

جب سے ان سب کو فاتین کے گھر چھوڑنے کی خبر ملی تھی، عریش کے علاوہ سب ہی اس سے کھنچے کھنچے سے رہنے لگے تھے لیکن اس سب میں فیمیا کا کیا قصور تھا؟

کبھی محسوس ہوتا ہے جیسے زندگی نے بھی قسم کھا رہی ہے کہ انسان کی سوچوں اور خیالات کے برعکس ہی گزرنا ہے۔ جیسے وہ فاتین سے ترکِ تعلق سوچ رہی تھی لیکن فاتین کے اس فعل نے اس کے قدم پھر محبت کی زنجیروں میں جکڑ دیے تھے۔

"وہ میرے لیے اپنا گھر، آسائشیں یہاں تک کہ ماں باپ کو چھوڑ سکتا ہے تو پھر میں کیوں ڈر رہی ہوں؟ کس لیے؟ کیا مجھے اس سے محبت نہیں ہے؟

یااللہ!۔۔۔۔یہ کیا ہو رہا ہے؟زندگی کی گتھیوں کو جتنا سلجھانے کی کوشش کر رہی ہوں،وہ اتنا الجھ رہی ہیں۔آخر میں کیا کروں؟کہاں جاؤں؟ "

فیمیانے دونوں ہاتھوں میں اپنا سر گرالیا۔آنکھوں میں نمکین پانی جمع ہونا شروع ہو گیا تھا لیکن زبان پہ جیسے تالے چپک گئے تھے۔

"آپ کی حالت میں سمجھ سکتا ہوں۔آپ اداس مت ہوں۔میں اس ناہنجار کو ڈھونڈ نکالوں گا اور پھر پوچھوں گا کہ۔میری بہن کو کیوں رلایا اس نے۔ "

عریش کی آواز پر اس نے سر اٹھایا۔عریش اور اس کے علاوہ وہاں سے سب جا چکے تھے۔

گھر آکر جب وہ خدا کے آگے سجدہ ریز ہوئی تو ہر ضبط،ہر بندھ ٹوٹ گیا،آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر چہرہ تر کر رہے تھے اور دل الگ بے حال ہوا جا رہا تھا۔

آج پھر دل ایک نامحرم کی خیریت کے لیے دعا گو تھا۔

"اوئے خبیث!تو گھر کی نیند بھی یہاں آکر پوری کر رہا ہے۔اٹھ آجا۔مل کے کھانا کھاتے ہیں۔ "

عریش نے ڈبے میں پیک کھانا میز پر رکھتے ہوئے فاتین سے کہا جو صبح سے جوں کا توں بستر پہ پڑا تھا۔

"فاتین۔۔۔۔۔ "

اسے بے حس و حرکت دیکھ کر عریش نے متفکرانہ لہجے میں اسے پکارا مگر پاس آنے پر اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔

"فاتین۔۔۔۔

وہ اس کا کندھا ہلاتے ہوئے زور سے چیخا جو بخار سے بے سدھ پڑا تھا پھر بغیر کچھ سوچے سمجھے جیب سے موبائل نکالا اور آہن کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔

فاتین کی خراب طبیعت کا سن کر آہن نے عریش کے گھر پہنچنے میں صرف چند منٹ لیے تھے۔ فاتین کی تشویش ناک حالت دیکھ وہ بھی گھبرا گیا۔اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے دونوں نے باہمی مشاورت سے زمان صاحب کو اطلاع دی اور خود فاتین کو لے کر ہسپتال کے لیے نکل پڑے۔

زمان صاحب اور وہ ایک ساتھ ہی ہسپتال پہنچے تھے۔اسٹریچر پر اس کا بخار میں جلتا نیم مردہ وجود دیکھ کر مسز زمان تڑپ کر رہ گئیں۔

"ہائے میرا بیٹا! صرف دو دنوں میں بالکل کملا کر رہ گیا۔ "

وہ اشکبار آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے مغموم لہجے میں گویا ہوئیں۔

"بارہا کہا بھی تھا کہ جوان بیٹے پہ رعب اور دبدبہ مت جھاڑیں، مت سختی کریں مگر غصے میں آپ کو کم ہی کچھ نظر آتا ہے۔اب دیکھ لیا ناں اپنے غصے کا انجام۔ "

مسز زمان نے خود سے دور کھڑے زمان صاحب کی طرف دیکھ کر کہا جن کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

"اولاد آگ کی فرمائش کرے تو اسے آگ میں نہیں جھونک دیا جاتا۔میں نے وہی کیا جو مجھے اس کے لیے مناسب لگا۔اس کی پسند بھلا ہمارے خاندان کے لائق کہاں؟ "

"ابھی بھی عقل نہیں آئی آپ کو۔اگر وہ لڑکی ذات پات اور دولت کے لحاظ سے ہم سے کم تر ہے تو کیا ہوا؟ ہمارے بیٹے کو تو خوشیاں مل جائیں گی ناں اور اگر بیٹا ہی نہ رہا تو کیا کریں گے اس دھن دولت اور جائیداد کا؟ قبر میں ساتھ لے کر جائیں گے؟ "

ہسپتال کی راہداری میں کھڑے ہو کر وہ ایک دوسرے سے جرح کرنے میں مصروف تھے۔نرس نے متعدد بار انہیں شور کرنے سے منع کیا مگر مسز زمان اب بھی دھیمی آواز میں آہ و بکا جاری رکھے ہوئے تھیں۔

"بتائیں زمان صاحب؟ یہ خزانے قبر میں ساتھ لے کر جائیں گے؟۔ہمارے لیے قیمتی فاتین ہے اگر خدانخواستہ اسے کچھ ہو گیا تو۔۔۔۔ "

ایک باپ کا دل اولاد کے لیے سخت ہو سکتا ہے لیکن ماں کا نہیں۔ماں جو درد کی اذیتوں کو جھیل کر بچے کو جنم دیتی ہے،اپنے سینے سے اسے خوراک دے کر پروان چڑھاتی ہے،وہ کبھی اپنی اولاد کے لیے پتھر دل نہیں بن سکتی بلکہ لاکھ ناراضگیوں کے باوجود،اولاد کی ذرا سی تکلیف پر بن پانی کے مچھلی کی طرح تڑپ اٹھتی ہے۔

آنکھوں میں نمکین پانی جمع ہو کر آبشار کی طرح ان کے گالوں پہ بہہ نکلا۔اس وقت ان کی دلی کیفیت کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا

۔آہن نے شانے تھپتھپا کر انہیں تسلی دی جبکہ عریش اضطراری حالت میں راہداری میں ٹہل رہا تھا۔

"فاتین دو دن سے میرے پاس تھا اب اگر خدانخواستہ اسے کچھ ہو جاتا ہے تو میں سب کو کیا جواب دوں گا؟ "

یہی سوچ سوچ کر وہ پریشان تھا۔

رات کا ایک ایک پل ان پر قیامت کی طرح گزر رہا تھا لیکن ہر رات کی طرح، غم کی رات بھی جلد یا بدیر گزر جاتی ہے سو گزر گئی۔صد شکر کے صبح فاتین کی طبیعت کچھ سنبھل گئی تھی تاہم ابھی وہ ڈسچارج ہونے کی حالت میں نہیں تھا۔

"کیسا محسوس کر رہے ہو فاتین؟اب کیسی طبیعت ہے؟ "

فاتین نے آنکھیں نیم وا کر کے عریش کی طرف دیکھا جو سرہانے کھڑا نرمی سے اس کا حال دریافت کر رہا تھا مگر اس کے عقب میں کھڑی مسز زمان پر نظر پڑتے ہی اس نے ناراضگی سے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ مسز زمان اس کے اس رویے پر کٹ کر رہ گئی۔

"فاتین! میرے بچے۔۔۔ "

وہ سرہانے بیٹھ کر اس کے الجھے ہوئے بالوں میں ہاتھ چلانے لگیں لیکن فاتین آنکھیں موندے بستر پر پڑا رہا۔ دل ان کے ہر سوال پر لبیک کہہ رہا تھا مگر لبوں پہ جامد خاموشی چپک گئی تھی۔

"مجھ سے غلطی ہو گئی۔ مجھے تمہاری بات مان لینی چاہیے تھی لیکن میں تمہارے جذبات سمجھ ہی نہ پائی۔ ایک ماں، اپنے بیٹے کو نہ سمجھ پائی۔۔۔

یہ کیسی غلطی میں کر بیٹھی؟۔۔۔ "

انہوں نے اپنا سر تھام لیا۔

"معاف کر دو ناں اپنی ماں کو۔۔۔ تم جو کہو گے، میں وہی کروں گی۔ تم چاہتے ہو ناں ہم تمہارا رشتہ فیمیا سے کریں تو ہم راضی ہیں بس تم جلدی سے ٹھیک ہو کر گھر آ جاؤ پھر میں خود فیمیا کے در پہ اپنے بیٹے کی خوشیوں کی بھیک مانگنے جاؤں گی۔ "

انہوں نے ہتھیلی سے آنسو پونچھ کر اس کا ہاتھ اپنے نرم ہاتھوں میں لے کر کہا۔ سارا غرور و طنطنہ پل میں خاک ہوا تھا۔

"کیوں اس طرح ناراض ہو کر ماں کو اذیت دے رہے ہو؟ کچھ تو بولو بیٹا۔ مجھ پہ چیخو، چلاؤ، غصہ کرو مگر اس طرح خود پہ خاموشی مت طاری کرو۔"

اس کی خاموشی انہیں بری طرح چبھ رہی تھی مگر ضد اور ناراضگی نے اس کے لبوں کو قفس میں باندھ رکھا تھا کہ وہ چاہ کر بھی کچھ نہ کہہ سکا۔

"آنٹی! ابھی اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ ذہنی دباؤ کا شکار ہے لیکن کچھ دنوں تک بالکل ٹھیک ہو جائے گا اور یہ ناراضگی بھی چھوڑ دے گا۔"

عریش انہیں تسلی دیتے ہوئے ان کے روتے سسکتے وجود کو کمرے سے باہر لے گیا۔

کبھی رُک گئے کبھی چل دیئے

کبھی چلتے چلتے بھٹک گئے

یونہی عمر ساری گزار دی

یونہی زندگی کے ستم سہے

کبھی نیند میں کبھی ہوش میں

تُو جہاں ملا تجھے دیکھ کر

نہ نظر ملی نہ زباں ہلی

یونہی سر جھکا کے گزر گئے

کبھی زلف پر کبھی چشم پر

کبھی تیرے حسیں وجود پر

جو پسند تھے میری کتاب میں

وہ شعر سارے بکھر گئے

مجھے یاد ہے کبھی ایک تھے

مگر آج ہم ہیں جدا جدا

وہ جدا ہوئے تو سنور گئے

ہم جدا ہوئے تو بکھر گئے

کبھی عرش پر کبھی فرش پر

کبھی اُن کے در کبھی در بدر

غمِ عاشقی تیرا شکریہ

ہم کہاں کہاں سے گزر گئے

وہ یونیورسٹی کی طویل راہداری سے گزر کر تیری سے زینے اتر رہی تھی جب وہ اچانک سے اس کے سامنے آگیا۔ پورے ایک ہفتے بعد اسے اپنے روبرو دیکھ کر فیمیا کی ویران زندگی میں خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ دل فرحت بخش احساسات سے بھر گیا تھا اور لبوں پہ پیار بھری مسکان آٹھہری تھی لیکن اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کچھ خاموش اور گم سم سا ہے۔

"کیسے ہیں آپ؟ "

فیمیا نے استفسار کیا۔

"کیسا نظر آرہا ہوں؟ "

فاتین نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے الٹا سوال کر دیا۔

"بہت خاموش، اداس اور پہلے کی نسبت لاغر۔ "

وہ اس کا بغور جائزہ لیتے ہوئے دھیمی آواز میں بولی۔ فاتین کے لب مسکرانے کے انداز میں پھیلے۔

"میں بہت خوش ہوں۔ "

"تو پھر آپ کے چہرے پر سوگواری کیوں چھائی ہوئی ہے؟ "

وہ دونوں زینے اتر کر یونیورسٹی کے بڑے گراؤنڈ میں داخل ہوئے۔

"چہرہ کیوں دیکھتی ہو؟ میرے دل میں جھانکا کرو۔ "

وہ روبرو آ کے اس کا چہرہ ہاتھوں کے ہالے میں لے کر بولا۔ فاتین کی اس جسارت پر اس کے دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو گئیں۔ اس نے فوراً اپنے چہرے پر سے اس کے ہاتھ ہٹائے۔

"پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا پھر آج آپ اس طرح حق کیوں جتا رہے ہیں؟ "

" جسے دل کی مسند پہ بٹھا رکھا ہے، اس پہ حق نہیں جتاؤں گا تو اور کون اس قابل ہے؟ "

"مجھے تو ایسا محسوس ہو رہا ہے دو تین دن کے بخار نے آپ کے دماغ کی چولیں ہلا دی ہیں تبھی ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں۔ "

اس کے ناگواری سے کہنے پر فاتین کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"فیمیا! کیوں نہ ہم کورٹ میرج کر لیں؟ "

فاتین نے اپنی مسکراہٹ چھپا کر سنجیدگی سے کہا اور ساتھ ہی فیمیا کے چہرے کے بدلتے تاثرات سے دل ہی دل میں محظوظ ہونے لگا۔

"کیا؟ کورٹ میرج۔۔۔؟ "

اس کے حلق سے چیخ برآمد ہوئی۔فاتین نے فوراً معصومیت سے سر کو ہاں میں جنبش دی۔

"کورٹ میرج کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔میں مر جاؤں گی لیکن ایسا قدم نہیں اٹھاؤں گی جس سے میرے بھائی کی عزت پہ حرف آئے۔"

"بھائی کا تو خیال ہے لیکن میرا نہیں۔آج فیصلہ ہو جانا چاہیے کہ تمہاری زندگی میں سب سے اہم کون ہے؟میں یا تمہارا بھائی؟"

"یہ کیسا بے تکا سوال ہے فاتین؟"

"مجھے جواب چاہیے۔"

"کیا ہو گیا ہے آپ کو؟میرے دل میں آپ دونوں کا مقام جدا ہے۔کوئی کسی کی جگہ نہیں لے سکتا۔"

"تو پھر تمہیں میری محبت کا خیال کیوں آتا؟"

فیمیا نے اس کے ایسے انداز واطوار پر حیرت اور قدرے دکھ سے اسے دیکھا پھر آنکھوں میں تاسف اور نمی بھر کے آگے بڑھ گئی مگر وہ اسے تنگ کرنے کے موڈ میں تھا،اس لیے فوراً اس کا راستہ روک کر سوالیہ نشان بن کر کھڑا ہو گیا۔

"کل شام کی چائے تمہارے ساتھ،تمہارے گھر میں پیوں گا۔تیار رہنا پھر۔"

اس کی بات پہ فیمیا کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ وہ اسے گنگ حالت میں چھوڑ کر مسکراتا ہوئے کیفے ٹیریا کی طرف چل دیا جہاں عریش اور باقی سب اس کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں؟ مجھے دیکھ کر سب کو سانپ کیوں سونگھ گیا۔ "

وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے چہکا۔

"تیرے چہرے سے خوشی کا رنگ عیاں ہو

زندگی اس طرح تجھ پر مہرباں ہو"

عریش نے اس کے کھلکھلاتے چہرے کو دیکھ کر باآواز بلند شعر کہا۔

اس کے دعائیہ شعر پر فاتین نے دل سے آمین کہتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا۔

"اتنی جلدی آنٹی اور انکل مان گئے؟ کون سا جادو کیا ہے بھئی؟ "

آپی اب بھی بے یقینی کی کیفیت میں تھی۔

"فٹ پاتھ پہ مچھروں نے فاتین کی وہ درگت بنائی کہ بیچارے کو ہسپتال پہنچا دیا۔ یہ سب مچھروں کی کاری گری ہے ورنہ اس میں فاتین کا کوئی ہاتھ نہیں۔ اسے تو ان مچھروں کا شکر گزار ہونا چاہیے "

عریش نان اسٹاپ شروع ہو گیا تھا جبکہ یہ رام کتھا سن کر باقی سب محظوظ ہو رہے تھے۔

"ایک دن تو بھی فٹ پاتھ پر گزار کے آجا۔ تمہاری محبت کی کٹھن راہیں خود بخود سہل ہو جائیں گی۔ "

"میرے دوست ! میں دریا کے یخ پانی میں بھی رات گزار کے آجاؤں تو میرا کچھ نہیں ہونے والا۔ محبت ہر کسی کا مقدر نہیں ہوتی۔ یہ صرف بخت والوں کی میراث ہوتی ہے۔ "

"آج کل کون سا ناول پڑھ رہا ہے بیٹا جو محبت کے بارے میں اس قدر فلسفہ جھاڑ رہا ہے۔ "

آہن نے اس کی کمر پہ دھپ رسید کی۔

"کیوں ؟ میں اس بارے میں بات نہیں کر سکتا ؟ کیا میرا محبت پہ حق نہیں ہے ؟ "

"یہ منہ اور مسور کی دال۔ "

ماہی زیرِ لب بڑبڑائی مگر عریش اس کی گل افشانی باخوبی سن چکا تھا۔

"ہونہہ۔۔۔۔ مینڈکی کو بھی زکام ہو گیا۔ "

اس نے فوراً استہزائیہ انداز میں ہنکارا بھر کے حساب چکتا کرنے کی کوشش کی جس پر ماہی کلس کر رہ گئی۔

"تم دونوں اپنی ناراضگی ختم کیوں نہیں کر دیتے ؟ کب تک ایک دوسرے پر طنز کے تیر چلاتے رہو گے ؟ "

عائش کو ان کی معمولی سی بات پر طویل ناراضگی سے اکتاہٹ ہونے لگی تھی جبکہ اس ناراضگی کی اصل وجہ، ان دونوں کے علاوہ صرف فاتین کو معلوم تھی۔

"میں کسی سے ناراض نہیں ہوتا، یہ تو ماہی ہے جس نے مجھ سے خدا واسطے کا بیر باندھ لیا ہے اب تم لوگ خود ہی اس پوچھ لو کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ شاید تم لوگوں کو بتا دے۔ "

وہ سنجیدگی سے کہہ کر وہاں سے اٹھ گیا لیکن اس کا یہ لب ولہجہ سب کو بری طرح کھٹکا تھا.

فاتین کی ادھ ادھوری باتوں پہ وہ الجھ کر رہ گئی تھی اور دل الگ ڈر کے مارے سوکھے پتے کی مانند کانپ رہا تھا۔

"فاتین کے گھر آنے سے عمیر بھائی کے سامنے میری کیا عزت رہ جائے گی؟

یہ سوچ سوچ کر اس کا دماغ درد سے پھٹا جا رہا تھا لیکن اگلی شام مسز زمان کو اپنے در پر رشتے کا خواستگار بنا دیکھ کر اس کے دل و دماغ سے ہر بوجھ اتر گیا تھا۔ اپنا آپ بالکل ہلکا پھلکا محسوس ہو رہا تھا اور پھر فاتین کی چھیڑ خانی یاد کر کے بے ساختہ اس کے لبوں پہ تبسم بکھر گیا۔ فارہ کمرے میں آئی تو اسے خیالوں میں گم، مسکراتے دیکھ کر حیرت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے ہوئے شریر انداز میں بولی :

"ارے واہ! یہ میری آنکھیں کیا دیکھ رہی ہیں؟آپ یعنی فیمیا نبیل مسکرا رہی ہیں۔ "

اس کے لب فوراً سکڑے۔

"فارہ کی بچی۔تنگ مت کرو۔ "

فیمیا نے بظاہر غصیلے لہجے میں کہا لیکن دل نے خوشی سے ناچ ناچ کر سینے میں اودھم برپا کرر کھا تھا۔

"میں جانتی ہوں یہ غصہ مصنوعی ہے ورنہ آپ کے دل میں خوشی کے لڈو پھوٹ رہے ہیں۔۔۔ارے ارے یہ چہرے پہ پھیلی لالی تو دیکھیں۔اف! بالکل لال ٹماٹر لگ رہی ہیں۔۔۔ نہیں نہیں سرخ تازہ گلاب۔ "

"فری پلیز۔۔۔ "

وہ منمنائی پھر فارہ کے چہرے پہ ناچتی شرارت دیکھ کر فوراً اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا۔

"ہائے یہ دلفریب ادا۔۔۔۔فاتین بھائی تو گئے کام سے۔آپ کا یہ مشرقی روپ ہی انہیں تباہ و برباد کردے گا۔ "

فیمیا نے کشن اٹھا کر اسے مارا لیکن اب بھلا وہ کہاں باز آنے والی تھی۔

آتے جاتے اسے چھیڑتی اور پھر اس کے لبوں پہ بکھرنے والی شرمیلی مسکان کا لطف اٹھاتی لیکن اندر ہی اندر عزیز از جان بہن کی جدائی کا غم اسے آبدیدہ کر گیا تھا۔

دل لگایا تھا دل لگی کے لیے

بن گیا روگ زندگی کے لیے

آنکھیں موندے راکنگ چئیر پر جھولتی ہوئی وہ عطاءاللہ عیسیٰ خیلوی کی خوبصورت اور دلسوز آواز میں گم تھی۔ غزل کے درد بھرے الفاظ اس کے دل میں اتر رہے تھے۔

"عجیب لڑکی ہو تم۔ اپنی محبّت کسی اور کی جھولی میں ڈال کر اب اداس غزلیں سن رہی ہو۔ مجھے افسوس کے ساتھ ساتھ اب تم پر شدید غصہ آرہا ہے۔ "

عائش کی آواز پر اس نے آنکھیں نیم وا کیں۔ وہ کمر پر ہاتھ رکھے کڑے تیوروں سے اسے گھور رہی تھی۔

"تم کب آئی؟ "

آپی نے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ سجا کر پوچھا۔

"کیوں بغیر لڑے میدان چھوڑ رہی ہو آپی؟ "

عائش نے اس کا سوال قطعی نظر انداز کر دیا۔

"اگر میری جگہ تم ہوتی تو کیا کرتی؟ "

"آخری دم تک لڑتی۔ کم از کم تمہاری طرح اپنی محبت کسی اور کے کشکول میں ہر گز نہ بھرتی۔ "

آبی کے لبوں پر زخمی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"میرا اپنا دامن محبت سے خالی رہا ہے عائش۔ فاتین میرا کبھی نہیں تھا۔ وہ ہمیشہ سے فیمیا کا تھا پھر میں کیسے ان دونوں کے درمیان دیوار بن کر کھڑی ہو جاتی؟ "

"تو کیا تمام عمر نارسائی کا کرب سہہ لو گی؟ "

"میری قسمت میں یہ کرب سہنا لکھا ہے تو سہہ لوں گی۔ میں خود غرض نہیں ہوں جو اپنی خوشی کے لیے دوسروں کی خوشیاں کا خون کر ڈالوں۔"

"تم اپنے بارے میں کیوں نہیں سوچتی آبی؟ تمہارا دکھ کسی کو نظر نہیں آتا، نہ تمہاری کسی کو پرواہ ہے مگر ایک تم ہو جسے سب کی خوشیاں عزیز ہیں۔ عریش اور آہن، فاتین کی خوشی میں خوش ہیں اور ماہی اپنے فیانسی کو پیاری ہو کر ہمیں بھول ہی گئی۔

بتاؤان میں سے کس کو پرواہ ہے تمہاری؟ کس کو تمہاری آنکھوں میں ٹوٹے ہوئے خوابوں کی کرچیاں نظر آتی ہیں؟۔۔۔۔ کسی کو نہیں آپی۔۔۔ سب اپنی زندگی اور خوشیوں میں مست و مگن ہیں مگر ایک تم ہو جسے ایثار پرستی کا بخار چڑھا ہے۔ "

وہ بغیر روک ٹوک کے اسے بے نقط سنائے گئی۔ آپی نے انتہائی ڈھٹائی اور فراخدلی سے اس کے طنز اور کوسنے برداشت کیے پھر جواباً مسکرا کر بولی :

"فرض کرو اگر میں اسے حاصل کرلوں تو آگے کیا ہوگا؟ وہ میرا ہو جائے گا اور دل و جان سے مجھے اپنا لے گا؟ نہیں عائش نہیں۔۔۔ اس کا دل ہمیشہ میرے اور فیمیا کے درمیان ڈانواں ڈول رہے گا۔ وہ نہ فیمیا کو بھول پائے گا اور نہ پوری طرح میرا ہو سکے گا اس سے بہتر ہے میں کنارہ کرلوں۔ یک طرفہ محبت کا کرب تو سہہ لوں گی لیکن محبت میں شراکت داری میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔ "

"ٹھیک ہے پھر ادھر ہی پڑی اداس غزلیں سنتی رہو۔ "

آپی غصے سے کہہ کر پاؤں پٹختی باہر نکل گئی۔ اس نے پاکٹ ٹیپ پر دوبارہ عطاءاللہ عیسیٰ خیلوی کی غزل چالو کی اور سر کرسی کی پشت سے ٹکاتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔

تم فرشتوں کی بات لے بیٹھے

ہم ترستے ہیں آدمی کے لیے

دل لگایا تھا دل لگی کے لیے

ایک بار پھر آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے تھے۔

یونیورسٹی کے بعد دن بدن شادی کی تیاریوں میں تیزی آتی گئی۔فاتین کے لیے کوئی خاص مسئلہ نہیں تھا کیونکہ آہن اور عریش بڑھ چڑھ کر شادی کی تیاریوں میں حصہ لے رہے تھے اور باقی خریداری کے لیے مسز زمان مختص تھیں لیکن عمیر خریداری کے ساتھ ساتھ باقی انتظامات بھی دیکھ رہا تھا۔

اس نے کافی سوچ بچار کے بعد پھپھو کو کال کر کے بلالیا۔وہ بھی شاید ایک فون کال کی منتظر تھیں، فوراً زیب کو لے کران کے پاس چلی آئیں اور زنانہ خریداری کی ساری ذمہ داری اپنے سر لے لی۔

مہندی کی تقریب میں صرف ایک دن بچا تھا۔ پھپھو اور فارہ جو صبح کے وقت شاپنگ کے لیے نکلی تھیں، شام کے سائے پھیلتے ہی سامان سے لدی پھندی گھر کو لوٹیں۔

"ہائے! ان بازاروں کے چکر نے مجھے مار ڈالا۔ایک تو اس قدر مہنگائی ہے۔ہر چیز کی قیمت آسمان کو چھو رہی ہے۔"

وہ تھکن زدہ سانس خارج کرتے ہوئے صوفے پر ڈھے گئی۔ فارہ نے صوفے پر شاپنگ بیگز پھینکے اور پاؤں کو چپل سے آزاد کر کے قالین پہ ہی پاؤں پسار کر بیٹھ گئی۔

"اب تو تقریباً ساری شاپنگ مکمل ہو چکی ہے۔ جو دوپٹے پیکو کروانے کے لیے دیے تھے وہ بھائی لے آئیں گے۔ "

فارہ نے سر صوفے پر رکھتے ہوئے کمزور سی آواز میں کہا۔ سخت گرمی نے ان کو نڈھال کر دیا تھا۔ فیمیا فوراً دونوں کے لیے ٹھنڈا پانی لے آئی۔

"شکر ہے یہ معرکہ بھی سر ہوا خیر اب شادی میں دن ہی کتنے بچے ہیں۔ کل مہندی کی تقریب اور پرسوں رخصتی۔ "

پھپھو نے غٹا غٹ پانی حلق میں انڈیلا اور خالی گلاس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"پھر آپی بھی پرائی ہو جائیں گی۔ "

فارہ نے رنجیدگی سے کہا تو فیمیا کا دل بھر آیا۔ وہ بے اختیار ہو کر رو پڑی۔

"ارے! میری بچی روتے نہیں ہیں۔ بیٹی تو ہوتی ہی پرایا دھن ہے۔ اسے ایک نہ ایک دن رخصت ہو کر پرائے گھر جانا ہوتا ہے۔ جن والدین کی اکلوتی بیٹی ہوتی ہے، وہ اسے بھی بیاہ دیتے ہیں، یہ سلسلہ تو ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری و ساری رہے گا۔ "

وہ اسے آغوش میں بھر کر نرمی سے گویا ہوئیں۔

"میں فارہ اور بھائی کے بنا نہیں رہ سکتی۔ان کے بغیر میرا دل نہیں لگے گا پھپھو میں کیسے۔۔۔۔۔۔؟ "

روتے ہوئے اس کی ہچکی بندھ گئی تھی۔

"میری بچی۔بس اب اور آنسو نہیں بہانے۔۔۔

شادی کے بعد عورت کی زندگی کا نئے سرے سے آغاز ہوتا ہے۔اپنا آپ مار کر اسے سسرال کے طور طریقے اپنانے ہوتے ہیں اور میری بچی جب سسرال کے رنگ میں رنگ جائے گی،اس گھر اور اس کے مکینوں کو اپنا مان لے گی تو دل بھی لگ جائے گا اور بہن بھائی کی یاد بھی نہیں ستائے گی۔ "

وہ بہت نرمی اور شفقت سے اسے سمجھا رہی تھیں۔فیمیا نے انگلیوں کی پوروں سے آنسو صاف کیے اور ہولے سے سر ہلا کر گلوگیر لہجے میں گویا ہوئی۔

"آپ کی آغوش کی ٹھنڈک مجھے امی کی یاد دلاتی ہے۔آپ کے وجود سے اٹھتی مہک سے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے امی کہیں آس پاس ہیں۔ پھپھو آپ ہم سے ملنے پہلے کیوں نہیں آئیں؟ماں باپ کے بعد سگے رشتوں میں ایک آپ ہی بچی تھیں اور آپ نے بھی مڑ کر خبر تک نہ لی۔"

مدت سے جو شکوہ اس کے دل میں مچل رہا تھا آج نہ چاہتے ہوئے بھی زبان پر آگیا۔

"میرا عمیر سے کبھی رابطہ نہیں ٹوٹا۔ وہ میرے مالی حالات سے واقف رہا ہے۔ میں نے ان ہاتھوں سے محنت مشقت کر کے گھر کا نظام چلایا اور اپنے ہی بل پوتے پر زیب کو تعلیم دلوائی ورنہ تمہارے پھوپھا نے تمام عمر منجی توڑنے کے علاوہ کچھ نہیں کیا۔ "

پھپھو کے چہرے پر گزرے وقت کا حزن و ملال واضح تھا۔ فیمیا کو سخت افسوس ہوا۔

"اب گھر کے حالات کیسے ہیں؟ "

فارہ نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا کہ کہیں پھپھو برا نہ مان لیں۔

"اللہ کا شکر ہے میرے زیب نے نوعمری میں ہی گھر کی ذمہ داری اپنے سر لے لی تھی اور اب تو ماشاءاللہ اس کی اچھی جاب لگ گئی ہے۔ "

زیب کا نام لیتے ہی ان کی آنکھوں میں چمک عود کر آئی تھے اور لہجے میں محبت ہی محبت گھل گئی تھی۔

چند ساعتوں کے لیے کمرے میں خاموشی چھاگئی۔فارہ صوفے پر سر ٹکائے اونگھنے لگی اور فیمیا پھپھو کے کندھے سے سر ٹکائے سوگوار حالت میں بیٹھی ہوئی تھی پھر یک دم یاد آنے پر بولی :

"آپ کو بھوک لگی ہوگی۔میں ابھی کھانا لے کے آتی ہوں۔ "

"مجھے بھوک نہیں ہے۔فارہ سے پوچھ لو۔راستے میں بھی اسے سخت بھوک محسوس ہو رہی تھی۔"

وہ کہتے ہوئے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور آرام کی غرض سے کمرے کی اور چل دیں۔

"چائے اور ساتھ کچھ کھانے کے لیے نرم غذا لے آئیں آپی۔ "

وہ کچن کی طرف بڑھ رہی تھی،جب فارہ نے صوفے سے سر اٹھا کر باآواز بلند حکم جاری کیا۔

"میں اس گھر میں دو دن کی مہمان ہوں۔مجھ سے کام کرواتے ہوئے تمہیں شرم آنی چاہیے۔ "

کچھ توقف بعد وہ چائے کے ساتھ بسکٹ،نمک پارے اور کباب ٹرے میں سجائے نمودار ہوئی۔

"تو میں نے کون سا کھیتوں میں ہل جوتنے کا کہہ دیا ہے۔ایک چائے ہی تو بنائی ہے۔ "

فارہ نے ڈھٹائی سے ہنستے ہوئے ٹرے اپنی طرف کھسکائی۔

"چائے بنانے کا حق اب تمہارا ہے۔بہتر ہے تم اپنی ذمہ داریاں ابھی سے سنبھال لو۔ "

"کل دیکھتے ہیں۔ "

چائے میں بسکٹ ڈبو کر منہ میں ڈالتے ہوئے اس نے بے نیازی سے کہا۔

"کل کیوں؟آج کیوں نہیں؟ "

"جو حکم مادام۔"

فارہ نے ہاتھ ماتھے کے قریب لے جا کر سر کو ذرا سا خم دیا۔

"ویسے آپی! ہم پھپھو کے بارے میں کتنی غلط قیاس آرائیاں کر رہے تھے لیکن پھپھو تو اچھی ہیں یار۔ "

فارہ کو گہرے ملال نے آگھیرا۔

"بالکل لیکن جلد ہی تمہارے خیالات بدلنے والے ہیں۔ "

فیمیا کا لہجہ ذو معنی ہو گیا تھا۔

"ک۔۔۔کیوں؟ "

وہ چونکی۔

"ہو سکتا ہے میرا وہم ہو لیکن مجھے ایسا لگتا ہے جیسے وہ زیب کے لیے تمہارا رشتہ۔۔۔۔۔ "

"شٹ اپ۔ زیب بھائی مجھ سے چھے برس بڑے ہیں چھے برس۔ "

اس نے لفظ "چھے" پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا؟ زیادہ تر شوہر عمر میں اپنی بیوی سے بڑے ہوتے ہیں لیکن ان کا کپل دنیا کا سب سے بہترین کپل ہوتا ہے۔ "

"اوں ہوں! اگر عمر کی بات ہو تو انسان سمجھوتہ بھی کر لے مگر زیب بھائی اتنے بورنگ ہیں کہ انہیں دیکھ کر مجھے خود اکتاہٹ ہونے لگتی ہے۔ ہر وقت چہرے پہ منحوسیت طاری کیے رکھتے ہیں۔ "

اس نے کباب کا ٹکڑا منہ میں رکھ کر چباتے ہوئے کہا۔

"وہ اس قدر کم گو ہیں کہ جب کبھی بولتے ہیں تو ان کی اپنی سماعتوں کو گمان ہوتا ہے کہ "ہیں! یہ کون بولا؟۔۔۔۔ یہ زیب کی آواز ہے۔۔۔ نہیں نہیں بالکل نہیں۔ "

زیب کے بارے میں اس کے نادر خیالات پر فیمیا کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"تو اب کیا تمہارے لیے کوئی سالار سکندر آئے گا یا پھر ترکی سے جہاں سکندر؟ اچھا خاصا ہینڈسم بندہ ہے یار۔ "

"لمبا تڑنگا، خوش شکل انسان نہیں چاہیے۔ مجھے میرے جیسا زندہ دل اور رومینٹک انسان چاہیے اور ان جیسا بورنگ اور ان رومینٹک۔۔۔۔ایسے انسان سے کون شادی کرتا ہے؟ "

فارہ نے ٹھوڑی پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں سکوڑ کر پوچھا۔

"لیکن انسان کی عادات بدلتی رہتی ہیں پھر اس بارے میں۔۔۔۔۔۔ "

"ایک بات بتائیں مجھے۔ یہ آپ کا محض وہم ہے یا پھر سچ میں پھپھو جان نے ایسے کسی خیال کا اظہار کیا ہے جو آپ مجھے اس بحث میں اس قدر الجھا رہی ہے۔ اس موضوع کو رہنے دیں اور یہ شاپنگ دیکھیں۔ "

وہ ٹرے پرے کھسکا کر مطمئن انداز میں اسے شاپنگ دکھانے لگی لیکن اس کا اطمینان تو تب ہوا ہُوا جب رات عمیر نے پھپھو کی خواہش اس کے سامنے رکھی۔ پوری بات سن کر وہ ہتھے سے اکھڑ گئی۔

"پوری دنیا میں کیا مردوں کا کال پڑ گیا ہے جو آپ اپنی بہن کو اس کھڑوس سے بیاہنا چاہتے ہیں؟ میں بتا رہی ہوں، ساتویں منزل سے کود کر جان دے دوں گی لیکن اس انسان سے شادی نہیں کروں گی۔ "

وہ غم و غصے سے پاگل ہو رہی تھی۔

"پھپھو نے بہت مان اور چاہ سے تمہارا ہاتھ مانگا ہے اگر انکار کریں گے تو وہ دکھی ہو جائیں گی۔ "

"یہ لیں میرا ہاتھ کاٹ کر ان کو نذرانہ پیش کر دیں۔ "

فارہ نے تیوری چڑھا کر اپنا ہاتھ ولید کے بالکل سامنے رکھا۔

"کیا ہو گیا فارہ؟ اس قدر چیخ کیوں رہی ہو؟ پھپھو اس گھر میں موجود ہیں تمہارے یہ فرمودات ان کے ناتواں کان سنیں گے تو کیا گزرے گی ان کے دل پر؟ "

فیمیا جو خاموش کھڑی اس کے واویلے سے محظوظ ہو رہی تھی فوراً اسے ٹوکنے لگی۔

"مدت بعد پھپھو سے تعلقات بحال ہوئے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ پھر۔۔۔۔۔ "

"تو مجھے قربانی کی بکری سمجھ رکھا ہے کیا جو تعلقات کی بحالی کے لیے ان کے حوالے کر دیں گے؟ "

فارہ نے درشتگی سے عمیر کی بات کاٹی۔

"جہاں تک میں جانتا ہوں زیب ایک اچھا لڑکا ہے لیکن تمہارا یہ رویہ میری سمجھ سے بالاتر ہے آخر ناپسندیدگی کی کوئی وجہ بھی ہوتی ہے؟ "

عمیر کے پوچھنے کی دیر تھی کہ فارہ نے ایک ایک کر کے زیب کی تمام وہ خامیاں گنوا دیں جن کا ذکر وہ فیمیا سے کر چکی تھی۔ عمیر تو ہکا بکا اس کے چہرے کی اور دیکھ رہا تھا جبکہ فیمیا بمشکل اپنی ہنسی کنٹرول کر رہی تھی۔

"تم ان باتوں کو بنیاد بنا کر اس رشتے کو ٹھکرا رہی ہو؟ وہ مبہوت لہجے میں اس سے پوچھنے لگا پھر فیمیا سے مخاطب ہوا۔

"فیمیا اسے سمجھاؤ۔ ایسی بے تکی باتیں کسی اور کے سامنے دہرائے گی تو لوگ مضحکہ اڑائیں گے۔ بڑھتی عمر کے ساتھ انسان میں خود بخود سنجیدگی آجاتی ہے۔ یہ بھلا کون سی خامی ہے؟ "

اس کی آنکھوں میں اب بھی حیرت ناچ رہی تھی۔

"بھائی بالکل درست کہہ رہے ہیں فارہ۔ ایسی باتوں کو بنیاد بنا کر اتنا اچھا رشتہ ٹھکرانا صرف بیوقوفی ہے اور کچھ نہیں۔ "

فیمیا نے اپنے تئیں اسے سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے ساتھ ہوتی اس ناانصافی پر سر جھکائے رونے کا شغل جاری کیے ہوئے تھی۔

"میں نے فیمیا پر زبردستی کی ہے، نہ تم پر کروں گا۔ تمہارا جو فیصلہ ہوگا، وہی میرا فیصلہ ہوگا۔ "

عمیر نے ہار مان لی تھی۔

"ٹھیک ہے لیکن اتنی جلدی نکاح کے لیے میں تیار نہیں ہوں۔ "

اس نے جھکا سر اٹھا کر کہا۔

"فارہ۔۔۔۔ "

عمیر نے اسے سخت گھوری سے نوازا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔آپی کے ساتھ مجھے بھی رخصت کر دیں تا کہ آپ کو خوشی نصیب ہو جائے۔ "

وہ طنزاً بولی تو عمیر کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"تاریخ گواہ ہے کہ حقیقت پسند لڑکیاں خوبصورت شہزادے لے اڑتی ہیں اور میرے جیسی زندہ دل اور خوابوں کی دنیا میں رہنے والی لڑکیوں کے حصے میں پھپھو کے کھڑوس سپوت ہی آتے ہیں۔ "

اس نے سوں سوں کرتے ہوئے تلخی سے کہا تو ان دونوں کا مشترکہ قہقہہ کمرے میں گونجا۔

"زیب بہت اچھا ہے فری۔مجھے امید ہے کہ اس کے سنگ تم بہت خوش رہو گی لیکن پھر بھی اگر تم دل سے رضامند نہیں ہو تو تم پر کوئی زور وزبردستی نہیں ہے۔میں صرف تم دونوں کو خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔اپنے اپنے گھروں میں آباد دیکھنا چاہتا ہوں۔ "

عمیر نے گلوگیر لہجے میں کہا۔

"میں کہیں بھاگی تو نہیں جا رہی تھی بھائی۔ "

اس کا موڈ اب بھی بگڑا ہوا تھا۔

"لیکن مجھے اپنی زندگی پر بھروسہ نہیں ہے۔خدانخواستہ مجھے کچھ ہو گیا تو میرے بعد تم دونوں۔۔۔۔۔"

"بھائی۔۔۔۔ "

اس کی بات کاٹ کر فارہ نے بیچارگی سے اس کی طرف دیکھا پھر روتے ہوئے اس لپٹ گئی۔

"ایسی باتیں مت کریں۔اللہ آپ کو لمبی زندگی دے۔میری عمر بھی آپ کو لگ جائے۔ "

کمرے میں موجود تینوں نفوس کی آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے لیکن آج عمیر کو اپنا آپ بہت ہلکا محسوس ہو رہا تھا۔

اگلے دن فیمیا کی مہندی کی رسم کے ساتھ فارہ اور زیب بھی نکاح کے خوبصورت اور پاک بندھن میں بندھ گئے۔

مہندی ہے رچنے والی

یاروں کا ساتھ دے دے

ڈولی ہے سجنے والی

ہاتھوں میں ہاتھ دے دے

آنگن برقی قمقموں سے جگمگا رہا تھا۔ زرق برق لباس پہنے، اپنے رنگین آنچل کو لہراتی ہوئی لڑکیاں ادھر سے ادھر دندناتی ہوئی پھر رہی تھیں۔ چوڑیوں کی کھنک، مہندی، ابٹن اور مہنگے پرفیومز کی مہک نے فضا کو انوکھی خوبصورتی بخش دی تھی۔ ٹیپ پر چالو فل والیم کے ساتھ چلبلے گیت پر سفید کُرتے اور شلوار میں ملبوس لڑکے ناچ رہے تھے جن میں عریش اور آہن سب سے آگے تھے اور لڑکیاں الگ ڈھولک کی تھاپ پر مہندی کے گیت گا رہی تھیں۔

"آپ نے اچھا نہیں کیا بھائی صاحب۔ میری بیٹی کو بہو بنانے کے سبز باغ دکھا کر اب کسی اور لڑکی کو فاتین کی بیوی بنا کر اس گھر میں لا رہے ہیں۔ اگر ایسا ہی کرنا تھا تو میری بیٹی کو اس گھر کی بہو بنانے کے رنگین خواب کیوں دکھائے تھے؟ جب سے اس نے شادی کی خبر سنی ہے بالکل کملا کر رہ گئی ہے۔ دیکھیں کیسے چہرہ اتر گیا میری بچی کا۔ "

مہمانوں کے ہجوم سے کچھ فاصلے پر کھڑی لائبہ بیگم پر شکوہ لہجے میں زمان صاحب سے گویا ہوئیں اور ساتھ ہی ابرش کی طرف اشارہ کیا جو اس ماحول سے یکسر بے نیاز حسد بھری نگاہوں سے فاتین کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"تو کیا کرتا آپا؟ بیٹے کی محبت غالب آگئی تھی ورنہ میری تو ہمیشہ سے خواہش تھی کہ ابرش ہی اس گھر کی بہو بنتی لیکن آپ فکر نہ کریں۔ "

"کیسے فکر نہ کروں؟اس شادی میں اگر شرکت کر رہی ہوں تو صرف تمہاری خاطر ورنہ میرا دل تو تمہارے اس فعل سے تار تار ہو گیا ہے اور یہاں دیکھو ذرا، ہر شخص اس قدر خوش اور مطمئن ہے جیسے شروع سے اس شادی کے حق میں تھا۔ "

لائبہ بیگم سیخ پا ہوئیں۔

"کول ڈاؤن آپا! آپ جیسا سمجھ رہی ہیں، ایسا کچھ نہیں ہے۔میں نے یہ فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے اور اس میں یقیناً ابرش کی بہتری بھی پوشیدہ ہے۔ "

"کیا مطلب؟اس فیصلے کا ابرش سے کیا تعلق؟ "

وہ چونک گئیں۔

"ابھی فاتین کو خوش ہو لینے دیں پھر ہمارا وقت بھی آئے گا۔یہ وقتی جذباتیت اور کشش ہے جس کی وجہ سے فاتین اس لڑکی کے لیے پاگل ہو رہا ہے۔شادی کے بعد یہ سب چونچلے اور محبت کے ڈرامے ختم ہو جائیں گے اس کے بعد ہمارا کام آسان ہو گا۔میں ایک ایسا کھیل رچاؤں گا کہ وہ خود اس لڑکی کو دھکے دے کر گھر سے باہر نکالے گا پھر ابرش ہی اس گھر کی بہو بنے گی۔ "

"یعنی سانپ بھی مر جائے اور۔۔۔۔۔۔ "

"اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ "

وہ چہرے پر مکروہ مسکراہٹ لیے گویا ہوئے اور پھر دونوں کا مشترکہ قہقہہ فضا میں گونجا۔

"بس آپ ابرش کو کسی طرح سمجھائیں وہ اتنی جلدی ہاتھ پاؤں نہ چھوڑے۔ باقی رہ گیا منصوبہ تو وہ میں آپ کی طرف آؤں گا تو مل بیٹھ کر طے کر لیں گے۔ "

قمرالزمان نے نہایت دھیمی آواز میں کہتے ہوئے انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کی اور پھر مسکراتے ہوئے دوسرے مہمانوں کی طرف بڑھ گئے:۔

کھانے سرو ہونے اور مہندی کی رسوم کے بعد زیادہ تر احباب اجازت لے کر اپنے گھروں کو رخصت ہو گئے لیکن فاتین کے دوستوں کا حلقہ جو گھر جانے کی ہر فکر سے آزاد، اس کے گرد جھمگٹ ڈالے چھیڑ خانی میں مصروف تھا۔"رات کافی بیت چکی ہے اور ابھی دولہے کو ابٹن لگانا بھی رہتا ہے۔"

عریش نے جمائی لیتے ہوئے نیا شوشہ چھوڑا۔

"کیا ابٹن؟ نہیں میں کوئی ابٹن نہیں لگاؤں گا۔ "

فاتین نے فوراً دائیں بائیں نفی میں سر ہلایا۔

"انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ آہن جاؤ، جلدی سے ابٹن لے آؤ۔ "

اب بھلا اس کی کون سننے والا تھا، آہن فوراً حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ابٹن کا پیالہ لے آیا۔

"میری جلد تو نرم و ملائم ہے اور یہ ابٹن وغیرہ تو گوری رنگت کے لیے لڑکیاں چہرے پر ملتی رہتی ہیں۔ "

وہ منمنایا۔

"ابے چل۔ یہ مہندی کی ایک رسم ہے۔ "

عریش نے اس کے انکار کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ابٹن لے کر اس کی پیشانی پر لگایا پھر اس کی دیکھا دیکھی باقی سب بھی ابٹن کے پیالے میں انگلیاں ڈبو ڈبو کر اس کی پیشانی، گالوں، ٹھوڑی اور ناک پر لگانے لگے۔ صوفے پر بیٹھے ہوئے اس نے غصے اور بیچارگی سے عریش کی طرف دیکھا جو ہنسی سے دہرا ہو رہا تھا۔

"تجھے تو بعد میں دیکھ لوں گا۔ "

وہ اس لپائی پُتائی سے تنگ آ کر اٹھا اور دل میں اسے صلواتیں سناتے ہوئے کمرے میں چلا آیا۔ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر آئینے میں اس نے اپنا ابٹن سے لیپ شدہ چہرہ دیکھا تو لب ان کی شرارت پر خود بخود مسکرا اٹھے۔

سفید قمیص پر جگہ جگہ ابٹن کے زرد دھبے لگے ہوئے تھے۔اس نے قمیص اتار کر بیڈ پر پھینکی اور واش روم کی طرف بڑھنے لگا تھا جب نیم وا دروازے میں کھڑی آبنوس کو دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گیا۔اسے اپنی طرف متوجہ پا کر وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی ہوئی اس کے مقابل آ کھڑی ہوئی۔

"بہت خوش ہو؟ "

خوشی اور محبت کا ہر رنگ اس کے چہرے سے عیاں تھا لیکن نجانے کیوں وہ پھر بھی پوچھ بیٹھی۔

"ہاں۔میرے چہرے سے لگ نہیں رہا۔ "

فاتین نے جواباً کہا۔

"میں شاید غلط سوال پوچھ بیٹھی۔ "

اس نے مسکرانے کی کوشش کی۔

"تم کچھ کہنا چاہتی ہو لیکن کہہ نہیں پا رہی۔بتاؤ کیا بات ہے آبی؟ "

"تمہیں کیسے پتہ کہ میں کچھ کہنا چاہتی ہوں؟ "

وہ بھرائی ہوئی آواز میں گویا ہوئی۔

"تمہاری بے چینی سے لگ رہا ہے۔ "

"تمہیں آج یہ بے چینی نظر آئی ہے لیکن میں تو اک مدت سے بے چین ہوں فاتین۔ "

وہ اب بھی "تمہارے لیے" کہنا بھول گئی تھی۔

"آبی۔۔۔۔۔

وہ شاک کی کیفیت میں تھا۔اس کی نم آنکھیں اور کپکپاتے لبوں سے ادا ہوتے ٹوٹے بکھرے الفاظ۔۔۔۔

ضبط ٹوٹ رہا تھا،وہ بے اختیار اس کے سینے پر سر رکھ کر سسکیوں سے رونے لگی۔

"میں اس خاموش محبت کو دل کے کسی کونے میں دفن کر دینا چاہتی تھی لیکن مجھ سے یہ نہیں ہو رہا۔میں ٹوٹ رہی ہوں،بکھر رہی ہوں۔

تمہیں کسی اور کا ہوتے ہوئے دیکھنا بہت تکلیف دہ ہے فاتین لیکن میں کیا کروں؟نہ اس جدائی پر صبر ہو رہا ہے،نہ تم دونوں کے درمیان رکاوٹ بن سکتی ہوں۔۔۔۔

مجھے تمہاری خوشیاں عزیز ہیں اس لیے اپنی خواہشوں کا گلا گھونٹ رہی ہوں لیکن یہ بہت مشکل ہے۔۔۔۔بہت مشکل ہے فاتین۔۔۔

میرا دل کٹ رہا ہے،روح چھل رہی ہے۔۔۔

میں یہ کرب نہیں سہہ سکتی۔۔۔مجھے اپنی محبت سے آزاد کر دو۔۔۔اس اذیت سے نجات دلا دو یا پھر میرے ہو جاؤ۔۔۔مجھے اپنا لو۔۔۔۔میں مر جاؤں گی تمہارے بنا۔ "

وہ ہچکیوں سے کہتی ہوئی آنسوؤں کی صورت اپنے دل کا غبار نکال رہی تھی لیکن یہ بے ربط جملے اور آنسو فاتین کے سینے پر نقش ہو گئے تھے۔وہ ساکت کھڑا اس کے ہر ایک لفظ پر غور کر رہا تھا۔

آبی نے سر اٹھا کر اشکبار آنکھوں سے اس کے حیرت زدہ چہرے کی اور دیکھا۔دل پر چھایا گرد و غبار تو ڈھل گیا تھا لیکن وہ بے اختیاری میں ہر راز افشاں کرنے پر پشیمان ہو گئی تھی۔دو قدم دور ہٹ کر اس نے ایک شرمندہ نظر فاتین پر ڈالی اور الٹے قدموں دروازے کی طرف بڑھی۔

آبی کے قدموں کی چاپ سن کر کمرے میں جھانکتی ابرش سانس روک کر دیوار کے ساتھ چپک کر کھڑی ہو گئی۔اس کے لبوں پر شاطرانہ مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ہاتھوں میں پکڑا اسیل فون بڑی عقیدت سے چوما اور مٹک مٹک کر چلتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

کانچ کی رنگی برنگی چوڑیاں ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اس نے ایک بھرپور نظر اپنے سجے سنورے سراپے پر ڈالی پھر لپ اسٹک اٹھا کر اپنے لال ہونٹوں کو مزید لال کرنے لگی۔

باہر سے آتی مسلسل ہارن کی آواز پر فارہ کے ماتھے پر بل پڑے لیکن اس کے انہماک میں کوئی خاص فرق نہیں آیا تھا۔اس نے چوڑیاں اٹھائیں اور ایک ایک کر کے اپنی خوبصورت کلائی کی زینت بنانے لگی۔ باہر اب بالکل خاموشی چھا گئی تھی۔ وہ تذبذب کا شکار ہو گئی پھر واپس سر جھٹک کر چوڑیاں پہننے لگی تبھی کمرے کا دروازہ کھول کر زیب اندر داخل ہوا۔

"کیا کر رہی ہو یار ؟اور کتنی دیر ہے ؟ "

وہ اچانک اسے سامنے دیکھ کر جزبز ہو گئی پھر ذرا سنبھل کر بولی :

"کسی کے کمرے میں آنے سے پہلے اجازت لیتے ہیں۔ "

"یہ کسی کا کمرہ نہیں ہے مادام۔ یہ میری منکوحہ کا کمرہ ہے اور میں بے روک ٹوک یہاں آ جا سکتا ہوں۔ "

وہ ڈھٹائی سے مسکراتے ہوئے بولا۔

"ہونہہ۔۔۔کل نکاح ہوا ہے اور آج حق جتانے آ گئے۔ "

اس نے دل میں سوچا اور پھر عمیر کے بارے میں پوچھنے لگی۔

"وہ فیمیا اور امی کے ساتھ ہال کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ برات وہاں پہنچنے والی ہے اور ایک آپ محترمہ ہیں جن کی تیاری ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی۔ "

تفصیل سے جواب دیتے ہوئے وہ آخر میں طنز کرنے سے باز نہیں آیا تھا۔

"تو اب میں کس کے ساتھ جاؤں گی؟ "

وہ روہانسی ہوئی۔

"میرے ساتھ اور کون ہے یہاں؟ "

"آپ کے ساتھ ہرگز نہیں جاؤں گی میں۔ "

وہ چوڑیاں ڈریسنگ ٹیبل پر پٹخ کر منہ بسور کر کھڑی ہو گئی۔

"پھر ادھر ہی بیٹھی رہنا۔ فیمیا کی رخصتی تمہارے بغیر بھی ہو جائے گی۔ میں جا رہا ہوں۔ "

وہ کن انکھیوں سے اسے دیکھ کر مسکراہٹ چھپاتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھا۔

"رکیں۔ میں آپ کے ساتھ ہی چلی جاؤں گی بس یہ چوڑیاں پہننے دیں۔ "

وہ فوراً ہار مانتے ہوئے بولی۔

"میں پہنا دیتا ہوں۔ "

زیب نے آفر کی۔

"بہت شکریہ آپ کا۔ میں پہن لوں گی۔ آپ جا کر باہر انتظار کریں۔ "

اس نے تیوری چڑھا کر حکم صادر کیا تو وہ باہر جانے کی بجائے اس کے قریب چلا آیا۔ فارہ نے اک ناگوار نظر اس پر ڈالی اور الٹے قدموں پیچھے ہٹی۔

"کیا مسئلہ ہے؟ "

"تو کیا کہہ رہی تھی تم کہ میں بورنگ، ان رومینٹک اور کھڑوس قسم کا ہوں۔ "

وہ مسکراہٹ چھپا کر کہتے ہوئے دو قدم مزید قریب آیا تو وہ دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی۔

"کچھ غلط نہیں کہا میں نے۔ "

وہ نڈر لہجے میں بولی۔

"کیا میں تمہیں پسند نہیں؟ "

"میں نے ایسا بھی نہیں کہا۔ "

"مطلب تو یہی تھا ناں۔ "

وہ اسے چڑانے لگا۔

"دور ہٹیں مجھ سے۔ "

اس کے وجود سے اٹھتی پرفیوم کی مہک اس کی دھڑکنوں کو اتھل پتھل کر رہی تھی۔

"لیکن میں تمہارے قریب رہنا چاہتا ہوں۔ "

"زیب بھاااا۔۔۔۔۔۔ "

زیب نے فوراً اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر مزید کچھ کہنے سے روکا۔

"اب تمہارا شوہر ہوں میں۔ "

فارہ نے گھنیری پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا جو لبوں پر تبسم لیے اسے مصنوعی گھوری سے دیکھ رہا تھا۔ کاجل سے بھرے نین کٹوروں میں آنسو جمع ہونے لگے تھے۔

"چچ۔۔۔۔اتنی جلدی رونے لگی۔ میں سمجھا تھا تم کوئی توپ قسم کی لڑکی ہو مگر تم تو عام لڑکیوں جیسی نکلی۔ "

وہ اسے جان بوجھ کر چڑا رہا تھا اور وہ چڑ بھی رہی تھی۔

"بہت برے ہیں آپ۔ جائیں یہاں سے، مجھے آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانا۔ "

وہ تیز لہجے میں کہتے ہوئے اس کی سائیڈ سے نکلنے لگی تھی جب زیب نے سختی سے اس کی کلائی پکڑ لی۔ کانچ کی چوڑیاں ٹوٹ کر فرش پر بکھر گئی تھیں۔

"سمجھتے کیا ہیں خود کو؟ ہاتھ چھوڑیں میرا۔ "

اپنی کلائی اس کی گرفت سے آزاد کروا کے وہ بیڈ پر بیٹھ کر رونے لگی۔

"میں تو صرف خود کو رومینٹک ثابت کر۔۔۔۔

"اسے رومانس نہیں تشدد کہتے ہیں۔ میری ساری چوڑیاں توڑ دیں اور یہ دیکھیں میری کلائی۔ "

اس نے سوں سوں کرتے ہوئے اپنی سرخ کلائی اس کے سامنے کی۔

وہ افسوس کرتے ہوئے باقی چوڑیاں لے کر اس کی نازک کلائی میں پہنانے لگا۔

"ہنستے ہوئے تم بہت پیاری لگتی ہو بالکل پریوں جیسی اور روتے ہوئے چڑیل لگتی ہو اس لیے ہنستی رہا کرو اور دیکھو رونے سے تمہارے میک اپ بھی خراب ہو گیا ہے۔ "

وہ اس کے آنسو انگلیوں کی پوروں پر چننا چاہتا تھا لیکن فارہ نے بے دردی سے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"فری۔۔۔ "

"عمیر بھائی کیسے مجھے آپ کے سہارے تنہا چھوڑ کر جا سکتے ہیں؟ "

"میں کوئی غیر نہیں ہوں۔ تمہارا شوہر ہوں۔ نکاح ہو چکا ہے ہمارا۔ "

"نکاح ہوا ہے ناں، رخصتی تو نہیں ہوئی۔ "

"رخصتی تو بس ایک رسم ہے اگر میں چاہوں تو ابھی تمہیں یہاں سے کہیں بھی لے جا سکتا ہوں۔۔ "

"گھر پہ تنہا ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ زور وزبردستی پر اتر آئیں۔میں نے آپ کو اچھا سمجھا تھا لیکن۔۔۔۔۔ "

وہ تاسف سے کہتی ہوئی اس کے پاس سے اٹھی اور باہر نکل گئی۔زیب تو اس کے شدید رد عمل پر ہکا بکا رہ گیا تھا۔اس کی ذرا سی چھیڑ خانی پر وہ اس قدر بدگمان ہو جائے گی،اسے اندازہ نہیں تھا۔

وہ سخت پشیمانی میں اس کے پیچھے لپکا۔

"فری میری بات سنو۔جیسا تم سمجھ رہی ہو ایسا کچھ نہیں ہے۔میں صرف تم سے مذاق کر رہا تھا۔ "

اس کے پاس پہنچ کر وہ تیز لہجے میں بولا۔

"زیب پلیز۔ "

اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے مزید کچھ کہنے سے روکا اور دروازہ کھول کر گاڑی کی پچھلی نشست پر بیٹھ گئی۔

نکاح کے بعد ان دونوں کو اسٹیج پر لا کر بٹھا دیا گیا۔سرخ رنگ کے خوبصورت اور کام دار لہنگے میں ملبوس وہ بڑے اعتماد کے ساتھ فاتین کے پہلو میں بیٹھی ہوئی تھی۔ملن کی خوشی نے اس کے

چہرے کو گلاب جیسی تازگی بخش دی تھی اور کچھ نفاست سے کیے گئے میک اپ کا کمال تھا کہ وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔

فاتین نے ذرا سا رخ پھیر کر اس کے سجے سنورے روپ کی طرف دیکھا، اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر فیمیا کے لبوں پر تبسم بکھر گیا۔

خوش وہ بھی تھا لیکن ذہن آپی کی باتوں میں اٹک سا گیا تھا۔

"تو کیا آپی مجھ سے محبت۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن پہلے کبھی اس نے ایسی کسی بات کا ذکر نہیں کیا اور نہ میں اس کے دل میں جھانک سکا۔ جھانکتا بھی کیسے؟ مجھے تو اپنی خوشیوں اور خواہشوں کی تکمیل سے فرصت نہیں ملی۔۔۔۔۔

اور اگر جھانک بھی لیتا تو کیا فیمیا کو چھوڑ دیتا۔۔۔۔ "

اس نے دل سے سوال کیا جس کا جواب فوراً نفی میں آیا تھا لیکن دماغ عجب کشمکش میں مبتلا تھا۔

"کاش میں اس بات سے لاعلم رہتا۔۔۔ آپی کے جذبات سے بے خبر رہتا۔ "

اس نے ذہن میں آنے والے تمام خیالات جھٹک کر ایک بار پھر اپنی محبوب بیوی کی طرف دیکھا۔

"محبت بخت والوں کی میراث ہوتی ہے۔ "

عریش کا کہا گیا جملہ سماعتوں میں گونجا۔اسے بے اختیار اپنے رب پر پیار آنے لگا جس نے اس کا دامن محبت اور خوشیوں سے بھر دیا تھا۔اسے نارسائی کے کرب سے بچالیا تھا۔

"آہم آہم۔۔۔۔ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟ "

اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر فیمیا گلا کھنکار کر گویا ہوئی۔

"ماشاءاللہ! آج مادام کا رنگ ڈھنگ ہی نرالا ہے۔دعا ہے کہ ہمیشہ تمہارے چہرے کی بشاشت قائم ودائم رہے۔ "

اس کی دعا پر فیمیا نے مسکرا کر آمین کہا۔وہ بہت خوش تھی اور خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی لیکن عمیر اور فارہ سے جدائی کا غم بھی کچھ کم نہ تھا۔

وہ دل میں ہزاروں شادمانیاں بسائے اپنے کمرے میں داخل ہوا۔فضا میں موتیے اور گلاب کی مہک رچی بسی ہوئی تھی۔فرش پر جابجا گلاب کی پتیاں بکھری ہوئی تھیں اور کمرے میں پھیلی موم بتیوں کی مدھم روشنی ماحول کو مزید رومانوی بنا رہی تھی۔وہ دل میں فیمیا کو جلد از جلد دیکھنے کی خواہش لیے چھوٹے چھوٹے قدم لیتا ہوا سیج کی طرف بڑھا جہاں وہ اپنی تمام تر رعنائیوں سمیت جلوہ افروز تھی۔

پھولوں کی لڑیوں کو ایک طرف کرتے ہوئے فاتین اس کے قریب بیٹھ گیا۔

وہ چہرے پر گھونگھٹ ڈالے سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی۔ فاتین نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کا گھونگھٹ الٹ دیا۔ فیمیا کے قیامت خیز حسن نے اس پر اپنا سحر طاری کر دیا تھا۔

وہ بے حس و حرکت اسے ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا۔ فیمیا نے اسے خاموش پا کر پلکوں کی گھنی جھالر اوپر اٹھائی مگر اسے اپنی طرف گہری نظروں سے دیکھتا پا کر کاجل سے بھری نین کٹوروں کو پھر سے گھنیری پلکوں نے ڈھانپ لیا۔

"سنا تھا خواب خوبصورت ہوتے ہیں لیکن تم میری زندگی کی وہ حقیقت ہو جو خواب سے بھی زیادہ حسین ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نکاح ایک خوبصورت اور پاک رشتہ ہے لیکن اگر ہم ایسے شخص سے پاک رشتے میں بندھ جائیں، جسے ہم دل و جان سے چاہتے ہیں تو دل فرطِ خوشی سے بھر جاتا ہے۔ آج اپنے آپ کو بہت خوش قسمت تصور کر رہا ہوں۔"

اسے اپنے حصار میں بھرتے ہوئے فاتین نے محبت سے چور لہجے میں کہا۔ اس کا لمس اور آنچ دیتا لہجہ فیمیا کی سانسوں اور دھڑکنوں کو بے ترتیب کر رہا تھا۔

"ہماری سچی اور خالص محبت نے ہمیں ایک کر دیا ہے اور اگر ہمیشہ اسی طرح ایک دوسرے کا ہاتھ محبت اور اعتماد سے تھامیں رہیں گے تو کبھی جدا نہیں ہوں گے۔۔۔

ہم دونوں کی یہ چھوٹی سی دنیا ہمیشہ پیار، محبت اور خوشیوں سے مہکتی رہے گی۔ "

وہ دم سادھے اس کے سینے پر سر ٹکائے ہوئے اسی کو سنے جا رہی تھی۔

"تم اس قدر خاموش کیوں ہو؟ "

کچھ توقف بعد کمرے میں فاتین کی خمار آلود سرگوشی گونجی۔

"کیا کہوں؟ سب کچھ تو آپ نے کہہ دیا ہے۔ "

"آج تو اپنی محبت کے اظہار کے لیے کچھ کہو۔ "

وہ اس کا حالِ دل جاننے کے لیے بے تاب تھا۔

"کوئی ایسا لفظ، جملہ یا شعر ہے جو میری دلی کیفیات کو ظاہر کر سکے اور میری محبت کو بیان کر سکے جو میں آپ سے کرتی ہوں شاید نہیں، لفظوں میں محبت بیان نہیں ہوتی اور نہ مجھے لفظوں کے پل باندھنے آتے ہیں۔ یہ آنے والا وقت بتائے گا کہ میں آپ سے کتنی محبت کرتی ہوں؟ "

وہ ٹھہر ٹھہر کر دھیمی آواز میں بولی۔

"بے شک محبت لفظوں کا کھیل نہیں اور لفظ بھلا کہاں محبت کی گہرائی کو بیان کر سکتے ہیں لیکن وعدہ کرتا ہوں کہ ایک دن تم میری محبت کا بھی اعتراف کرو گی۔ "

وہ مضبوط لہجے میں گویا ہوا۔

"اعتراف تو اب بھی ہے اور اس یقین کے ساتھ آپ کی زندگی میں شامل ہوئی ہوں کہ آپ کبھی مجھے دنیا کے سامنے رسوا نہیں کریں گے۔ "

اس نے سر اٹھا کر فاتین کی آنکھوں میں دیکھا۔

"میں تمہارا یقین کبھی ٹوٹنے نہیں دوں گا۔ "

وہ ٹھوس لہجے میں بولا تو فیمیا نے آنکھیں موند کر اپنا آپ اس کے حوالے کر دیا۔

"نجانے تم کس نیکی کا اجر ہو۔ خدا نے مجھے میری تمام تر نیکیوں کا صلہ تمہاری صورت، دنیا میں عطا کر دیا ہے۔ میں کیسے اپنے پیارے رب کا شکریہ ادا کروں؟ کبھی کبھی تو اپنے رب پر بے تحاشا پیار آتا ہے جو ہمارے گناہوں اور نافرمانیوں کے باوجود ہمیں اپنی رحمتوں سے نوازتا رہتا ہے، ہمارا دامن خوشیوں سے بھر دیتا ہے اور ایک ہم ہیں جو زندگی کے جھمیلوں میں الجھ کر اپنے رب کو ہی بھول جاتے ہیں۔۔

کیوں ناں آج ہم نئی زندگی کا آغاز اس پاک ذات ﷻ سے اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کی معافی مانگ کر کریں، اپنی آئندہ زندگی کے لیے خوشیوں کی دعا کریں اور اس سے ایسی اولاد کی دعا مانگیں جو نیک اور صالح ہو۔ "

اس نے فیمیا کے دل کی بات اچک لی تھی۔اس نے مسکرا کر اپنے ہم سفر کو دیکھا اور ہولے سے سر ہلا دیا۔

کچھ ہی دیر بعد وہ دونوں عام گھریلو حلیے میں اپنی آئندہ خوشیوں اور محبت کو برقرار رکھنے کے لیے خدا کے آگے سجدہ ریز تھے۔

صبح آئینے کے سامنے کھڑی وہ بال بنا رہی تھی جب فاتین ہاتھوں میں سرخ تازہ گلاب لیے کمرے میں داخل ہوا۔

"صبح صبح تازہ گلاب کہاں سے چرا کر لائے ہیں؟ "

فیمیا نے اس کے ہاتھ میں پکڑے گلاب کو دیکھ کر شریر لہجے میں پوچھا۔

فاتین کی محبت نے اس کے چہرے کو نیا حسن و شادابی بخش دی تھی۔رنگ تو پہلے بھی سرخ و سفید تھا لیکن اب گالوں پر گلاب بکھرے ہوئے تھے۔

"میں تمہارے لیے پھول نہیں خرید سکتا جو چرا کر لاؤں گا؟"؟

وہ مصنوعی خفگی سے گویا ہوا۔

"ابھی کون سا پھولوں کا اسٹال کھلا ہو گا؟ "

اس نے آنکھیں سکیڑ کر ایک ادا سے پوچھا۔

"تم پھول وصول کرتی جاؤ باقی کہاں سے لاتا ہوں یہ میرا مسئلہ ہے۔ "

فاتین نے اس کے سلجھے ہوئے بالوں میں گلاب سجاتے ہوئے کہا پھر آئینے میں اپنے اور اس کے عکس پر نظر ڈالی۔

"دعا کرو کہ اس تازہ گلاب کی طرح ہماری محبت کی تازگی ہمیشہ برقرار رہے۔ "

وہ اس کندھے پر ٹھوڑی ٹکاتے ہوئے بولا۔

"لیکن گلاب تو کل تک ہی مرجھا جائے گا۔ "

وہ اداس ہوئی۔

"اداس کیوں ہوتی ہو؟ کل اور لا دوں گا بس تمہارا چہرہ نہیں مرجھانا چاہیے۔ "

فاتین اس کے چہرے کو ہاتھوں کے ہالے میں لے کر محبت سے گویا ہوا پھر اس کے سادہ اور ہلکے پھلکے لان کے لباس پر نظر پڑی تو اس کا منہ بن گیا۔

"یہ کیسا بدرنگ سا لباس پہنا ہے؟ "

"مجھے ہلکے رنگ پسند ہیں۔ "

فیمیا نے بتایا۔

"لیکن مجھے محبت کے رنگوں کی طرح شوخ رنگ پسند ہیں۔ "

"شوخ رنگ کچے ہوتے ہیں۔وقت کے ساتھ ساتھ مدھم ہو جاتے ہیں۔ "

اس نے دو بدو جواب دیا۔

"ضد کیوں کر رہی ہو؟ "

"ضد آپ کر رہے ہیں فاتین۔لباس مجھے پہننا ہے تو میری پسند کا ہونا چاہیے۔ "

وہ اس کے جرح کرنے پر روہانسی ہو گئی۔

"تمہیں دیکھنے کا حق تو میرا ہے ناں اس لیے میری پسند کا لباس پہنو گی۔ "

"پھر میں بھی آپ پر اپنا یہ حق استعمال کر سکتی ہوں۔ "

"ہر حق استعمال کر سکتی ہو میری جان۔ہم دونوں کا ایک دوسرے پر حق ہے۔ "

فاتین نے مسکرا کر کہتے ہوئے اسے پیشانی پر بوسہ دیا۔

"بیگم! تمہارا تحفہ رہتا ہے منہ دکھائی کا۔رات تم اس قدر زیورات سے لدی ہوئی تھی کہ اس ننھے منھے لاکٹ کی کوئی جگہ ہی نہیں بچی پھر میں نے سوچا صبح دے دوں گا۔ "

فاتین نے ڈبیا سے نازک گولڈ کا لاکٹ نکال کر اس کے سامنے لہرایا۔

"بہت خوبصورت ہے یہ۔ "

فیمیا نے ستائشی نظروں سے لاکٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کیا۔

"خوبصورت تو ہے لیکن تمہارے سامنے اس کی چمک ماند پڑ رہی ہے۔ بہت جچے گا تم پر۔ "

"تو پھر اپنے ہاتھوں سے پہنا دیں۔ "

فیمیا اپنے بال ایک طرف کرتے ہوئے اس کے مقابل کھڑی ہو گئی تو وہ اس ناز و انداز پر فریفتہ ہو کر لاکٹ اس کی صراحی دار گردن کی زینت بنانے لگا۔

"آج ہماری گھر کو واپسی ہے۔ "

صبح کے وقت وہ عمیر کے انتظار میں نک سک تیار لاؤنج میں بیٹھی ہوئی تھی جب زیب مسمار صورت لیے اس کے پاس چلا آیا۔ فارہ کی ناراضگی نے اس کے دن ورات بے کل کر دیے تھے۔

"تو میں کیا کروں؟ آپ جانے کے لیے ہی آئے تھے یہاں۔ "

وہ اکھڑپن سے بولی۔

"تمہیں ناراض چھوڑ کر میں کیسے جا سکتا ہوں؟ "

"میں ناراض نہیں ہوں آپ سے۔ "

"پھر یہ لا تعلقی کیسی؟ "

وہ جاننے پر بضد تھا۔

"اس لا تعلقی کی وجہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ "

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گویا ہوئی۔

"بخدا میرا کوئی غلط مطلب یا ارادہ نہیں تھا میں صرف تم سے چھیڑ خانی کر رہا تھا اور یہ کوئی معیوب بات نہیں ہے۔ تمہارے ساتھ میرا نکاح ہوا ہے، شرعی طور پر ہم میاں بیوی ہیں۔ اس لیے تم مجھ سے بدگمان مت ہو۔ "

"مجھے اتنی لمبی تاویلوں کی ضرورت نہیں ہے، آپ کیسے ہیں یہ ثابت کر چکے ہیں آپ۔ "

نہ چاہتے ہوئے فارہ کی آواز بھرا گئی تھی۔ وہ لب دانتوں تلے چبا کر آنسو روکنے کی کوشش کرنے لگی۔

"رائی کا پہاڑ کیوں بنا رہی ہو؟ ذرا سی بات ہے اور تم خواہ مخواہ خود کو بھی اذیت دے رہی ہو اور مجھے بھی۔ بات ختم کرو اب۔ "

وہ اس کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ کر اپنائیت اور پیار بھرے تحکم سے گویا ہوا۔

"یہی تو میں کہہ رہی ہوں کہ اب بات ختم ہو جانی چاہیے کیونکہ ہمارے درمیان نکاح کے سوا کچھ بھی نہیں بچا۔نہ محبت، نہ یقین واعتماد اور نہ نفرت۔"

"فری۔۔۔۔۔۔"

وہ کچھ کہنا چاہتا تھا جب ڈور بیل بجی۔

"اس موضوع کو رہنے دیں آپ۔ عمیر بھائی ناشتہ لے کر آ چکے ہیں اور مجھے جانا ہے۔بہتر ہے آپ میری ناراضگی کی فکر مت کریں۔"

زیب کی ادھ ادھوری باتوں کو یکسر نظر انداز کر کے وہ اپنی سنا کر فیمیا کی طرف چلی آئی۔ان کے ناشتہ لے کر آنے سے فیمیا بہت خوش ہوئی تھی۔میکے سے دی جانے والی عزت، سسرال میں عورت کا اعتماد بحال کر دیتی ہے۔

"واہ آپی! آپ کا کمرہ تو بہت خوبصورت ہے۔"

ناشتے کے بعد دونوں بہنیں کمرے میں آئیں تو فارہ پورے کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے ستائشی انداز میں بولی۔

"اور فاتین بھائی نے منہ دکھائی کے تحفے میں کیا دیا؟ ضرور کچھ خاص ہی دیا ہو گیا۔ کہیں یہ لاکٹ تو۔۔۔۔"

فارہ نے اس گلے میں لٹکتے نفیس سے لاکٹ کی طرف اشارہ کیا تو اس نے مسکرا اثبات میں سر ہلایا۔

"فاتین بھائی کی پسند لاجواب ہے۔"

"اس کی زندہ مثال تمہارے سامنے موجود ہے۔"

وہ اترا کر بولی۔

"یہ منہ اور مسور کی دال۔"

"آج تم بہت چہک رہی ہو۔ خیریت ہے ناں؟ زیب کی طرف سے کوئی خوش خبری تو نہیں ملی۔"

وہ دونوں وہاں رکھے جدید طرز کے صوفوں پر بیٹھ گئیں۔

"میں ہمیشہ سے ایسی ہی ہوں اور ان کا تو نام مت لیں۔ نفرت ہو رہی ہے مجھے ان سے۔"

فارہ کی بات پر فیمیا کا منہ کھل گیا۔

"ایک دن میں ایسا کیا ہوا کہ تمہیں اس سے نفرت ہو گئی ہے۔"

اس کے پوچھنے پر فارہ نے رخصتی اور آج صبح کے واقعات جزئیات سمیت اس کے گوش گزار کر دیے۔

"مجھے تم سے ایسی حماقت کی امید نہیں تھی۔ یہ کیا کیا تم نے؟ یہ رویہ تمہاری آئندہ زندگی کے لیے مشکلات کھڑی کر سکتا ہے؟ کیا ہو گیا ہے اگر اس نے ذرا سی تم سے چھیڑ چھاڑ اور مذاق کر دیا تو؟ "

ساری بات سن کر فیمیا کا غم و غصے کے مارے برا حال تھا۔

"آپ بھی مجھے ڈانٹ رہی ہیں آپی۔ وہ مجھے اکیلے دیکھ کر ہراساں کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ "

"تمہاری موٹی عقل میں یہ بات کب جائے گی کہ اب تم اس کے نکاح میں ہو۔ تم عمیر بھائی کے پاس اس کی امانت کے طور پر رہ رہی ہو۔ وہ جب چاہے، اپنی امانت لے کر جا سکتا ہے اور اللہ کی بندی اگر وہ غلطی نہ ہونے کے باوجود تم سے معافی کا خواستگار ہے تو تم نے معاف کیوں نہیں کیا؟ یقیناً تمہارا یہ رویہ اسے بہت برا لگا ہو گا۔ "

فیمیا نے اچھی طرح اس کی طبیعت صاف کی تبھی اس کے چہرے پر گہرے ملول کے سائے لہرانے لگے۔

"اب منہ کیوں لٹک گیا ہے؟ عمیر بھائی نے تم پر زور و زبردستی نہیں کی تھی اور ویسے بھی تمہیں تو بے باک اور رومینٹک قسم کا لڑکا چاہیے تھا پھر اب یہ اداسی کیوں؟ "

فیمیا کا غصہ اب بھی جوں کا توں برقرار تھا۔

"اداس نہیں ہوں لیکن ان کو یہ سب زیب نہیں دیتا۔وہ جیسے ہیں، بہترین ہیں سنجیدہ اور کم گو۔ "

"دیر آئے، درست آئے۔اب گھر جا کر زیب کو منا لینا۔کہیں یہ ناراضگی طوالت نہ اختیار کر جائے۔ "

فیمیا کی بات پر اس نے سر ہلایا۔اسی وقت فاتین چہکتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں؟ "

"کچھ نہیں۔آپی کی زبان آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ "

فارہ کے جھوٹ بولنے پر فیمیا نے اسے سخت گھوری سے نوازا۔

"اچھا تو کیا کہہ رہی تھی تمہاری آپی؟ "

وہ شریر انداز میں فیمیا کی طرف دیکھتے ہوئے صوفے پر براجمان ہوا۔

"یہی کہ آپ جیسا وجیہہ اور۔۔۔۔۔۔ "

"صاف جھوٹ۔میں نے ابھی آپ کے بارے میں ایک بھی تعریفی جملہ نہیں کہا۔ "

فیمیا فوراً اس کی بات کاٹ کر بولی۔

"کیا؟ دیکھ لو فری اپنی آپی کو؟ اپنوں میں مجھے بالکل بھلا دیتی ہے۔ "

اس کا واویلا شروع ہو گیا تھا۔

"ایسا بھی نہیں ہے اور آپ میری آپی کو زیادہ تنگ مت کریں۔ آپی معصوم ہونے کے ساتھ ساتھ بہت زیادہ لاپرواہ بھی ہیں۔ رتی بھر اپنا خیال نہیں رکھتی لیکن اب آپ نے ان کا خیال رکھنا ہے۔ "

فارہ نے پیار بھرے تحکم سے کہا۔

"جو حکم جناب! لیکن ذرا اس معصوم اور بھولے بھالے بہنوئی پر بھی نظرِ کرم ہو جائے جسے آپ کی ظالم آپی نے اپنی زلفوں کا اسیر بنا کر بہت تڑپایا ہے۔ "

فاتین نے "ظالم آپی" کو کھینچ کر ادا کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کے تڑپنے میں آپی کا کیا قصور؟ اور آپ اکیلے نہیں تڑپتے رہے۔ آپی بھی آپ کے لیے پل پل بے چین رہی ہیں۔ ہر وقت چہرے پر اداسی لیے پھرتی رہتی تھیں اور کبھی کبھار تو ایسا ہوتا تھا کہ اگر آدھی رات کو میری آنکھ کھل جاتی تو یہ میڈم جائے نماز پر بیٹھی لمبی لمبی دعائیں مانگ رہی ہوتی تھیں۔ "

فارہ کی ناختم ہونے والی باتوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا،اب اسے روکنا فیمیا کے بس کی بات نہیں تھی ویسے بھی اسے گھوریاں دے دے کر اس کی آنکھیں دکھنے لگی تھیں۔

"لمبی لمبی دعائیں۔۔۔ "

فاتین کے لب سیٹی مارنے کے انداز میں گول ہوئے۔

فارہ اس کے سارے پول کھول کر وہاں سے رفو چکر ہو گئی تھی لیکن اب فاتین کی شوخ نظروں کا سامنا کرنا اسے بہت مشکل لگ رہا تھا۔

"لمبی لمبی دعاؤں میں کیا مانگا کرتی تھی وہ بھی رات کے پچھلے پہر؟ "

سینے پر ہاتھ باندھے وہ بہت شرارتی انداز میں اس سے دریافت کر رہا تھا۔

"یہ میرے اور خدا کے درمیان مخفی ہے۔ "

"تم میرے سامنے صرف بَن رہی تھی ورنہ تمہارا دل بھی میرے لیے از حد بے تاب تھا۔خواہ مخواہ مجھ معصوم کو تڑپاتی رہی،اب ہاتھ آئی ہو تو گن گن کر بدلے لوں گا۔ "

فاتین کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی لیکن فیمیا کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ "

"تم مجھے تڑپا سکتی ہو تو میں کیوں نہیں تڑپا سکتا؟ "

"آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے میں آپ کو جان بوجھ کر تڑپاتی رہی۔ "

وہ روہانسی ہو گئی تھی۔

"ایک تو بیگم تم ہر بات کو سنجیدہ لے لیتی ہو۔اب رونے نہ بیٹھ جانا، صرف مذاق کر رہا ہوں۔ "

"سچ کہہ رہے ہیں ناں آپ۔ "

اس نے آنکھوں میں آنسو بھر کے تصدیق چاہی۔

"تمہاری قسم! بالکل سچ۔ "

فاتین نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"اگر میں مر گئی تو۔۔۔ "

"تو کیا؟ میں دوسری بیوی لے آؤں گا۔ "

وہ کن انکھیوں سے اس کے دھواں دھواں ہوتے چہرے کو دیکھ کر شریر انداز میں بولا۔

"میرے جیسی نہیں ملے گی۔ "

فیمیا نے منہ بسورا۔

"میں دوسری بار بھی تمہاری جیسی بیوی کیوں لاؤں گا؟ "

"فاتین آپ۔۔۔۔ "

"ہاں میں۔۔۔۔۔۔ "

"بہت برے ہیں آپ۔۔۔۔بہت برے۔ "

وہ چہرے پر خفگی بھرے تاثرات لیے اس کے چوڑے چکلے سینے پر مکے برسانے لگی۔

"اور تم بہت اچھی ہو۔ "

فاتین نے گھمبیر لہجے میں کہتے ہوئے اس کے گرد بازوؤں کا گھیرا تنگ کرنے کی کوشش کی۔وہ اسے پٹڑی سے اترتے دیکھ کر فوراً اپنا آپ چھڑوا کر دروازے کی سمت بڑھی۔فیمیا کے اس فعل سے فضا میں فاتین کا فلک شگاف قہقہہ بلند ہوا تھا جس نے دور تک اس کا پیچھا کیا۔

ولیمے کے بعد شادی کے ہنگامے سرد ہوئے تو حلقہ ءاحباب کی طرف سے دعوتی سلسلہ شروع ہو گیا۔آج ان کو آہن کے ہاں ڈنر پر جانا تھا۔آہن نے نہ صرف ان دونوں کو بلکہ تمام دوستوں کو اس دعوت پر مدعو کیا تھا کہ اب جانے زندگی کے جھمیلوں میں الجھ کر کبھی ملاقات ہو بھی پائے یا نہیں۔

ڈنر کے بعد وہ رات دیر تک ڈرائنگ میں موجود گپیں ہانکتے رہے۔ عریش ہمیشہ کی طرح اپنے لاابالی پن اور اوٹ پٹانگ باتوں سے سب کو ہنسانے کی کوشش کرتا رہا لیکن اس کے دور جانے کی خبر نے سب کو آبدیدہ کر دیا تھا۔

"عریش! کیا تم سچ میں ہم سے دور چلے جاؤ گے؟ "

آپی نے گلوگیر لہجے میں پوچھا کہ شاید وہ کہہ دے میں تو صرف مذاق کر رہا ہوں لیکن یہ کوئی مذاق نہیں تھا۔

"یار تم لوگ تو اس طرح اداس ہو گئے ہو جیسے میں ہمیشہ کے لیے جا رہا ہوں۔ دو چار سال ملک سے باہر کی ہوا کھا کر واپس آجاؤں گا۔ "

"لیکن تم جا ہی کیوں رہے ہو؟ "

عائش نے سوال کیا جس کا جواب فوراً آپی کی طرف سے آیا:

"میں جانتی ہوں ماہی کی وجہ سے جا رہا ہے۔ ماہی تم اس کو روک کیوں نہیں لیتی؟ "

اس نے کہتے ہوئے ماہی کو مخاطب کیا۔ ماہی نے یکلخت عریش کی طرف دیکھا جو اسی کی طرف متوجہ تھا۔

"میں کسی کی وجہ سے نہیں جارہا۔اپنوں کی ضروریاتِ زندگی پوری کرنے کے لیے پردیس جانے کا فیصلہ کیا ہے۔"

عریش نے فوراً اُس سے نظریں چرا کر کہا۔

"یہاں رہ کر کیا ضروریاتِ زندگی پوری نہیں ہو سکتیں؟ کوئی چھوٹا موٹا کاروبار شروع کرلو۔ہم مل کر تمہاری مدد کریں گے۔"

آہن کی بات پر سب نے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔

"اگر دوست کی بہتری اور اچھے مستقبل کے لیے جدائی کے کڑوے گھونٹ پینے پڑ جائیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔میری دعا ہے کہ تم جہاں رہو، خوش رہو۔اللہ تمہیں اپنے حفظ وامان میں رکھے۔"

عریش کو ان سب کے سامنے بے بس ولاچار دیکھ کر فیمیا نے لب کھولے۔آخری جملہ کہتے ہوئے اس کی اپنی آواز بھرا گئی۔سب کی آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے۔پل میں عریش کو لگا کہ ان سب کے آنسوؤں اور التجاؤں کے سامنے ہمت ہار دے گا لیکن نہیں۔۔۔وہ کیسے اتنی جلدی ہمت ہار سکتا تھا؟ اسے بہت آگے جانا تھا، اپنا مستقبل سنوارنا تھا لیکن کس لیے۔۔۔؟ جسے چاہا تھا، وہ اس کی محبتوں اور امنگوں پر پانی پھیر کر کسی اور کا گھر بسانے جارہی تھی۔

تقریباً ایک ہفتے بعد عریش کو دوبئی روانہ کر کے باقی سب بھی اپنی زندگیوں میں مصروف نظر آنے لگے ماسوائے آبی کے کہ اس کی زندگی میں فاتین کی یادوں کے سوا کچھ باقی نہ بچا تھا۔

شام کا وقت تھا۔ وہ آفس سے گھر آیا تو فیمیا کچن میں کھڑی کھیر بنانے میں مصروف تھی۔ سورج کی تمازت سے اس کا چہرہ سرخ اور ماتھے پر پسینے کی ننھی منھی بوندیں چمک رہی تھیں۔

"یہاں اس گرمی میں تم کیا رہی ہو؟ "

اسے کمرے میں نہ پا کر فاتین اسے ڈھونڈتے ہوئے کچن میں آنکلا۔

"آج جلدی آ گئے آپ۔ کیسا گزرا دن؟ "

وہ اس کی طرف پلٹ کر خوشگوار لہجے میں گویا ہوئی۔

"تمہارے بنا دن کیسا گزرا ہو گا؟۔۔۔ بالکل سونا سونا، ویران سا۔ ہر پل تمہاری یاد اس دل کو بے کل کر رہی تھی اسی لیے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر تمہارے پاس آ گیا لیکن تم۔۔۔ "

"مجھے بھی تنہائی سے اکتاہٹ ہونے لگی تھی اس لیے کچن میں آ گئی۔ "

"اس گرمی میں کچن میں آنے کی کیا ضرورت ہے؟ خود کو گھر کے کاموں میں مت الجھاؤ فیمیا۔ تم اس گھر کی مالکن ہو، نوکرانی نہیں جو خود کو ان کاموں میں ہلکان کرو گی۔ "

اس کے لہجے میں خفگی نمایاں تھی۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ فیمیا ملازمین کے ساتھ مل کر گھر کے کام کاج کرے۔

"ارے! یہ کیا بات ہوئی؟گھر کے کام کرنے سے کون سا میری عزت گھٹ جائے گی اور ویسے بھی مجھے اپنے ہاتھوں سے کام کرنا بہت پسند ہے۔"

وہ فاتین کی اس منطق سے قطعی نابلد تھی اسی لیے مسکرا کر گویا ہوئی۔

"لیکن مجھے یہ سب پسند نہیں۔اس لیے تم فوراً کمرے میں چلو۔"

"آپ جا کر تازہ دم ہو جائیں۔تب تک میں کچن سمیٹ کر آتی ہوں۔"

اس نے گرم کھیر کانچ کے پیالے میں نکال کر ٹھنڈی ہونے کے لیے رکھی اور گندے برتن سنک میں رکھتے ہوئے مصروف انداز میں بولی۔

"بہت ضدی ہو تم۔میری کوئی بات نہیں سنتی۔"

"تو آپ میری بات مان لیں ناں۔صرف پانچ منٹ صبر نہیں ہوتا آپ سے۔"

فیمیا نے چہرے پر لجاجت طاری کر کے کہا تو وہ کمرے میں جانے کی بجائے ٹائی کی گرہ ڈھیلی کرتے ہوئے کاؤنٹر کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔اس کی نظریں فیمیا کے تیزی سے چلتے ہوئے ہاتھوں سے ہو کر خوبصورت چہرے کا احاطہ کر رہی تھی جسے چند شریر لٹیں بار بار چوم رہی تھیں۔

"بس جناب! اتنا سا کام تھا اور آپ ایسے واویلا کر رہے تھے جیسے کوئی معرکہ سرانجام دے رہی ہوں۔"

فیمیا نے دھلے دھلائے برتن سمیٹ کر گیلے ہاتھ خشک کرتے ہوئے کہا۔

"اب اگر آئندہ کچن میں نظر آئی تو۔۔۔۔"

فاتین نے پیاری بھری دھمکی دیتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"تو۔۔۔۔"

"تو بہت برا ہو گا۔"

"کیا برا ہو گا؟ آخر مجھے بھی آپ کے نیک ارادوں کا پتہ چلے۔"

فاتین نے قریب آ کر اس کے ہاتھوں کو اپنی سخت گرفت میں لیا اور گھمبیر لہجے میں گویا ہوا۔

"تمہارا کام صرف مجھے خوش کرنا ہے، مجھ سے محبت کرنا اور میرا انتظار کرنا۔ تم گھر کے ان فضول کاموں میں الجھ کر مجھے نظر انداز نہیں کر سکتی اور نہ میں تمہارا دھیان خود پر سے ہٹتے ہوئے دیکھ سکتا ہوں۔"

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی جب ابرش نے گلا کھنکارتے ہوئے کچن میں قدم رکھا۔ فیمیا اپنے ہاتھ چھڑوا کر فاتین سے ذرا فاصلے پر ہو کے کھڑی ہو گئی۔

"تم کب آئی؟ "

فاتین نے شرمندگی کے آثار چھپاتے ہوئے خوشگوار لہجے میں پوچھا۔

"دن کو آئی تھی۔ "

ابرش نے ٹھنڈا پانی گلاس میں انڈیلتے ہوئے جواباً کہا۔

"میں تو سمجھا تھا اب تم کبھی گھر میں نہیں آؤ گی۔ "

"کیوں؟ یہ میرے ماموں جان کا گھر ہے اور یہاں آنے سے مجھے کون روک سکتا ہے؟ "

"روکنا تو خیر ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔انسان غیرت مند ہو تو اسے کوئی روکے بھی اور تم ٹھہری سدا کی ڈھیٹ۔۔۔کیا تمہیں اس گھر کی بلند و بالا دیواریں اپنے ارمانوں کے خون سے رنگی ہوئی نظر نہیں آتیں؟ہائے وہ سہانے خواب جو تم نے اس گھر میں آنے کے دیکھے تھے۔۔۔۔چچ چچ سب ٹوٹ گئے، بکھر گئے، ریزہ ریزہ ہو گئے۔ "

"شٹ اپ۔۔۔ "

وہ اپنا مضحکہ اڑانے پر چیخی تھی۔

"غصہ کرنے سے تمہاری سیاہ رنگت، گہری سیاہی میں بدلتی جا رہی ہے اور اگر تم یونہی دوسروں کی خوشیوں سے جلتی رہی تو ممکن ہے کہ ایک دن جل جل کر کباب بن جاؤ۔۔۔چلپی کباب۔ "

وہ اب بھی اس کا تمسخر اڑانے سے باز نہیں آیا تھا۔

"بکواس بند کرو اپنی۔ "

ابرش اپنی اچھی بھلی رنگت کو سیاہ کہنے سے زیادہ، خود کو چلپی کباب کہنے پر سیخ پا ہوئی تھی۔

"تم کیوں میری بکواس سننے میرے گھر چلی آتی ہو؟ یہ میرا گھر ہے اور میں ہمیشہ تم جیسوں کو تمہاری اصلی اوقات دکھاتا رہوں گا۔ "

"ہونہہ۔۔۔اوقات۔۔"

وہ غصے سے ہنکارا بھر کر وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔

"بہت بری بات فاتین۔ایسا نہیں کہتے۔ "

اس سارے اثناء میں فیمیا جو خاموش کھڑی تھی، ابرش کے جاتے ہی اس نے فاتین کو ٹوکا۔

"ارے رہنے دو۔ابھی تم اس کے چال چلن اور چالاکیوں سے واقف نہیں ہو۔انتہائی شاطر لڑکی ہے۔ "

وہ دونوں ایک ساتھ چلتے ہوئے اپنے کمرے میں آ گئے۔

"اور تم بھی ذرا بچ کر رہنا۔کہیں میری بیوی کی معصومیت سے فائدہ نہ اٹھالے۔ "

فاتین نے اسے چوکنا کرنا لازمی سمجھا لیکن وہ خفگی سے منہ بسور کر رہ گئی۔

"آپ اور فارہ تو مجھے کچھ زیادہ ہی معصوم سمجھتے ہیں لیکن میں اتنی بھی بھولی بھالی نہیں ہوں جو کسی کی بھی باتوں میں آجاؤں گی۔ "

"اتنی معصوم نہیں ہو بس ذرا سی ہو اور اسی ذرا سی معصومیت نے مجھے حال سے بے حال کر دیا تھا۔ "

فاتین نے ٹھنڈی آہ بھر کے کہا تو وہ بے اختیار کھلکھلانے لگی۔

ان کی خوشحال ازدواجی زندگی سے مسز زمان جتنی مطمئن تھیں، اتنے ہی زمان صاحب بے زار۔اسی لئے ابرش گھر میں آوارد ہوئی تھی تاکہ جلد از جلد فیمیا کو یہاں سے نکالنے کی مشترکہ اسکیمیں ترتیب دے دی جائیں۔

وہ فاتین کے استری شدہ کپڑے تہ کر کے الماری میں ٹانک رہی تھی جب ابرش ہاتھوں میں کافی کے دو مگ پکڑے کمرے میں داخل ہوئی۔

"ہیلو! کیا کر رہی ہو؟ "

وہ خوشگوار لہجے میں کہتی ہوئی اس کے پاس چلی آئی۔

"کچھ خاص نہیں۔بیٹھو ناں پلیز۔ "

فیمیا نے مروتاً مسکرا کر کہتے ہوئے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"کیوں نہیں ضرور۔میں تو اسی لیے آئی تھی کہ چلو کچھ دیر مل بیٹھ کر باتیں بھی کریں گے اور کافی سے بھی لطف اندوز ہوں گے۔ویسے بھی تم فاتین کے آفس جانے کے بعد تنہا کمرے میں اکتا جاتی ہو گی۔ "

ابرش نے بیڈ پر بیٹھ کر ایک مگ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور دوسرا مگ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے خوش دلی سے بولی۔

"آپ کا بہت شکریہ لیکن میں کافی نہیں پیتی۔ "

"کوئی بات نہیں۔ہم باتیں تو کر سکتے ہیں ناں۔ "

ابرش کے پوچھنے پر اس نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"فاتین بہت محبت کرتا ہے تم سے۔ "

نجانے وہ پوچھ رہی تھا یا بتلا رہی تھی،فیمیا صرف "جی" ہی کہہ سکی۔

"میرے ساتھ اس کا رویہ دیکھا تھا ناں تم نے؟میں تو حیران ہوں اس نے تم سے کیسے شادی کر لی ورنہ۔۔۔۔ "

وہ کافی کی چسکیاں لیتے ہوئے کن انکھیوں سے اس کے چہرے کی طرف بھی دیکھ رہی تھی۔ ابرش کے اچانک چپ ہو جانے پر فیمیا اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

"وہ لڑکیاں لباس کی طرح بدلتا ہے۔ ایک گئی، دوسری آئی، پھر تیسری اور نجانے کتنی؟ اپنا مطلب پورا کر کے فاتین کسی نئی پنچھی کی تلاش میں استعمال شدہ لڑکیوں کے جذبات قدموں تلے روند کر آگے بڑھ جاتا ہے اور بیچاری لڑکیاں۔"

"آپ اتنے وثوق سے یہ سب کیسے کہہ سکتی ہیں؟"

فیمیا نے بے زاری سے استفسار کیا حالانکہ وہ جانتی تھی کہ یہ صرف اسے فاتین سے بدگمان کرنے کی ایک سازش ہے۔

"کیوں کہ میں اس کی پھوپھی زاد ہوں اور یہ سب کچھ مجھ پر بیت چکا ہے۔ شادی کے رنگین خواب میری آنکھوں میں سجا کر مجھ سے فائدہ اٹھاتا رہا اور پھر۔۔۔"

وہ اپنے لفظوں میں گہری رنجیدگی بھر کے مگرمچھ کے آنسو بہانے لگی۔

"تم نے اس پر کڑی نظر رکھنی ہے۔ ابھی بھی اس کا ایک افئیر چل رہا ہے جس سے تم غالباً بے خبر ہو لیکن میں اس لیے تمہیں مطلع کر رہی ہوں تا کہ تم اس پر اندھا یقین نہ کر بیٹھو۔"

"مجھے فاتین کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرنی اور نہ مجھے ان کے باہر چکر چلانے سے کوئی فرق پڑتا ہے۔"

فیمیا نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تھا۔

"عجیب لڑکی ہو۔ تمہارے حصے کی محبتیں اگر تمہارا شوہر باہر لٹاتا پھرے گا تو تمہیں کیا دے گا؟ "

"مجھے اپنے شوہر پر کامل یقین ہے۔ میرے علاوہ کسی کا تصور بھی وہ گناہ سمجھتے ہیں۔ "

"اتنا اندھا یقین بھی اچھا نہیں ہوتا۔ اس یقین کی آڑ میں وہ تمہاری زندگی تباہ کر سکتا ہے۔ "

"اگر زندگی تباہ کرنی ہوتی تو مجھ سے شادی کیوں کرتے؟ انہوں نے مجھے اپنی عزت بنایا ہے اور مرد اپنی عزت کی حفاظت کرنا باخوبی جانتا ہے۔ "

فیمیا نے دوبدو جواب دیا۔

ابرش نے جب سوچا کہ اس کی ساری کوششیں بے کار جا رہی ہیں تو اس نے آخری پتا پھینکنے کے طور پر خاکی لفافہ اس کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔

"اگر تم یہ سمجھ رہی ہو کہ میں جھوٹ بول کر تمہیں فاتین سے بدظن کرنے کی سعی کر رہی ہوں تو اس لفافے میں موجود ثبوت دیکھ لو۔ حقیقت کیا ہے؟ تمہیں خود معلوم ہو جائے گا۔ "

ابرش نے خاکی لفافہ سائیڈ ٹیبل پر پھینکنے کے انداز میں رکھا اور مگ اٹھا کر وہاں سے چلتی بنی۔

"اس لفافے میں ایسا کیا ہے؟ کون سے ثبوت؟۔۔۔کیسے ثبوت؟۔۔۔۔

کہ جن کی بنا پر ابرش نے فاتین کے کردار کے بارے میں اتنا سب کچھ کہہ دیا؟

آخر میں اس بارے میں سوچ کیوں رہی ہوں؟۔۔۔۔کیا فاتین پر میرا یقین اس قدر کمزور ہے کہ کوئی کچھ بھی کہے گا تو میں سچ اور جھوٹ کے درمیان ڈانواں ڈول رہوں گی۔۔۔

نہیں۔۔مجھے ان پر پورا بھروسہ ہے لیکن ایک بار اس لفافے میں موجود ابرش کے فراہم کردہ ثبوت دیکھ لینے چاہئیں۔"

خاکستری لفافے کو دیکھتے ہوئے فیمیا پر تجسس ہوئی پھر بغیر کچھ سوچے سمجھے لفافہ اٹھا کر اسے چاک کر دیا۔

"آبی؟"

پہلے عکس پر نظر پڑتے ہی اس کے لب ذرا سا تھرتھرائے۔تصویر ایسا منظر پیش کر رہی تھی کہ وہ چاہ کر بھی حواس بحال نہ رکھ سکی۔پل میں اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا اور اطمینان جو کچھ دیر پہلے وہ محسوس کر رہی تھی، ہوا ہو گیا تھا۔اسے علم تو تھا کہ فاتین اور آبی ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں لیکن اتنے قریب۔۔۔۔؟

فیمیا کو لگا جیسے کسی نے تیز دھار خنجر سینے میں گھوپ دیا ہے، جس کی تیزی اور جلن سے اس کا جسم اور روح لہولہان ہو گئے۔

"نہیں نہیں۔۔۔۔۔آپی اور فاتین؟۔۔۔۔۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ "

اس کے منہ سے چند بے ربط جملے نکلے۔

"میرے ساتھ کوئی گھناؤنا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔مجھے اور فاتین کو جدا کرنے کی کوئی سوچی سمجھی سازش ورنہ فاتین میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔۔نہیں۔ "

اس کا دل خدشات کی نفی کر رہا تھا لیکن دماغ نے اپنی عقل مندانہ رائے پیش کی :

اور یہ تصاویر جو فاتین اور آپی کے مابین تعلق کو چیخ چیخ کر بیان کر رہی ہیں،ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟اگر یہ مکمل سچ نہیں تو مکمل جھوٹ بھی نہیں ہے۔ "

"اُفف خدایا۔۔۔۔

وہ جتنا اس بارے میں سوچ رہی تھی،اتنا الجھ رہی تھی۔

اس نے ایک بار پھر پتھرائی آنکھوں سے تصویر میں موجود منظر دیکھا اور چکراتے سر کو تھام کر بستر پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھ گئی۔

شام کو فاتین کی گھر واپسی ہوئی تو اسے سوگوار حالت میں بیٹھے دیکھ کر قدرے حیران ہوا۔

"میری تمام تر توقعات کے برعکس تم یہاں بیٹھی ہو۔میں تو سوچ رہا تھا تم آج بھی کچن میں گھسی کوئی نئی ڈش تیار کر رہی ہو گی۔ "

بازو پر تہ شدہ کوٹ ڈالے، وہ ہشاش بشاش لہجے میں کہتے ہوئے اس کے قریب آیا لیکن فیمیا ہنوز خاموش رہی۔

"خیریت ہے ناں۔اس قدر اداس اور گم سم کیوں ہو؟ کسی نے کچھ کہا ہے ماما یا پھر ابرش نے؟ "

بیڈ پر کوٹ رکھتے ہوئے فاتین نے متوحش لہجے میں پوچھا۔

"وہ بھلا مجھے کیوں کچھ کہیں گی؟ "

"پھر مزاج کیوں خراب ہے؟ "

"سر میں درد ہو رہا ہے اور کچھ نہیں ہوا۔ "

وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔لہجہ بے حد سپاٹ تھا۔

"ہوں۔بہت زیادہ اکتاہٹ سے بھی سر میں درد محسوس ہونے لگتا ہے۔ایسا کرتے ہیں کہیں باہر چلتے ہیں۔ہوا خوری بھی ہو جائے گی اور واپسی پر ڈنر بھی کر لیں گے۔ "

فاتین نے محبت سے کہا۔

"نہیں! مجھے کہیں نہیں جانا۔ "

"کیا ہو گیا ہے ؟ اگر زیادہ طبیعت خراب ہے تو ڈاکٹر کو۔۔۔ "

فاتین نے متفکر ہو کر اس کے ماتھے کو چھوا پھر اس کی گود میں رکھے خاکستری لفافے پر اچانک نظر پڑی تو چونک گیا۔

"یہ کیا ہے ؟ "

"میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ آپ خود دیکھ لیں اور مجھے بھی بتا دیں کہ آخر یہ ہے کیا؟ "

لفافہ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے وہ دھیمے مگر سخت لہجے میں گویا ہوئی۔

فاتین اس کے لہجے پر ٹھٹکا پھر اسے الجھن بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے لفافہ تھام لیا۔ بڑے اطمینان سے لفافہ کھول کر تصاویر دیکھیں تو پیشانی پر چند ناگوار سی شکنیں ابھریں۔

"یہ کس نے دیا ہے تمہیں؟ "

سنجیدگی سے پوچھا گیا۔

"ابرش۔ "

"ہوں۔ مزاج اور طبیعت خرابی کی یہی اکلوتی وجہ تھی۔ ہیں ناں؟ "

فاتین کے استفسار پر اس نے سر جھکا لیا۔

فاتین نے گہرا سانس بھرتے ہوئے تصاویر میز پر دھری۔ کمرے میں اب گہری خاموشی تھی۔ فاتین نے گہرا سانس لیا اور اس کا چہرہ اوپر اٹھا کر تاسف سے گویا ہوا۔

"مجھ پر اگر ذرا سا بھی یقین، اعتماد ہوتا تو میرے بارے میں یوں شک میں مبتلا نہ ہوتی۔ "

"ایسا نہیں ہے۔ مجھے آپ پر یقین ہے مگر یہ تصاویر۔۔۔ "

"تصاویر اصلی ہیں۔ "

اس نے بجائے جھوٹ کا سہارا لینے کا سچ کہنا زیادہ مناسب سمجھا۔

"یہ منظر جوان تصاویر میں دکھایا گیا ہے، میری مہندی کا ہے اور یقیناً یہ تصاویر سوچی سمجھی سازش کے تحت چھپ کر لی گئی ہیں اور یہ بھی سچ ہے کہ ان میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ "

وہ وضاحتیں اور لمبی تاویلیں دینے کا عادی نہیں تھا لیکن فیمیا کی آنکھوں میں تیرتی بے یقینی اسے لحظہ بہ لحظہ درد کے گہرے کنوئیں میں دھکیل رہی تھی۔

"میں کیسے یقین کرلوں کہ یہ سب بے بنیاد باتیں ہیں۔ "

"جس طرح بغیر تحقیق کے تم نے ان تصاویر پر یقین کیا۔ کیا مانگا تھا تم سے ؟۔۔۔ہاں کیا مانگا تھا؟ محبت اور ذرا سا یقین و اعتماد لیکن۔۔۔ "

"مجھے آپ پر یقین ہے۔ "

"بس اتنا ساکہ کوئی بھی میرے کردار کے بارے میں اول فول بکے گا تو تم سچ سمجھ کر فوراً یقین کر لو گی۔ میرا کردار تمہاری نظروں میں مشکوک ہو جائے گا۔ فیمیا! ہماری شادی جن حالات میں ہوئی ہے مجھے اس سے بھی بڑی سازش کی توقع ہے۔ "

"اگر آپ میری جگہ ہوتے تو کیا کرتے؟ "

"دل کے معاملات میں دل کی سنی جاتی ہے۔ میں ہمیشہ دل کی سنتا اس یقین کے ساتھ کہ میرا دل و دماغ کبھی تمہارے خلاف نہیں جائے گا۔ "

وہ نم لہجے میں کہتا ہوا اس کے قریب سے اٹھنے لگا تھا جب فیمیا نے سختی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"بخدا! میں نے آپ پر شک نہیں کیا۔ ان تصاویر نے میرے سوچنے سمجھنے کی صلاحتیں سلب کر لی تھیں۔ میں جانتی ہوں میرے علاوہ کسی کے بارے سوچ۔۔۔۔ "

"میں نے سب کے خلاف جا کر تم سے شادی کی ہے فیمیا اور مجھے معلوم ہے کہ ہم دونوں کو جدا کرنے کے لیے کون کون سے ہتھکنڈے اپنائے جائیں گے؟ ان حالات میں مجھے تمہاری ضرورت ہے، تمہاری محبت اور پختہ یقین کی لیکن آج تم نے اپنے رویے سے مجھے بہت مایوس کیا ہے۔ تمہارے اس فعل نے میرے دل کو گہری ٹھیس پہنچائی ہے۔ "

وہ از حد سنجیدہ تھا۔ فیمیا روتے بلکتے اس کے قدموں میں بیٹھ گئی۔

"مجھے معاف کر دیں۔میں زمانے کی چالاکیوں سے قطعی ناواقف ہوں۔ "

"اپنی معصومیت کو اپنی کمزوری مت بناؤ فیمیا۔تم نے جیسے میری محبت کے معاملے میں خود کو کھٹور ظاہر کیا تھا،اسی طرح باقی معاملات میں اپنا آپ مضبوط کر لو۔اچھے اور برے کو پرکھنا سیکھو ورنہ خسارے تمہارا مقدر ہوں گے۔ "

فاتین نے اسے کندھوں سے تھام کر اپنے مقابل کھڑے کرتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔وہ اب بھی بے آواز رو رہی تھی۔

ہم دونوں کافی وقت سے ایک ساتھ ہیں، مجھ میں اگر ایسی ویسی کوئی بات ہوتی تو یقیناً تمہیں نظر آتی۔ "

آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ "

"محبت کی کہانی میں صرف میں اور تم اپنا اپنا کردار نبھائیں گے۔اس کہانی میں کسی تیسرے فرد کی گنجائش نہیں ہے اور جس دن ہم دونوں کے درمیان تیسرا آ گیا۔میں اور تم تو ہوں گے لیکن ہم میں محبت باقی نہ رہے گی اس لیے اپنی محبت کی بنیادیں، کامل یقین سے مضبوط کر لو تاکہ کوئی ایرا غیرا انہیں ڈھانے کی کوشش نہ کرے۔شک کی بنیاد پر رشتوں کی تعمیر نہیں ہوتی میری جان۔ "

اس کے آنسو انگلیوں کی پوروں پر چنتے ہوئے وہ اسے محبت سے سمجھانے لگا۔

"میں جانتی ہوں لیکن معلوم نہیں کیسے یہ بھول ہو گئی۔ پلیز پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر مجھے معاف کر دیں۔ آئندہ کبھی آپ کو شکایت کا موقع نہیں دوں گی۔ "

"میں کیسے یقین کر لوں؟ "

فاتین نے کندھے اچکا کر سپاٹ لہجے میں دریافت کیا۔

"آپ کو یقین کرنا ہو گا۔ "

"کوئی زبردستی ہے؟ "

"صرف التجا ہے۔ "

وہ پھر رو دینے کے لیے تیار تھی۔ فاتین نے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔ سرخی مائل آنکھوں میں التجا کے ساتھ ساتھ نمی تیر رہی تھی اگر وہ اسے مزید تنگ کرتا تو شاید پھر سے رو پڑتی۔

"تم اس قدر التجائیں کر رہی ہو تو میرا بھی حق ہے کہ تمہارے لیے ایک عدد گیت گا ہی دوں۔

"جا تجھے معاف کیا۔ "

"اوں ہوں! سخت نفرت ہے مجھے اس گیت سے۔ بہت زیادہ شہرت بھی پستی کا سبب بنتی ہے۔ "

وہ واپس اپنی جون میں لوٹتے ہوئے بولی۔

سن میرے ہمسفر۔۔۔۔۔۔

ڈھلتا سورج ہو

دو کپ چائے ہو

ٹھنڈا موسم ہو

ہلکی ہلکی ہوا چل رہی ہو

کھٹی میٹھی باتیں ہو

کچھ پیار بھری بحث ہو

اور ان سب کے درمیان

صرف میں اور تم ہو

ہاتھ ہاتھوں میں ہو

نظروں ایک دوسرے پر ہو

جہاں کسی اور کا تذکرہ نہ ہو

جہاں محبت کے سواہ کچھ نہ ہو

جہاں ہمارے درمیان کوئی نہ ہو

مجھے اس جگہ تو لے جائے۔۔۔

سن میرے ہمسفر۔۔۔

ایک ایسی شام ادھار ہے تجھ پر

تو مل کر مجھے یہ ادھار چکا

مجھے ساتھ اپنے ہمراہ لے جا

کبھی نہ چھوڑنا ہاتھ میرا

کبھی مجھے تنہا نہ کرنا

مجھے ہمیشہ اپنے پاس رکھنا

میری تیری ہو اور تیری رہو گی

یہ بات ہمیشہ یاد تو رکھنا

(کنزہ راجپوت)

"واہ جی واہ۔

بات بے بات رویا مت کرو۔ ہنستی، مسکراتی رہا کرو تاکہ ہماری محبت کے دشمن جل کر راکھ ہو جائیں۔ "

فاتین نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے ہالے میں لیتے ہوئے گھمبیر لہجے میں کہا۔

فیمیا نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا پھر کچھ توقف بعد گویا ہوئی :

"آپ فریش ہو جائیں۔ میں آپ کے لیے کھانا لگواتی ہوں۔ "

"نہیں! کھانا باہر کھائیں گے۔ تم تیار ہو جاؤ میں بھی تازہ دم ہو کر آتا ہوں۔ "

اس کی بات پر فیمیا نے سر کو ہاں میں جنبش دی۔

کچھ ہی دیر بعد میں وہ تیار ہو کے ڈنر کے لیے روانہ ہوئے۔ آخری سیڑھی پر کھڑی ابرش انہیں باہر جاتے دیکھ کر محض لب کاٹ کر رہ گئی۔

"اس گھر میں مجھ سے بھی بڑے ڈھیٹ لوگ موجود ہیں۔ "

وہ دونوں ہاتھ کانوں کو لگاتی ہوئی زمان صاحب کے پاس آ کر بیٹھی۔ چہرے پہ ہمیشہ کی طرح حزن و ملال چھایا ہوا تھا۔

"کیوں کیا ہوا؟ "

انہوں نے ہنستے ہوئے دریافت کیا۔

"آپ کا بیٹا کئی بار مجھے ڈھیٹ ہونے کا طعنہ دے چکا ہے لیکن اس کی اپنی عزیز از جان بیوی مجھ سے بھی چار ہاتھ آگے ہے۔ اگر میں ڈھیٹ ہوں تو ڈھٹائی کے تمام حدیں اس پر آ کر ختم ہوتی ہیں۔ "

مضحکہ خیز انداز میں کہتے ہوئے اس نے اپنے اندر کی بھڑاس باہر نکالی۔

"یقیناً ہمارا پلان فلاپ ہو گیا۔ "

وہ اپنی تمام تر مصروفیات ترک کر کے ابرش کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔

"بری طرح سے فلاپ ہو گیا۔ میری باتوں کا اس لڑکی پر رتی بھر بھی اثر نہیں ہوا۔ جس قدر میں نے فاتین کے خلاف زہر اگلا، اگر آپ سنتے تو شاید اس کے کردار کے بارے میں شک و شبہات میں مبتلا ہو جاتے لیکن وہ دونوں پہلے سے بھی زیادہ خوش باش دکھائی دے رہے تھے۔ اس کا یہی مطلب ہوا کہ اس نے روایتی ان پڑھ بیویوں کی طرح شوہر کے عیبوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ "

وہ دانت پیس کر رہ گئی۔

"اتنا غصہ صحت کے لیے اچھا نہیں بچے۔ صبر اور حوصلے سے کام لو۔ "

زمان صاحب نے اس کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے مسکرا کر کہا تو وہ منہ بسورنے لگی۔

"میری پیاری بھانجی! پانی کے اس قطرے سے سبق سیکھو جو مستقل مزاجی سے پتھر پر گرتا ہے اور اس پر سوراخ کر دیتا ہے۔ کیا تمہارے اندر اس پانے کے قطرے جتنی بھی ہمت اور صبر نہیں؟ میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا کہ ابھی کچھ دن صبر کرو۔ ابھی ان دونوں نے زندگی کی شروعات کی ہے اور ان کے حوصلے بھی بلند ہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ تمہارے بے در پے وار سے کچھ تو ہو گا اور جس دن ان کے درمیان اختلافات جنم لیں گے، وہ دن ہماری جیت کا دن ہو گا۔ اس کے بعد ہم بیٹھ کر صرف تماشہ دیکھیں گے۔ "

"وقت کے ساتھ ان کا رشتہ مضبوط ترین ہوتا جائے گا ماموں۔ آپ یہ بات آخر کیوں نہیں سمجھے؟ میں زیادہ دیر تک ان دونوں کو ایک ساتھ نہیں دیکھ سکتی۔ میرے اندر ابال اٹھتا ہے۔ "

وہ بے صبری سے بولی۔

"تمہیں اپنی مرضی کرنی ہوتی ہے تو پھر مشورے لینے میرے پاس کیوں آجاتی ہو؟ جو جی میں آئے، کرو۔ "

اپنی بات رد کیے جانے پر وہ اشتعال میں آگئے۔

"میں سوچ رہی تھی کہ اگر آبی کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا جائے تو؟ وہ اس معاملے میں کافی مددگار ثابت ہو گی۔ "

کچھ توقف بعد وہ پر سوچ انداز میں گویا ہوئی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے وہ فاتین اور فیمیا کے خلاف ہمارا ساتھ دے گی؟ "

انہوں نے استہزائیہ انداز میں سوال کیا۔

"یقیناً دے گی۔ "

"میرے نہیں خیال وہ ایسا کرے گی۔ "

"ایک بار کوشش کر لینے میں کیا حرج ہے؟ "

"اوکے۔اس سے بات کرنے کا بھی شوق پورا کر لو لیکن میرے ذہن میں ایک عمدہ خیال وارد ہوا ہے۔ کہو تو بتاؤں؟ "

"بتا دیں۔ "

زمان صاحب نے دھیمی آواز میں کہتے ہوئے تمام تر شیطانی خیالات اس کے گوش گزار کیے۔ان کے چہرے پر مکروہ مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔یک دم ابرش کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا پھر آہستہ آہستہ اس کے چہرے کی چمک ماند پڑ گئی۔

"سو سال پہلے کا گھسا پٹا خیال۔ "

اس کے لاپرواہ انداز پر زمان صاحب نے اسے سخت گھوری سے نوازا پھر مسکرا کر بولے۔

"اولڈاز گولڈ میرے بچے۔ کوشش کر لیتے ہیں شاید یہی ہمارے لیے کار آمد ہو۔ "

ابرش کے مثبت جواب سے وہ آگے کا لائحہ عمل تیار کرنے لگے۔

ریستوران کے دروازے پہ کھڑی وہ اِدھر اُدھر متلاشی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی جب دور بیٹھی ابرش نے اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے زور و شور سے ہاتھ ہلایا۔آبی نے اسے دیکھا تو ایک گہری سانس خارج کرتے ہوئے اس کی طرف بڑھی۔

"یہاں آنے کے لیے تمہارا بہت شکریہ۔ بیٹھو۔ "

ابرش نے تشکر آمیز لہجے میں کہتے ہوئے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔وہ بھی جواباً مسکراتے ہوئے بیٹھ گئی۔

"چچ چچ آبی ! تمہاری اجڑی حالت دیکھ کر میرا دل کٹ رہا ہے۔تم سے دوستی کا ناٹک کر کے اس فیمیا نے تمہاری ہی محبت پر ڈاکہ ڈال دیا۔ایسے لوگ بہت خود غرض اور منافق ہوتے ہیں جو اعتبار میں لے کر دل پر ایسا وار کرتے ہیں کہ انسان زندہ لاش بن کر رہ جاتا ہے۔ ہنسا تو دور، مسکرانے سے بھی رہ جاتا ہے۔ "

چند ساعتیں وہ آبی کے چہرے کی طرف بغور دیکھتی رہی پھر لہجے میں دنیا بھر کی ہمدردی اور درد سمو کر گویا ہوئی۔

"محبت۔۔۔۔۔؟ تم کس محبت کی بات کر رہی ہو؟

اس کی غیر متوقع بات پر آبی چونک اٹھی۔

"میں سب جانتی ہوں آبی اور یہ بھی جانتی ہوں کہ تم صرف خوش رہنے کا ڈرامہ کر رہی ہو ورنہ تمہاری آنکھیں تمہارے اندر کا حال بتلا رہی ہیں۔ تمہارے ٹوٹے ہوئے دل کی کرچیاں، تمہاری اداس آنکھوں میں دکھائی دے رہی ہیں۔ کیوں اس قدر ایثار پرستی کا مظاہرہ کر رہی ہو؟۔۔ تم ایک مخلص لڑکی ہو مگر یہاں لوگ مطلب نکل جانے پر خلوص منہ پر مار دیتے ہیں۔ "

"میری محبت؟۔۔۔اس بارے میں ماسوائے چند لوگوں کے کوئی نہیں جانتا پھر یہ راز کس نے افشاء کر دیا وہ بھی اس ابرش کے سامنے؟ اب یہ ہر جگہ میری ناکام محبت کا ڈھنڈورا پیٹتی پھرے گی۔ "

اس کی پیشانی پر شکنیں پڑیں۔

"میں یہاں تمہارا لمبا چوڑا لکچر سننے نہیں آئی ابرش۔ جو بات کہنی ہے، جلدی کہو۔ مجھے اور بھی بہت اہم کام سرانجام دینے ہیں۔ "

ابرش کی باتیں یکسر نظر انداز کر کے اس نے "اہم" پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"عجیب لڑکی ہو۔ میں تمہاری فکر میں گھلی جا رہی ہوں اور تم ہو کہ۔۔۔۔ "

"تمہیں کس نے کہا کہ میں فاتین سے محبت کرتی ہوں؟ یہ سب تمہاری اپنی من گھڑت باتیں ہیں جن پر تم خواہ مخواہ پشیمان ہو رہی ہو۔ "

"تم فاتین سے محبت کی حماقت کر چکی ہو اور اب تمہارے انکار کرنے سے یہ حقیقت نہیں بدل جائے گی۔ "

ابرش نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"اب ان باتوں کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ فاتین کی شادی ہو چکی ہے۔ وہ اپنی زندگی سے بہت خوش اور مطمئن ہے اور میں بھی آگے بڑھ چکی ہوں۔ اب یہ بحث صرف وقت کا ضیاع ہے اور کچھ نہیں۔ "

"اتنی جلدی ہاتھ پاؤں نہیں چھوڑنے چاہئیں۔ تم اب بھی کوشش کرو تو وہ تمہارا ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں تمہیں جو مدد درکار ہوئی، میں کرنے کے لیے تیار ہوں اور تمہیں یہاں بلانے کا بھی یہی اکلوتا مقصد پوشیدہ تھا۔ "

ابرش نے کن انکھیوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔آبی کو صرف چند سیکنڈ لگے تھے بات کی تہ تک پہنچنے میں۔اس مدد کی پیشکش کے پیچھے کون سا مفاد پنہاں تھا؟وہ سب جان چکی تھی۔

"مجھے مفاد پرست لوگوں سے سخت نفرت ہے۔صاف کہو کہ تم اپنے مفادات کے لیے میرے کندھے پہ بندوق رکھ کر چلانا چاہتی ہو۔"

آبی کی بات پر وہ گڑ بڑا گئی پھر ذرا سنبھل کر گویا ہوئی۔

"یہ سراسر مجھ پر الزام ہے۔"

"شٹ اپ! چالاکیاں اور مکاریاں تمہاری ذات کا حصّہ ہوں گی لیکن یہ سب نہ میری فطرت میں شامل ہے اور نہ ہی خون میں ہاں مگر ان مکاریوں کا منہ توڑ جواب دینا اچھی طرح جانتی ہوں۔"

"شاید یہ نہیں جانتی ہو گی کہ میرے ساتھ دشمنی کا کیا انجام ہوتا ہے۔"

وہ اب اچھائی کا لبادہ اتار کر اپنے اصل روپ میں آچکی تھی۔

"میں تمہاری گیدڑ بھبھکیوں سے ڈرنے والی نہیں ہوں۔"

اس کی دھمکی پر آبی کا چہرہ غصے سے سرخ پڑ گیا۔

"یہ دیکھ لو اور پھر خود فیصلہ کر لینا کہ تمہیں کیا کرنا ہے؟میرے ساتھ چلنا ہے یا پھر۔۔۔۔"

جب آبی کسی طرح اس کی باتوں میں نہ آئی تو اس نے آخری حربے کے طور پر مکر آمیز لہجے میں کہتے ہوئے وہ عکس سامنے لہرایا، جس کی بدولت وہ پہلے ہی فاتین اور فیمیا کے درمیان پھوٹ ڈال چکی تھی۔

آبی نے ساکت نگاہوں سے پہلے عکس اور پھر اس کے چہرے کی طرف دیکھا، جس پر شاطرانہ مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ اس کا دل چاہا کہ وہ اپنے لمبے اور نوکیلے ناخنوں سے اس کا چہرہ زخمی کر دے، اس کا گلا دبوچ ڈالے اور اسے تہس نہس کر دے لیکن وہ اشتعال دکھا کر اسے اپنے مقصد میں کامیاب کرنی کی خواہاں نہیں تھی، اسی لیے قدرے مطمئن انداز میں پوچھنے لگی :

"تم بلیک میل کر رہی ہو مجھے۔ "

"جو تم سمجھو۔ "

"لیکن یہ کوئی اور لڑکی ہے۔ میں نہیں ہوں۔ "

"جھوٹ مت بولو۔ یہ تم ہو۔ "

اس کے جھوٹ پر ابرش بھونچکا رہ گئی۔

"ثابت کرو کہ یہ میں ہوں جبکہ اس میں لڑکی کا چہرہ ہی واضح نہیں ہے۔ "

وہ اب ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے ابرش کے متغیر ہوتے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

"میں نے بذاتِ خود تمہیں فاتین کے کمرے کے اندر اور باہر آتے ہوئے دیکھا تھا۔ "

ابرش کی بات پر اس کی زیرِ لب مسکراہٹ قہقہوں میں بدل گئی پھر مضحکہ خیز انداز میں گویا ہوئی۔

"تمہاری آنکھوں میں کیا پوری دنیا کی آنکھیں فٹ ہیں ؟۔۔۔نہیں ناں۔۔۔تو کوئی تمہاری بات پر کیسے یقین کرے گا جبکہ تمہارے پاس کوئی ٹھوس ثبوت بھی نہیں۔ "

ابرش تذبذب کا شکار ہو گئی۔

"تمہارے مکاریاں میرے اوپر کار گر ثابت نہیں ہوں گی اس لیے تم یہ سب کسی دوسرے پر آزمانے کی کوشش کرو اور اگر آئندہ تم نے کوئی ایسی حرکت کرنے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کسی کو نہیں پاؤ گی۔ "

آبی تادیباً کہتے ہوئے اٹھی اور کچھ فاصلے پہ جا کر واپس اس کی طرف پلٹی۔

"اور ہاں کچھ کھیل زور بازو سے نہیں، عقل سے کھیلے جاتے ہیں اور افسوس ! تمہارے پاس عقل کا خاصا فقدان ہے۔ "

اس کے استہزائیہ انداز نے ابرش کے اندر آگ لگا دی تھی۔

"ٹھیک کہتے تھے ماموں جان۔مجھے اس سے بات کرنی ہی نہیں چاہیے تھی۔۔۔

بہت چالاک اور مکار لڑکی ہے۔ "

اس کے جاتے ہی ابرش نے طیش میں آکر ہاتھ کا مکا بنا کر میز پر دے مارا اور نتیجتاً اپنی انگلیاں زخمی کروا بیٹھی۔

"یہ لیں جناب! گرما گرم چائے۔ "

فیمی نے مگ میز پر رکھتے ہوئے پریم سے کہا۔

"تمہارا بہت شکریہ لیکن تمہیں کیسے پتہ چلا کہ ابھی مجھے چائے کی طلب ہو رہی ہے؟ "

لیپ ٹاپ کی اسکرین سے نظریں ہٹا کر اس نے حیرت اور محبت کے ملے جلے تاثرات سے استفسار کیا۔ ہونٹوں پر ہلکا سا تبسم رقص کر رہا تھا جو فیمی کو دیکھ کر اس کے لبوں پہ عود کر آیا۔

"دل کو دل سے راہ ہوتی ہے جناب۔ "

فیمیا شریر انداز میں کہتے ہوئے اس کے سلجھے ہوئے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی تھی۔

"اوں ہوں! سوال کا جواب چاہیے۔ "

"آپ کے چہرے پہ پھیلے تھکن کے آثار نے مجھے بتایا کہ آپ کو ابھی چائے کی شدید طلب ہو رہی ہے۔ "

"بھئی کس ڈاکٹر نے یہ نسخہ لکھا ہے کہ تھکن میں چائے کا استعمال کرنا چاہیے؟ "

مسکراہٹ چھپاتے ہوئے اس نے فیمیا کو چھیڑا۔

"اف! اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ چائے پیش کرنے پر اتنے سوالات کریں گے تو کبھی یہ غلطی نہ کرتی۔ "

اس کے منہ بسورنے پر فاتین ہنسا۔

"اچھا تو کیا کہنا چاہتی ہیں آپ؟ "

وہ لیپ ٹاپ بند کر کے مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔

"آپ کو کیسے پتہ کہ میں کچھ کہنا چاہتی ہوں؟ "

"دل کو دل سے راہ ہوتی ہے مادام اور سنا ہے کہ بیویوں کے بلاوجہ محبت جتانے کے پیچھے ان گنت فرمائشیں چھپی ہوتی ہیں۔ "

وہ اسے چھیڑ کر پھر خود ہی اپنی باتوں سے لطف اٹھانے لگا۔

"میں تو ہمیشہ آپ سے محبت کرتی ہوں۔ "

"آج انداز نرالا ہے۔ "

دوبدو جواب آیا۔

"میں سوچ رہی تھی کہ کل فارہ کی طرف چلی جاؤں۔ کتنے دن ہوئے ہیں، میں میکے نہیں گئی۔
عمیرہ اور فارہ کی بہت یاد آرہی تھی۔ "

فیمیا نے کچھ توقف بعد اپنی خواہش کا اظہار کیا۔

"تمہیں میری یاد کیوں نہیں آتی؟ "

فاتین نے مصنوعی خفگی سے دریافت کیا۔

"خود سے دور لوگوں کی یاد آتی ہے اور آپ تو ہمیشہ میرے پاس رہتے ہیں۔ "

فیمیا جھک کر اس کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکاتے ہوئے عشق آمیز لہجے میں بولی۔

"اور جب میں آفس میں ہوتا ہوں تب۔۔۔۔ "

"تب آپ کی خوشبو، ہر پل آپ کی موجودگی کا احساس دلاتی ہے۔ "

"تم نے تو اپنی محبت کا مقروض بنا دیا ہے مجھے۔ "

"اسے طنز سمجھوں یا۔۔۔۔ "

"نہیں! سچ کہہ رہا ہوں۔ تمہیں اپنے سامنے دیکھ کر مجھے اپنا آپ بہت خوش قسمت محسوس ہوتا ہے اور جب تمہارے ہر انداز سے اپنے لیے محبت چھلکتی دیکھتا ہوں تو دل میں یہ سوچ سر اٹھانے لگتی ہے کہ نجانے میں ان محبتوں کے قابل بھی تھا کہ نہیں۔ بے شک! خدا نے میری بساط سے بڑی کر مجھے نواز دیا ہے۔ "

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر محبت سے چور لہجے میں گویا ہوا۔

"آپ باتوں کا رخ کسی اور طرف لے کر جا رہے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ کل بھائی کی طرف چلیں گے یا نہیں۔ "

"ہم بھلا آپ کی محبت سے کہی کوئی بات ٹال سکتے ہیں۔ کل آفس جاتے ہوئے گھر ڈراپ کر دوں گا تمہیں اور واپسی پہ۔۔۔۔۔ "

"نہیں بالکل نہیں۔ مجھے دو تین دن وہاں رہنا ہے۔ "

فیمیا نے اس کی بات کاٹ کر فوراً کہا۔

"دو تین دن وہاں رہنے کا خیال دل سے نکال دو۔ مجھے اور اس کمرے کو تمہاری عادت ہو گئی ہے۔ تم کیا جانو کہ تمہارے بن میرے دن و رات کتنے بے کل گزرتے ہیں؟ "

اس کے لہجے سے بے تابی صاف عیاں تھی۔فیمیا چہرے پہ خفگی بھرے تاثرات لا کر فوراً اس سے چند قدم دور ہٹی۔

"یار! بات کو سمجھو۔۔۔۔"

وہ اسے سمجھانے کی غرض سے آگے بڑھنے لگا تھا جب اچانک موبائل پہ بپ ہونے لگی۔اسکرین پہ انجان نمبر جگمگا رہا تھا۔فاتین نے کچھ سوچ کر کال اٹھالی۔

"ہیلو فاتین! کہاں ہو تم؟"

نسوانی آواز پر وہ چونکا۔

"آپ کون؟"

"ارے بھول گئے۔ابھی دن کو ہی ہماری ملاقات ہوئی تھی۔"

اپنے سوال کا بے تکا جواب سن کر اس کے چہرے پہ غصے کے سائے لہرائے۔

"محترمہ! آپ کسی بڑی غلط فہمی کا شکار ہیں۔"

"اس وقت شاید تمہاری بیوی تمہارے پاس کھڑی ہے اس لیے آئیں بائیں شائیں کر رہے ہو۔"

دوسری طرف جو بھی تھی،انتہائی ڈھیٹ تھی۔آخر کار تنگ آکر فاتین نے خود ہی رابطہ منقطع کر دیا پھر فیمیا کی طرف متوجہ ہوا جو جانچتی ہوئی نگاہوں سے اسی کو تک رہی تھی۔

"کون تھی؟ "

"معلوم نہیں کون جاہل لڑکی تھی؟۔۔۔اچھا تو کیا کہہ رہی تھی تم۔ "

اس نے دوبارہ وہیں سے گفتگو کا سلسلہ جوڑا۔

"کچھ نہیں۔ "

بگڑے تیوروں سے جواب دے کر وہ بستر پر آ کے دراز ہو گئی۔یہ نہیں تھا کہ وہ شکی مزاج تھی لیکن فاتین کے معاملے میں حد سے زیادہ حساس تھی۔

"ٹھیک ہے۔ایک دن وہاں رہ لینا لیکن اس سے زیادہ نہیں۔ "

وہ ہار مانتے ہوئے بولا لیکن فیمیا سنی ان سنی کرتے ہوئے، آنکھیں موندے لیٹی رہی۔

"کس پہ یقین کروں؟ابرش پہ، ان تصاویر پہ، اس انجان نمبر والی لڑکی پہ یا پھر فاتین پہ۔۔۔آخر کس پر یقین کروں؟ یہاں کوئی یقین کے قابل بھی ہے؟ہر کوئی اس طرح پر اعتماد ہو کر جھوٹ بول رہا ہے، جیسے اس سے بڑھ کر جہاں میں سچا کوئی نہیں۔۔۔

کیا کروں میں؟۔۔۔ "

رات کافی بیت چکی تھی لیکن اس کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔

"کون دھوکا دے رہا ہے مجھے، باقی سب یا پھر۔۔۔۔؟ "

اس نے کروٹ بدل کر پر سکون سوئے ہوئے فاتین کے چہرے پر نظر ڈالی اور پھر کرب سے آنکھیں میچ لیں۔

تیرے رونے سے انہیں______کوئی فرق نہیں پڑتا اے دل

جن کے چاہنے والے زیادہ ہوں وہ اکثر بے درد ہوا کرتے ہیں

میں دیکھ رہی ہوں کہ جب سے آپ آئی

ہیں کچھ پریشان اور کھوئی کھوئی سی لگ رہی ہیں۔ گھر میں سب خیریت ہے ناں؟ "

فیمیا کے چہرے پر گہری پریشانی کے آثار دیکھ کر فارہ سے رہا نہ گیا تو وہ پوچھ بیٹھی۔ فیمیا کی آمد سے پہلے ہی عمیر آفس کے لیے روانہ ہو گیا تھا اور اب گھر میں ان دونوں کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔

"ہوں! خیریت ہے۔"

فیمیا کسی گہرے خیال سے چونکی۔

"پھر۔۔۔"

"کیا پھر؟"

"پریشانی کی وجہ؟ "

"کچھ نہیں۔ تم بتاؤ۔زیب سے تمہاری بات ہوئی ہے؟ "

وہ ٹال گئی۔

"نہیں۔ "

فری زیب کے نام سن کر مضطرب دکھائی دینے لگی۔

"کیوں؟ تمہیں بات کرنی چاہیے تھی۔ "

"انہوں نے کوئی رابطہ نہیں کیااور نہ میں نے کوشش کی۔انتظار انتظار میں ہی اتناوقت گزر گیا۔ "

فری کے لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"وہ بھی تمہاری طرف سے کسی پیشِ رفت کا منتظر ہو گا۔ "

"اگر وہ میرے منتظر ہوتے تو ایک بار رابطہ کرنے کی کوشش ضرور کرتے کیونکہ دانستہ نادانستہ طور پر غلطی ان سے بھی ہوئی ہے۔ "

"وہ اپنی غلطی پر نادم تھا لیکن تم ہی کھٹور دل بنی رہی۔اب تعلق پھر سے استوار کرنے کے لیے تمہیں کوشش کرنی ہو گی۔ "

"جو ہو گا، دیکھا جائے گا۔ آپ بتائیں، اس قدر کیوں پریشان ہیں؟ "

فری گھوم پھر کر دوبارہ اسی سوال پر آ ٹھہری۔

"فاتین کی وجہ سے کچھ پریشان ہوں۔ "

"کیوں؟ کوئی لڑائی جھگڑا ہو گیا ہے کیا؟ "

فیمیا نے نفی میں سر ہلایا پھر گزشتہ دنوں کی تمام روداد اس کے گوش گزار کر دی۔

"ہوں تو یہ بات ہے۔ اگر اجازت ہو تو ایک سوال پوچھوں؟ "

فری نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اجازت طلب کی۔

"آپ کو فاتین بھائی پر کتنا یقین ہے؟ "

اس کے اثبات میں سر ہلانے پر فری نے بہت پہلے کیا گیا ایک سوال دہرایا۔

"خود سے بھی زیادہ۔ "

اس کا جواب سن کر فری ک لبوں پر تبسم آ ٹھہرا۔

"مجھے اسی جواب کی توقع تھی لیکن آپی! اپنے کردار کے بارے میں انسان کبھی شک و شبہات میں مبتلا نہیں ہوتا۔ "

اس کی بات پر فیمیا ساکت نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی پھر اس کی بات سمجھتے ہوئے آہستگی سے گویا ہوئی۔

"ایسا نہیں ہے۔ مجھے اس پر پورا یقین ہے لیکن اس بات سے ڈرتی ہوں کہ کہیں فاتین کو کھو نہ دوں۔ "

"آپ فاتین بھائی کے ساتھ ساتھ اللہ پر سے بھی یقین کھو رہی ہیں آپی۔ "

"نہیں! وہ اگر عطا کرتا ہے تو چھین بھی سکتا ہے۔ اس کے اختیار میں سب کچھ ہے۔ "

"بے شک! وہ ہر چیز پہ قادر ہے لیکن اگر آپ اللہ کی عطا کردہ چیزوں اور دی گئی نعمتوں پر شکر کریں گی، قدر کریں گی تو وہ کبھی نہیں چھینے گا بلکہ ان میں مزید برکت عطا فرمائے گا۔ "

فارہ کی بات پر فیمیا نے تابعداری سے سر ہلایا۔

"کیا آپ کا دل فاتین بھائی کے علاوہ کسی اور شخص کی طرف مائل ہوا؟ "

کچھ توقف بعد فری نے پھر سے ایک سوال کیا۔

"یہ کیسا بے ہودہ سوال ہے؟ "

"پھر آپ نے کیسے فاتین بھائی کے بارے میں ایسا سوچ لیا؟ میری بات یاد رکھیں۔ محبت کے معاملے میں ہر کوئی آپ کی طرح خوش قسمت نہیں ہوتا۔ محبت کی قدر کرنا سیکھیں۔ اسے یوں

شک کی نذرمت کریں ورنہ پچھتاوے آپ کا مقدر ہوں گے، جیسے میں نے زیب کی محبت کی ناقدری کی اور اب اس کی شدت سے منتظر ہوں لیکن وہ۔۔۔ "

فری یک دم ہی اداس دکھائی دینے فیمیا نے آگے بڑھ کر اسے تسلی دیتے ہوئے گلے لگا لیا۔ بے شک فری اس سے چھوٹی تھی لیکن رشتوں کو نبھانے کا ہنر خوب جانتی تھی اور اسی کے سمجھانے کا اثر تھا کہ فیمیا کے دل میں موجود بدگمانیاں اور کثافتیں دھل گئی تھیں۔ وہ اب پہلے کی طرح فاتین کی محبت میں چور اور خوش دکھائی دینے لگی لیکن جب فاتین کے موبائل پہ رانگ کالز کا سلسلہ جاری رہا تو ایک بار پھر دل میں دبے شبہات سر اٹھانے لگے۔

بالکنی میں کھڑی، خلا میں گھورتے ہوئے وہ ان گنت سوچوں کی رو میں بھٹک رہی تھی۔ چہرے پر لطیف جذبوں کی بجائے حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے۔ ڈھلتی ہوئی شام اور ہلکی ہوا سے گرمی کی شدت میں کچھ کمی واقع ہوئی تھی تاہم اس کے سینے میں لگی آگ بدستور قائم تھی۔ طرح طرح کے منفی خیالات کی یلغار نے اسے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا کہ وہ چاہ کر بھی ان سے چھٹکارا حاصل کرنے میں ناکام تھی۔

"فاتین آپ تو بہت خاص تھے پھر آپ کا ماضی عام لڑکوں جیسا کیوں؟۔۔۔ "

وہ تصور میں فاتین سے مخاطب ہوئی۔

"نہیں! شاید میں نے پرکھنے میں غلطی کر دی۔ آپ کو اپنی محبت سے عام سے خاص بنایا مگر آپ۔۔۔۔۔۔۔؟ کاش! آپ ہمیشہ میرے لیے خاص رہتے یا پھر میں بے خبر رہتی آپ کے ماضی سے، آپ کی ہر حقیقت سے۔۔۔ کاش کہ ایسا ہوتا۔ "

نجانے اور کتنے کاش تھے جو مل کر اسے غم کی گہری دلدل میں دھکیل رہے تھے۔ اس نے ایک سرد آہ بھری اور آہستگی سے چلتی ہوئی بیڈ کے کنارے پر ٹک گئی۔ اس نے کہیں سنا تھا کہ عشق مکمل ہو جائے تو ختم ہو جاتا ہے، مٹ جاتا ہے چاہے عشق کسی چیز سے ہو یا معشوق انسان ہو لیکن اس بات کی تردید کرنے والی "فیمیا نبیل" آج یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی تھی کہ کیا واقعی عشق مکمل ہونے کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے؟ یا پھر مجھ میں محبوب کی خامیاں نظر انداز کرنے کی سکت نہیں ہے۔۔۔؟

"آخر کیوں میں اس کے ماضی کی طرف نظر کر رہی ہوں؟ مجھے اپنے حال اور مستقبل کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ "

اس نے دکھتے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھام کر سوچا۔ وہ لامتناہی سوچوں میں الجھ کر رہ گئی تھی اور مسئلہ یہ کہ سلجھنے کی کوئی راہ بھی سجھائی نہیں دے رہی تھی۔

"عشق کبھی ختم نہیں ہوتا اگر ایسا ہوتا تو فاتین کی چاہت میں بھی بتدریج کمی آجاتی لیکن وہ تو مجھے اوّل دن کی طرح چاہتے ہیں شاید میں ہی ان کی محبتوں سے اوب کر ایسا سوچ رہی ہوں۔ "

خود سے سوال و جواب کرتے ہوئے اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھی فاتین کی ہنستی مسکراتی تصویر پر نظریں ٹکا دیں۔

"میری زیست بھر کی نیکیوں کا اجر ہو تم۔ تمہیں اپنے سامنے دیکھ کر مجھے اپنا آپ بہت خوش قسمت محسوس ہوتا ہے اور جب تمہارے ہر انداز سے اپنے لیے محبت چھلکتی ہوئی دیکھتا ہوں تو دل میں یہ سوچ سر اٹھانے لگتی ہے کہ نجانے میں ان محبتوں کے قابل بھی تھا کہ نہیں۔ بے شک! خدا نے میری بساط سے بڑھ کر مجھے نواز دیا ہے۔ "

سماعتوں میں فاتین کی محبت آمیز سرگوشی ابھری۔ اس نے ادھر اُدھر نظریں دوڑائیں، جیسے فاتین کو تلاش کر رہی ہو پھر بے اختیار میز پر رکھا فریم شدہ عکس اٹھا کر سینے میں بھینچ لیا۔

"میں پاگل ہوں۔۔۔ بہت پاگل جو آپ کی محبت اور خلوص پر شک کر رہی ہوں۔ مجھے تو خوش ہونا چاہیے جو آپ جیسا محبت کرنے والا ہم سفر ملا لیکن کیا کروں؟ آپ کی چاہتوں کی طرف دیکھتی ہوں تو آپ کے سوا کوئی سچا نہیں لگتا لیکن ذرا آپ پر سے جو دھیان ہٹتا ہے تو دنیا سچی محسوس ہوتی ہے۔۔۔

مگر اب سوچ لیا ہے کہ کوئی کچھ بھی کہے، میری محبتوں اور یقین میں کمی بیشی نہیں آئے گی۔ "

دیوانہ وار تصویر کو چومتے ہوئے وہ نم آنکھوں سے مسکرادی۔دماغ کو منفی خیالات سے چھٹکارا ملا تو دل نے بھی کچھ سکون پایا۔اس نے فریم واپس میز پر رکھااور چائے کی طلب محسوس کر کے کچن میں چلی آئی مگر کچن میں گندے برتنوں کاڈھیر ایک بار پھر اس کا منہ چڑا تھا۔

آج سرِ شام ہی وہ گھر لوٹ آیا۔ذہن میں یہی تھا کہ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد فیمیااور وہ دونوں آہن کی طرف چلیں گے۔

آہن اور عائش کی شادی کے دن رکھے جا چکے تھے۔آہن نے کئی بار ان دونوں کو اپنے گھر آنے کے لیے بے حد اصرار کیااور کچھ خفا بھی تھا کہ شادی کے بعد فاتین اپنے یاروں کو بالکل بھول گیا یہاں تک کہ ملناملانا بھی تقریباً ترک کر دیا ہے لیکن فاتین بھی کیا کرتا؟جب سے اس نے آفس جاناشروع کیا تھااس ٠ذمہ داریاں بڑھ گئی تھیں۔

وہ اپنی دھن میں زیرِلب کچھ گنگناتا ہوالاؤنج سے گزر کر کمرے کی جانب بڑھ رہا تھاجب اچانک ابرش پر نظر پڑی جو صوفے پر براجمان ٹی وی اسکرین پر نگاہیں جمائے بیٹھی تھی۔جہاں فاتین کا خوشگوار موڈ بگڑا تھا،وہیں چہرے پر پھیلی بشاشت کی جگہ سخت بیزاری نے لے لی تھی۔وہ بغیر آہٹ کیے دبے قدموں کمرے کی اور چل دیا تبھی نادانستہ طور پر ابرش نے اسے دیکھ لیااور بلنداور چہکتی ہوئی آواز میں بولی :

"ہیلو۔۔۔۔ "

وہ اس کی "ہیلو" مکمل طور پر نظرانداز کر کے کمرے میں چلا آیا مگر وہ بھی ابرش تھی ازل سے ڈھیٹ، فوراً ریموٹ صوفے پر اچھال کر اس کے پیچھے لپکی۔

"تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ اپنے گھر کیوں نہیں ٹکتی؟ ہر دوسرے دن منہ اٹھا کر یہاں چلی آتی ہو۔ کیا تم نے ہمیں پریشان کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے؟ "

وہ سخت ناگوار لہجے میں استفسار کرنے لگا۔ جواباً ابرش مسکراتے ہوئے گویا ہوئی :

"مائی ڈیئر کزن! تم خواہ مخواہ غصہ ہو کر اپنا خون جلا رہے ہو۔ یہ میرے ماموں جان کا گھر ہے اور یہاں آنے سے مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔ کسی کی ہمت ہی نہیں ہے کہ وہ مجھے روکے۔ "

"اگر تم بابا کی چہیتی بھانجی نہ ہوتی تو میں کب کا تمہیں دھکے دے کر گھر سے نکال چکا ہوتا۔ "

"دل سے تو نکال ہی چکے ہو تم۔ "

"تم اس قابل ہو کہ تمہیں دل کی مسند پر بٹھایا جائے؟۔۔۔ جہاں تک میں تمہیں جانتا ہوں تم ایک انتہائی چالباز، مکار اور ڈھیٹ لڑکی ہو۔ اگر میں یہ کہوں کہ شیطان کو بھی الٹے سیدھے مشورے لینے کے لیے تمہاری مدد درکار ہوتی ہو گی تو بے جا نہ ہو گا۔ "

فاتین کی بات پر وہ عجیب سے انداز میں ہنسی پھر بولی :

"ڈھیٹ نہیں، مستقل مزاج ہوں۔ میں نے زندگی میں کبھی ہارنا نہیں سیکھا بلکہ اپنی مستقل مزاجی سے ہار کو جیت میں بدل دینے کی صلاحیت رکھتی ہوں۔ "

"اپنی توانائی اچھے کاموں میں صرف کرو۔ غلط بات پر ڈٹے رہنا کم عقلی ہے اور کچھ نہیں۔ تم ایک پڑھی لکھی اور باشعور لڑکی ہو۔ تم نے خواہ مخواہ نفرتوں کے جھنجھٹ پال رکھے ہیں اگر تم ان سب باتوں سے نکل کر سوچو تو ایک اچھی اور خوشیوں بھری زندگی تمہاری منتظر ہے۔ "

اب کی بار وہ اسے نرم لب و لہجے میں سمجھاتے ہوئے بولا۔

"میری ہر خوشی تم سے وابستہ ہے فاتین۔ تمہیں دیکھنا، سوچنا، چاہنا اور تمہاری جستجو کرنا مجھے خوشی دیتا ہے۔ یہ سب میرے دل و روح کی تسکین کا ذریعہ ہے اگر میں چاہوں بھی تو خود کو ایسا کرنے سے باز نہیں رکھ سکتی۔ "

اس کا اٹل لہجہ فاتین کو پشیمان کرنے کے ساتھ ساتھ غصہ بھی دلا گیا تھا۔

"حق۔۔۔۔ بچپن سے میرے نام کے ساتھ تمہارا نام لیا جاتا رہا اور اب تم کہتے ہو کہ تم پر کسی اور کا حق ہے۔ نہیں! تم پر صرف ابرش کا حق ہے۔ "

ایک ادا سے کہتے ہوئے اس نے اپنے اور فاتین کے بیچ فاصلے کو کم کیا۔اس کے جسم سے اٹھتی مسحور کن خوشبو فاتین کے نتھنوں سے ٹکرائی تو وہ بے اختیار چند قدم پیچھے ہٹا۔اس کا آنچ دیتا لہجہ اور بہکی بہکی باتیں کسی نئی مشکل کا عندیہ دے رہی تھیں۔

"ہاہاہاہا۔مرد ہو کر ڈر رہے ہو۔"

ابرش کے حلق سے بے ڈھنگا قہقہہ برآمد ہوا پھر سرگوشی میں بولی :

"ڈرو مت۔تمہاری شکی مزاج بیوی کچن میں برتن رگڑ رہی ہوگی یا کھانے بنانے میں خانساماں کی مدد کر رہی ہوگی۔اس کے یہاں آنے سے اور کوئی خوش ہو یا نہ ہو مگر گھر کے ملازمان بہت خوش ہیں۔"

وہ پھر قہقہہ مار کر ہنسنے لگی۔

"شٹ اپ۔۔۔"

فیمیا کی اس قدر تحقیر پر فاتین غصے سے کھول اٹھا۔

"ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہوں۔امیر گھرانے کی بہوئیں بھلا ایسی ہوتی ہیں؟ کبھی ملازمہ کے ساتھ مل کر کوکنگ، تو کبھی ماسی کے ساتھ گھر کی صفائی ستھرائی۔۔۔تمہارا انتخاب واقعی لاجواب ہے۔"

"انف از انف۔۔۔تم حد سے بڑھ رہی ہو ابرش۔"

"حد تم نے پار کی ہے اگر تم حد نہ پار کرتے تو آج میں اور تم۔۔۔۔ "

"ہم دونوں کا ملنا کسی طور ممکن نہیں تھا کیونکہ ہمارے درمیان نفرت کے سوا کوئی ایسا جذبہ نہیں، جس کے تحت ایک ساتھ زندگی گزاری جائے۔ "

وہ اس کی بات درشتی سے کاٹ کر گویا ہوا۔

"میں اپنی محبت سے تمہارا دل جیت لیتی۔ "

"ہونہہ۔۔۔تم لوگوں میں نفرتیں پروان چڑھاؤ۔ محبت "کرنا" اور "بانٹنا" تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔ "

"تھوڑا سا اعتماد کر لو ناں مجھ پر۔ "

فاتین کے غصے کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے وہ بڑے ناز سے اس کے گلے میں بازو حمائل کرتے ہوئے بولی۔

"ایسی گھٹیا اور چھچھوری حرکتیں کرتے ہوئے تمہیں شرم آنی چاہیے۔ "

فاتین نے غصے سے اس کے بازو جھٹک دیے۔

"تم میری پہلی اور آخری محبت ہو فاتین۔ میں نے تمہارے سوا کسی کو ہم سفر بنانے کا کبھی تصور بھی نہیں کیا۔ "

"لیکن اب ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ میں اپنی زندگی سے بہت خوش۔۔۔۔۔۔۔ "

"کیوں نہیں ایسا ہو سکتا؟۔۔۔۔۔ہاں کیوں نہیں؟ تم نے اپنی محبت حاصل کر لی تو میں کیوں ہار مان کر تم سے جدا ہو جاؤں؟۔۔۔۔۔ نہیں! میں ہر گز ہار نہیں مانوں گی۔ میں تمہیں حاصل کر کے رہوں گی چاہے اس کے لیے مجھے بڑی سے بڑی قیمت کیوں نہ چکانی پڑے۔ "

وہ اس کا گریبان دبوچ کر ہذیانی انداز میں چلائی۔اس کی کاجل بھری آنکھیں، اپنے اندر عجیب وحشت لیے ہوئے تھیں۔ایک پل کے لیے فاتین کو اس کی بڑی بڑی آنکھوں سے سخت خوف سا محسوس ہوا لیکن اگلے ہی پل اس نے گریبان چھڑوا کر ابرش کے گال پر اس قدر زوردار تھپڑ مارا کہ اس کا گال درد سے سنسنا اٹھا۔آنکھوں کے آگے دن میں تارے ناچنا کسے کہتے ہیں؟ صحیح معنوں میں ابرش کو اب معلوم ہوا تھا۔

"تم ایک ضدی اور شدت پسند لڑکی ہو جو اپنی ضد اور انا کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہے۔اس وقت بھی تم اپنی انا کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایسا کر رہی ہو۔ تمہیں اپنے ٹھکرائے جانے کا غم کھائے جا رہا ہے ورنہ تم جیسی لڑکی محبت کی "م" سے بھی قطعی نابلد ہے۔محبت کے لیے بھی کچھ خاص دل مختص ہوتے ہیں۔یہ تم جیسے حاسد لوگوں کے دلوں میں نہیں اترتی۔ "

اس کے منہ میں جو آیا، وہ کہتا چلا گیا۔ابرش گال پر ہاتھ رکھے ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی پھر سخت اشتعال میں آگے بڑھی اور زخمی شیرنی کی طرح اس پر چڑھ دوڑی۔

"محبت نہیں کر سکتی میں۔۔۔۔پھر تم نے کیسے کر لی اس مڈل کلاس گھٹیا لڑکی سے؟ کیا دیا ہے اس نے تمہیں؟۔۔۔اس کی وجہ سے سب کی نظروں میں تمہاری حیثیت اور عزت میں واضح کمی واقع ہوئی ہے۔ "

"نکل جاؤ میرے کمرے سے۔۔۔دفع ہو جاؤ۔ "

غصے سے کانپتے لہجے میں کہتے ہوئے اس نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ ابرش نے کچھ سخت کہنے کے لیے لب وا کیے ہی تھے کہ اسے دروازے پر قدموں کی ہلکی چاپ محسوس ہوئی۔اس نے پل میں اپنا پینترا بدلا اور بھیگے ہوئے لہجے میں بولی۔

"نہیں جاؤں گی میں۔آج تمہیں فیصلہ کرنا ہو گا کہ تمہارے لیے میں اہم ہوں یا وہ فیمیا۔۔۔اپنی محبتوں کا یقین دلا کر تم میرے ساتھ دھوکہ نہیں کر سکتے فاتین۔ "

اچانک اس کے بدلتے لب ولہجے نے فاتین کو ساکت کر دیا لیکن بیچ دروازے میں کھڑی ہونق بنی فیمیا پر نظر گئی تو اسے ساری بات سمجھ آ گئی لیکن تب تلک بہت دیر ہو چکی تھی۔دشمن نے جو کھیل کھیلنا تھا، وہ کھیل چکا تھا۔فاتین نے بغیر سوچے سمجھے سختی سے اس کی کلائی پکڑی اور گھسیٹتے ہوئے کمرے سے باہر لے گیا۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔ میری خوشیوں کے دشمن۔۔۔۔ میری محبت کا شیش محل مسمار کر کے تم بھی خوش نہیں رہ سکو گے۔ مجھے برباد کر کے اپنا گھر بسا لیا لیکن جلد تمہارا گھر اجڑ جائے گا۔ تم کبھی آباد نہیں رہ سکو گے۔ "

اپنی کلائی اس کی گرفت سے چھڑواتے ہوئے وہ مسلسل اول فول اور گالیاں بک رہی تھی۔ فاتین سختی سے لب بھینچ کر خود کو سخت سست کہنے سے باز رکھ رہا تھا۔ ابرش کو باہر نکال کر کر کے کمرے میں آیا تو فیمیا آنکھوں میں کئی سوال لیے اس کی منتظر تھی۔ جس نے کچھ دیر پہلے فاتین پر شک نہ کرنے کا دل ہی دل میں عہد کیا تھا، یہ منظر دیکھ کر ہر عہد، ہر پیمان ٹوٹ گیا تھا۔ وہ خود بھی ٹوٹ گئی تھی بالکل ریزہ ریزہ، کرچیوں میں بٹی ہوئی۔۔۔۔

"بہت خوب فاتین۔۔۔۔ بہت خوب۔ "

وہ تالی بجاتے ہوئے ہونٹوں پر زخمی مسکان سجا کر بولی۔ اس کی آنکھوں میں تیرتی بے یقینی سے فاتین کا دل کٹ رہا تھا۔

"میری خاموشی کا ناجائز فائدہ اٹھاتے رہے ہیں ناں؟ "

"دیکھو! ایسا کچھ نہیں ہے۔ تم بلاوجہ مجھ پر بہتان باندھ رہی ہو۔ "

"اندھے اعتماد کی قائل نہیں ہوں میں۔سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ہوں،اب آپ کی وضاحتوں کی ضرورت نہیں ہے مجھے۔۔۔سب کچھ ثابت کر چکے ہیں۔آپ کی ساری حقیقت کھل کر میرے سامنے آگئی ہے۔ "

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے اس کے مقابل آکھڑی ہوئی اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر مگر سخت لہجے میں بولی۔

"کیا دیکھا ہے اپنی آنکھوں سے؟۔۔۔ہاں بتاؤ؟میں تمہاری خاموشی سے فائدہ نہیں اٹھا رہا بلکہ تم میری محبت اور نرمی کا فائدہ اٹھا رہی ہو لیکن ایک بات اپنے اس دماغ میں بٹھا لو کہ میں خود پر لگے الزامات کو جھوٹا ثابت کردوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں یہ سب جھوٹ ہے مگر پھر تمہارے لیے ہاتھ ملنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا۔ "

"آپ اپنی ان چکنی چوپڑی باتوں کے ذریعے مجھے جذباتی طور پر بلیک میل نہیں کر سکتے۔آپ نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔آپ ایک دغاباز انسان ہیں۔ایک طرف مجھ سے محبت کے جھوٹے دعوے کرتے رہے اور دوسری طرف باقی لڑکیوں سے عشق کی پینگیں۔۔۔۔ "

"شٹ اپ۔۔۔شٹ اپ۔ "

سخت اشتعال میں آکر اس نے فیمیا پر اٹھانے کے لیے ہاتھ بلند کیا لیکن نجانے کس خیال کے تحت واپس ہاتھ نیچے گرا کر اس قدر زور سے مٹھیاں بھینچیں کہ رگیں نمایاں ہو گئیں۔

"ہاتھ اٹھائیں گے مجھ پر۔۔۔۔۔۔۔مجھے ماریں گے ؟۔۔۔تو ماریں ناں۔۔۔رک کیوں گئے ؟مار دیں مجھے۔اب آپ اپنے عیبوں کو چھپانے کے لیے یہی سب کریں گے۔ "

وہ زبردستی اس کے ہاتھ اٹھا کر خود کو مارنے کی کوشش کرنے لگی۔فاتین نے اپنے ہاتھ اس کی گرفت سے چھڑوا کر اسے کندھوں سے پکڑ کر ایسے جھنجھوڑا جیسے ہوش دلانا چاہتا ہو۔

"کیا کر رہی ہو یہ ؟کیا پاگل ہو چکی ہو ؟ "

"ہاں پاگل ہو چکی ہوں۔آپ نے مجھے پاگل کر دیا ہے۔۔۔سب سے الگ سمجھا تھا آپ کو اور آپ نے۔۔۔۔۔ "

اس کے الفاظ آنسوؤں میں ڈوب گئے۔وہ اس کی گرفت سے خود کو آزاد کروا کے نڈھال سی بیڈ پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔فاتین نے بے چارگی سے اس کی طرف دیکھا۔نجانے کیسا احساس ہے یہ محبت کہ انسان اسے پا کر بھی روتا ہے اور کھو کر بھی روتا ہے۔ہر قدم پر ایک نئی آزمائش منتظر ہوتی ہے۔

وہ بستر پر بیٹھی ہاتھوں میں منہ چھپا کر ہچکیوں سے رو رہی تھی اور وہ ساکت کھڑا اپنی ذات کے ادھیڑ پن میں مصروف تھا پھر سست روی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

ہم چھین لیں گے تم سے یہ شان بے نیازی

تم مانگتے پھرو گے اپنا غرور ہم سے

کب تک رہو گے آخریوں دور دور ہم سے

ملنا پڑے گا تم کو ایک دن ضرور ہم سے

دامن بچانے والے یہ بے رخی ہے کیسی

کہہ دو اگر ہوا ہے کوئی قصور ہم سے

ہم چھین لیں گے تم سے یہ شان بے نیازی

تم مانگتے پھرو گے اپنا غرور ہم سے

ہم چھوڑ دیں گے تم سے یوں بات چیت کرنا

تم پوچھتے پھرو گے اپنا قصور ہم سے ـــــ

گھر سے نکل کر وہ بے مقصد سڑکوں پر گاڑی دوڑاتا رہا۔ دل تھا کہ خون کے آنسو رو رہا تھا۔ اس نے تو سوچا تھا کہ فیمیا کے زندگی میں آجانے کے بعد ہر مشکل، ہر آزمائش ختم ہو جائے گی مگر آزمائش تو اب شروع ہوئی تھی۔

بے شک یہ راستہ کانٹوں بھرا تھا مگر اسے پاؤں زخمی ہونے کی فکر نہیں تھی۔اسے محبت کی کٹھن راہوں میں فیمیا کا ساتھ چاہیے تھا مگر بے جاشک اور آج کی تلخ کلامی کے بعد اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے وہ سب کچھ حاصل کر کے بھی تہی داماں رہ گیا ہے۔

فاتین! آپ نے میرے ساتھ دھوکا کیا ہے۔میرے ساتھ محبت کا ڈرامہ رچا کر باقیوں کے ساتھ بھی رنگ رلیاں مناتے رہے۔۔۔

کتنے گھٹیا اور غلیظ انسان ہیں آپ۔۔۔

آپ نے سب کو دھوکا دیا، سب کے جذبات سے کھیلتے رہے اور میرے خالص جذبات واحساسات کو روند دیا۔۔۔بہت برے ہیں آپ۔۔۔دھوکے باز ہیں۔۔۔"

اچانک ہی اس کی آنکھوں کے سامنے فیمیا کا آنسوؤں سے تر چہرہ لہرایا۔ہائے وہ آنکھیں جن میں فاتین کے لیے محبت کا سمندر موجزن تھا، آج ان ڈبڈباتی آنکھوں میں اس کے لیے بے یقینی اور نفرت کے سوا کچھ نہ تھا، کچھ بھی نہیں۔۔۔۔

اس نے زور سے اسٹئیرنگ پر مکا مارا اور گاڑی کی رفتار مزید بڑھادی مگر گاڑی کی بڑھتی رفتار کے ساتھ ساتھ سماعتوں میں گونجتے والی فیمیا کے تلخ الفاظ کی بازگشت میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔پھول جیسے لوگوں کے لہجے اور لفظوں میں نجانے کیوں کانٹوں جیسی چبھن ملتی ہے کہ انسان کا دل تار تار ہو جاتا ہے۔اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ کر خود پر قابو پانے کی کوشش کی پھر تنگ آکر گاڑی

روک دی اور دونوں ہاتھ کانوں پر ایسے دھر لیے جیسے ان آوازوں کو سماعتوں تک آنے سے روک دینا چاہتا ہو مگر اس کی یہ کوشش بے کار گئی تھی۔ سماعتوں میں آوازوں کا شور صدور تھا۔

"میرے اللہ! یہ کیسی آزمائش ہے؟ "

وہ بے بسی سے کہتا اسٹیئرنگ پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔

"کیا آزمائش اس قدر سخت ہوتی ہے کہ خود کو مضبوط اور طاقت ور سمجھنے والا انسان بھی، اس لمحے کمزور پڑ جاتا ہے؟ جیسے کہ میں لیکن میری طاقت تو میری "محبّت" تھی، میری بیوی، میری فیمیا مگر محبت کے دشمنوں نے اسے میرے ہی مقابل لا کھڑا کر دیا۔ اس کے ذریعے مجھے ڈھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور میں کتنا بے بس ہوں کہ کسی خاموش تماشائی کی طرح اپنا ہنستا بستا گھر، اپنی محبت اور زندگی تباہ و برباد ہوتے دیکھ رہا ہوں اور کچھ نہیں کر پا رہا۔ آخر میں کیا کروں؟ کس طرح ان حالات کا مقابلہ کروں؟

یا اللہ! تو "الرحمٰن الرحیم" ہے۔ مجھ پر اپنا رحم فرما۔ تو جانتا ہے کہ میں کیسا ہوں؟" فاتین قمر الزمان "کیسا ہے؟ تو میری نیت سے خوب واقف ہے، میرے دل کا حال تجھ سے پوشیدہ نہیں، تجھ کو میری سوچوں تک رسائی حاصل ہے۔ مجھے جس سے محبت ہے، اس سے نکاح جیسا پاک رشتہ قائم کیا پھر یہ گناہ میری ذات سے منسوب کیوں؟

یا اللہ! فیمیا کے دل سے یہ شکوک و شبہات نکال دے۔ نکال دے میرے مولا۔ "

شام کا سرمئی اندھیرا چار سو پھیلتے ہی پرندے اپنے آشیاں کی طرف لوٹ گئے تھے اور سڑکوں پہ لوگوں کی چہل پہل میں بھی کمی آگئی تھی۔ ویسے بھی وہ جہاں کھڑا تھا، وہ کافی سنسان جگہ تھی۔ فضا میں اب گہرا سکوت تھا، جسے سڑک پر گزرنے والی گاڑیوں کے انجن کی آواز توڑ دیتی اور ان کی ہیڈ لائٹس سے تاریک سڑک کچھ دیر کے لیے روشنی میں نہا جاتی۔

"یا اللہ۔۔۔ میرے پیارے اللہ۔۔۔۔"

وہ بلک رہا تھا، سسک رہا تھا جب موبائل کی رنگ ٹون بجنے پر اس کی محویت ٹوٹی۔ اس نے چہرے پر ہتھیلیاں رگڑ کر آنسو صاف کیے اور موبائل کی طرف متوجہ ہوا۔ اسکرین پر آبنوس کا نمبر جگمگا رہا تھا لیکن ابھی وہ کسی سے بھی بات کرنے کا متمنی نہیں تھا اس لیے سر جھٹک کر ونڈ اسکرین سے باہر دیکھنے لگا۔ معلوم نہیں اس کی دعائیں عرش پر پہنچی تھی کہ نہیں لیکن رو کر جی ضرور ہلکا ہو گیا تھا اور دل میں بھی ٹھنڈک سی اتر گئی تھی۔

وہ جو اللہ ہے ناں، اس سے مانگنے کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں کہ جس قدر اس کی صفات بیان کر کے مانگا جائے، وہ اسی قدر خوش ہو کر عطا کرتا ہے اور اگر دعائیں رد بھی ہو جائیں تو اس کی چوکھٹ نہیں چھوڑنی چاہیے۔ کون جانے اس کی مصلحتوں اور حکمتوں کو؟۔۔۔ میرا رب دعائیں بھی وہی قبول کرتا ہے، جو ہمارے حق میں بہترین ہوں۔

ایک بار پھر اسکرین پر آبنوس کا نمبر جگمگایا۔ اس نے گہری سانس لے کر کال پک کر لی۔

"کدھر ہو تم؟ کال کیوں نہیں اٹھا رہے تھے؟ "

آبی نے چھوٹتے ہی سوال کیا۔

"ادھر ہی ہوں۔ "

"ادھر کدھر؟ گھر سے نکلے یا نہیں؟ "

اس کے گول مول جواب سے آبی چٹخی پھر اچانک محسوس کر کے سوال کرنے لگی :

"تمہاری آواز کو کیا ہوا؟ اس قدر بھاری کیوں ہے؟ "

"کچھ نہیں۔ طبیعت بس ذرا اگڑ بڑ ہے۔ "

اس نے لہجے میں بشاشت لانے کی ناکام کوشش کی۔

"کیا ہوا طبیعت کو؟ سب خیریت تو ہے؟ "

"آبی! کچھ بھی ٹھیک نہیں۔۔۔ کچھ خیریت نہیں ہے۔ تم پلیز میرے پاس آجاؤ۔ مجھے ابھی تمہاری ضرورت ہے۔ "

آبنوس کا فکر مند لہجہ محسوس کر کے اس کی آنکھوں میں پھر سے نمکین پانی جمع ہونے لگا۔ ایک بار پھر اس کی ہمت جواب دے گئی تھی۔

"کہاں ہو تم؟ میں ابھی تمہاری طرف آتی ہوں۔ "

اس نے جلدی سے پتہ بتا کر کال منقطع کر دی اور گاڑی سے باہر نکل کر گہری گہری سانسیں لینے لگا تا کہ اندر کی گھٹن کو کچھ کم کیا جا سکے۔

بے تکلف ہونے کا مطلب آشنائی ہی نہیں ہوتا

سنو کوئی ہی کسی کی پرچھائی ہی نہیں ہوتا

پہلے مکمل اپنائیت کا احساس تو دو

چند قدم ساتھ چلنا ہم نوائی ہی نہیں ہوتا

دل و دماغ اسیر ہو جاتا ہے یادوں کا

ترکِ تعلق ہو جانا کوئی رہائی ہی نہیں ہوتا

صفائی تو یہ ہے کہ سچ لاؤ منظرِ عام پہ

جھوٹ پہ جھوٹ بولنا صفائی ہی نہیں ہوتا

ایک کی وجہ سے سبھی پہ نہ کر شک

صارم ہر شخص ہی ہرجائی ہی نہیں ہوتا....

کچھ ہی دیر میں آبنوس اس کے پاس موجود تھی۔

"کیا ہوا ہے؟ تم روتے رہے ہو؟ "

آبنوس کے سوال پر وہ سر جھکا گیا۔ وہ منہ سے جھوٹ کہتا تب بھی سرخ آنکھیں صاف چغلی کھا رہی تھی کہ وہ روتا رہا ہے۔

"کیا ہوا فاتین؟ کچھ تو بولو۔ کیا فیمیا سے لڑائی ہوئی ہے؟ "

اس کے سوال پر فاتین نے اثبات میں سر ہلایا۔

"بتاؤ مجھے؟ کیا ہوا ہے؟ کس بات پر لڑائی ہوئی؟ "

"شک کرتی ہے مجھ پر۔ "

"شک۔۔۔۔ مگر کیوں؟ "

"اسے لگتا ہے کہ شادی سے پہلے بہت سی لڑکیوں سے میرے تعلقات رہے ہیں بلکہ اب بھی ہیں اور اس سے شادی میں نے مفاد کے لیے کی ہے۔ محبت و حبت نہیں ہے اس سے۔ "

فاتین نے اب کچھ چھپانا مناسب نہیں سمجھا اور مختصراً ساری بات اس کے گوش گزار کر دی۔

"کچھ تو ہوا ہے جو اس نے ایسا محسوس کیا؟ "

"ہونا کیا ہے؟ابرش نے یہ سارا خناس بھرا ہے اس کے ذہن میں۔ "

ابرش کا نام لبوں پہ آتے ہی فاتین کے چہرے پہ غم کے ساتھ ساتھ غصے کے جذبات بھی اُمڈ آئے۔

"ہوں! مجھے پہلے ہی شک تھا کہ اس سب کے پیچھے ابرش ہی ہے۔فیمیا کو سمجھانا اب بیکار ہے۔ "

"پھر یہ معاملہ حل کیسے ہو گا؟ "

"تم دونوں کے درمیان "شک" ہے اور شک کی وجہ ابرش بن رہی ہے۔تم اس وجہ کو ختم کر دو۔ "

"ابرش کو ختم کر کے خود جیل چلا جاؤں؟ "

"یار میں اسے ختم کرنے کا نہیں کر رہی بلکہ یہ کہہ رہی ہوں کہ کسی طرح اپنے گھر اس کا آنا جانا روک دو یا ایسا کرو کہ فیمیا کو مکمل اعتماد میں لے لو۔ "

"ابرش کو گھر آنے سے روکنا ناممکن ہے کیونکہ گھر بابا کا ہے میرا۔۔۔۔۔۔ "

وہ کچھ کہتے کہتے کسی گہری سوچ میں گم ہو گیا۔

"کن سوچوں میں پڑ گئے؟ "

"میں نے سوچ لیا ہے کہ اب مجھے کیا کرنا ہے۔اس مسئلے کا واحد حل یہی ہے۔ "

اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھری۔کچھ دیر آبی اسے خاموشی سے دیکھتی رہی پھر بڑے مطمئن انداز میں ساری روداد سنانے لگی۔

"ایک بات بتاؤں؟"تمہاری مہندی کے دن جو ہم دونوں کے بیچ گفتگو ہوئی،ابرش اس سب سے باخبر ہے اور بطورِ ثبوت اس کے پاس تمہاری اور میری کچھ تصاویر بھی ہیں۔ان تصاویر کے ذریعے اس نے تو مجھے بلیک میل کرنے کی بھی کوشش کی تھی اور یہ کہ تم دونوں کو جدا کرنے میں اس کا ساتھ دوں۔ "

"وہاٹ؟کوئی اس حد تک کیسے گر سکتا ہے آبی؟ "

"وہ ابرش ہے،کچھ بھی کر سکتی ہے۔ "

آبنوس نے کندھے اچکائے۔

"جانتا ہوں وہ مجھے حاصل کرنے کے لیے آخری حد تک جائے گی۔ "

"کیا محبت ایسی ہوتی ہے فاتین؟ "

آبنوس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے آہستگی سے سوال کیا۔

"نہیں! کسی سے محبت کرنا یا کسی کو محبت دینا، فقط یہی ہمارے بس میں ہے۔ ہم کسی دوسرے شخص کو محبت کی زنجیروں میں زبردستی جکڑ نہیں سکتے۔"

"جکڑ بھی لیں تو کیا وہ ہمارا ہو جائے گا؟"

"نہیں!۔۔۔"

"اسی لیے تو محبت کو آزاد کر دیا۔"

وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔

"کچھ کہا تم نے؟"

فاتین کے پوچھنے پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔ اب ان دونوں کے بیچ مکمل خاموشی تھی۔ کچھ توقف بعد فاتین نے آبنوس کی طرف دیکھا اور اس کا ہاتھ تھام کر مسکراتے ہوئے کہا:

"تمہارا بہت شکریہ آبی۔ ہر مشکل گھڑی میں تم نے ہمیشہ میرا ساتھ دیا ہے۔ تم سچ میں بہت اچھی لڑکی ہو اور میری مخلص دوست بھی۔ میری دعا ہے کہ اللہ پاک تمہیں ایسا جیون ساتھی عطا فرمائے جو تمہاری طرح مخلص اور اچھا ہو۔ تمہاری قدر کرے۔ تمہیں خوش رکھے۔"

اس کی دعاؤں پر آبی کی آنکھیں بھر آئیں۔ اسے بے ساختہ ایک شعر یاد آیا۔

فاصلے ایسے بھی ہوں گے، یہ کبھی سوچا نہ تھا

سامنے بیٹھا تھا میرے اور وہ میرا نہ تھا۔۔۔ !!

)شاعر: عدیم ہاشمی (

"کیا ہوا؟ "

فاتین نے اسے چپ دیکھ کر سوال کیا۔

"کچھ نہیں۔ میں سوچ رہی تھی کہ ایک بار مجھے بھی فیمیا سے مل کر ساری بات کلئیر کرنی چاہیے۔ "

"اگر اس سے حالات میں بہتری پیدا ہو سکتی ہے تو ضرور۔ "

وہ اپنی بات مکمل کر کے ہلکا سا مسکرایا۔ بالکل پھیکی مسکراہٹ۔۔۔۔۔۔

وہ کچھ پل خاموش رہی، پھر لہجے میں بشاشت بھر کر بولی۔

"چلو کچھ دیر کے لیے آہن کی طرف چلتے ہیں۔ تمہارا دل بھی بہل جائے گا۔ کچھ بہتر محسوس کرو گے۔ "

آبنوس کی بات پر اس نے مسکرا کر سر کو ہاں میں جنبش دی۔ کچھ ہی دیر میں وہ دونوں آہن کے گھر موجود تھے۔ یہاں آ کر واقعی اس کا خراب موڈ بہتر ہو گیا تھا اور عریش سے لائیو بات چیت پر دن کی لڑائی کے آثار دل سے جاتے رہے۔

دبئی جاکر عریش کی صحت اچھی ہوگئی تھی لیکن مزاج بالکل ویسا ہی تھا۔ بے معنی باتیں کرتا، خود بھی ہنستا اور دوسروں کو بھی ہنساتا۔ نجانے کیوں آج فاتین کو وہ خوش قسمت محسوس ہوا۔ وہ سب کچھ کھو کر بھی خوش تھا، اور وہ سب کچھ پا کر بھی ناخوش یا پھر پا کر کھو دینے کا خوف ہی ایسا تھا جو اسے خوش رہنے نہیں دے رہا تھا۔

"آپ ابرش کو منع کر دیں کہ وہ روز روز ہمارے گھر نہ آیا کرے۔"

وہ بڑے مگن انداز میں ناشتے میں مصروف تھے، جب مسز قمر الزمان کی بات پر سر اٹھا کر انتہائی حیران کن لہجے میں استفسار کیا:

"کیوں؟ خیریت ہے ناں؟"

"خیریت ہی تو نہیں ہے۔ ابرش کی حرکتوں سے آپ اچھی طرح واقف ہیں۔ وہ فاتین اور فیمیا کے درمیان بدگمانیاں پیدا کرنے اور لڑائیاں کروانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے۔ بہتر ہے آپ اسے سمجھا دیں کہ وہ ایسا نہ کرے اور اگر آپ کو اپنی بہن اور بھانجی کی بہت یاد ستاتی ہے تو ان کے گھر جا کر مل لیا کریں۔ روز روز ابرش کو یہاں بلانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

ان کا ناپا تلا لہجہ انتہائی سنجیدگی کا غماز تھا۔

"ہوں! لڑائیاں اور بدگمانیاں۔۔۔یعنی جیسا سوچا تھا، حالات نے بالکل ویسا ہی پلٹا کھایا ہے۔اب خدا کرے کہ اس کھیل میں جیت صرف ہماری ہو۔۔۔۔"

وہ دل میں خود سے مخاطب ہوئے پھر مسز قمر قمر الزمان کی طرف دیکھا جو ان کے جواب کی منتظر بیٹھی تھیں۔

"میاں بیوی میں ایسے معمولی جھگڑے چلتے رہتے ہیں۔اس میں ایسی فکر مند ہونے والی بھی بات نہیں ہے۔"

"آپ بس اپنی بھانجی کو منع کر دیں کہ وہ یہاں نہ آیا کرے۔"

"تم بھی کمال کرتی ہو۔کیسے منع کر دوں؟ میری اکلوتی بہن کی بیٹی ہے۔"

"تو انہیں احساس ہونا چاہیے ناں۔تمام عمر جس کے ٹکڑوں پر پلتے رہے ہیں، کیا اب انہی کے بیٹے کی زندگی برباد کرنے کی جدوجہد کریں گے؟"

مسز قمر الزمان بھی بھری بیٹھی تھیں، فوراً تڑخ کر بولیں۔

"میں سمجھا دوں گا اسے۔زیادہ غصہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ دو لوگوں کی بے تحاشا محبت، کسی تیسرے کی غلط قیاس آرائیوں سے خطرے میں کیسے پڑ سکتی ہے؟ ایسی ہوتی ہے کیا محبت؟"

وہ استہزائیہ انداز میں ہنسے۔

"ابھی گفتگو محبت پر نہیں بلکہ ان کے درمیان جو نازک رشتہ ہے، اس پر ہو رہی ہے۔ میاں بیوی کے رشتے کی ڈور بہت کچی ہوتی ہے، ذرا سی گرہ آنے پر ٹوٹ جاتی ہے۔"

"اچھا تم فکر مت کرو۔ سمجھا دوں گا ابرش کو۔"

بے زاریت سے جواب دے کر انہوں نے واپس اپنی توجہ ناشتے کی طرف مبذول کروائی۔ مسز قمر الزمان نے اپنی آنکھیں ان کے چہرے پر ٹکا دیں، جہاں پریشانی تو دور پریشانی کا شبہ تک نہیں تھا۔

زمان صاحب کے آفس جانے کے بعد وہ کچھ دیر اپنے کمرے میں اس مسئلے پر غور و فکر کرتی رہی، پھر کچھ سوچ کر فیمیا کے کمرے کی طرف چلی آئیں۔

وہ جو دنیا و مافیہا سے بے خبر کمرے میں مکمل اندھیرا کیے، گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے سوگوار حالت میں بیڈ پر بیٹھی تھی، قدموں کی ہلکی چاپ سن کر اس نے سر اٹھایا۔ کمرے کے عین وسط میں مسز زمان کھڑی تھیں۔

مسز زمان نے فوراً کھڑکیوں کے پردے ہٹائے۔ سورج کی شعائیں پڑتے ہی یک دم پورا کمرہ روشن ہو گیا۔ کھڑکیاں کے پٹ کھول کر کمرے کی کثافت کم کرنے کی کوشش کی اور خود اس کے قریب آکر بیٹھ گئیں۔

"ناشتہ نہیں کیا تم نے؟ "

"فاتین نے بھی تو نہیں کیا۔ "

وہ کہنا چاہتی تھی مگر کہہ نہ پائی۔ شادی کے بعد پہلی بار ایسا ہوا کہ ان کی ناراضگی اس قدر طوالت اختیار کر گئی تھی اور اب تو دونوں ہی ایک دوسرے سے ناراض بیٹھے تھے۔ فیمیا یہ سوچ رہی تھی کہ فاتین اپنی ہر غلطی تسلیم کر کے اس سے معافی مانگ لے گا اور زندگی معمول پر آجائے گی جبکہ فاتین فیمیا کا منتظر تھا۔

"تم دونوں کو کیا ہو گیا بیٹا؟ فاتین بھی ناشتہ کیے بغیر آفس چلا گیا اور تم بھی اپنے کمرے میں گم سم بیٹھی ہو۔ مجھے بتاؤ شاید میں کچھ بہتر مشورہ دے سکوں۔ "

انہوں نے بہت شفقت سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر دریافت کیا۔

"یعنی ہمارے جھگڑے کا گھر میں سب کو علم ہو گیا۔ "

یہ انکشاف اسے آب آب کر گیا۔

"بیٹا! بتاؤ مجھے؟ تم دونوں کے بیچ کیا چل رہا ہے؟ "

ایک بار پھر انہوں نے اپنا سوال دہرایا۔فیمیا نے پلکیں اٹھا کر ان کی طرف دیکھا۔آنکھیں آنسوؤں سے لبالب بھری ہوئی تھیں اور لب۔۔۔۔لب بالکل ساکت۔۔۔۔

"بتاؤ مجھے۔"

وہ سب کچھ اس کے منہ سے سننے کے لیے منتظر تھیں۔فیمیا نے نظریں گود میں رکھے اپنے ہاتھوں پر ٹکا دیں پھر آہستگی سے انہیں گزشتہ دنوں کے تمام واقعات بتانے لگی۔

مسز زمان نے بڑے صبر اور تحمل سے اس کی پوری بات سنی پھر اس کی طرف دیکھ کر پوچھنے لگیں :

"تمہارے نزدیک محبت کیا ہے؟ "

وہ ان کے غیر متوقع سوال پر کچھ حیران ہوئی۔

"محبت۔۔۔۔ "

فیمیا نے زیرِ لب دہرایا۔اسے ایسا محسوس ہوا جیسے ایک لفظ محبت کو بیان کرنے کے لیے اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔خالی الذہنی کے ساتھ، بے تاثر آنکھیں لیے وہ انہیں تکتی رہی۔سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا جواب دے؟

"ہاں محبت۔۔۔ "

"فاتین۔۔۔۔میں نے فاتین کو "محبت" کا نام دیا تھا۔ "

ٹپ ٹپ ٹپ آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر چہرے پر پھسلتے چلے گئے۔

"تھا۔۔۔"

مسز زمان کو اس کا آخری لفظ "تھا" چونکا گیا۔

"ایک بات یاد رکھنا۔ جھوٹ ایمان کی قینچی ہے اور شک محبت کی قینچی۔ شک سے نہ محبت رہتی ہے، نہ عزت۔ کھوکھلے رشتوں کا کیا کرو گی تم۔ سر سے اتار کر پھینک دو گی۔ راہیں جدا کر لو گی؟ "

"آپ بھی یہی سمجھتی ہیں کہ میں فاتین پر شک کر رہی ہوں حالانکہ میں نے ہر بات آپ کو سچ سچ بتائی ہے۔ "

اس نے دوپٹے سے آنسو پونچھے۔

"نہیں! میں تو صرف یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ ہو سکتا ہے جو تم نے دیکھا ہو وہ تصویر کا ایک رخ ہو، دوسرا رخ تم سے پوشیدہ رکھا گیا ہو۔ "

ان کی بات پر وہ گڑبڑائی۔

"کیا مطلب آنٹی؟ "

"کیا ابرش اس قابل ہے کہ اس کی بات پر یقین کیا جائے؟ اور یہ جانتے بوجھتے کہ وہ ایک مکار اور چالباز لڑکی ہے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ تم دونوں کے درمیان شک اور بدگمانیاں پیدا کر کے جدا کرنے کی سازش کی جا رہی ہو اور میں بتا رہی ہوں کہ یہ رویہ فاتین کو تم سے دور کر رہا ہے اور دشمن کو اپنی سازش میں کامیاب۔۔۔۔ "

وہ جو دم سادھے ان کی ہر بات بغور سن رہی تھی، آخری جملے پر بے اختیار اس کا سر نفی میں ہل گیا۔

"نہیں! فاتین میری زندگی ہیں اور زندگی سے دور جانا موت کے مترادف ہے۔ "

اس کے چہرے پر درد و اذیت کی لہریں چھلک پڑیں۔

"اور زندگی پر شک کرنا؟ "

"مجھے ان پر شک نہیں ہے۔ "

"یقین بھی تو نہیں ہے۔ "

مسز زمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

"اگر آپ میری جگہ ہوتی تو کیا کرتی؟ میں نے سنی سنائی باتوں پر یقین نہیں کیا بلکہ اپنی ان آنکھوں سے سب دیکھا بھی ہے۔ "

"بعض اوقات آنکھوں دیکھا سچ نہیں ہوتا، حقیقت کچھ اور ہوتی ہے۔ تمہیں کیا لگتا ہے کہ ابرش جو ہر وقت فاتین کے خلاف تمہارے کان بھرتی رہتی ہے، یہ تمہاری ہمدرد ہے؟ ہر گز ایسا مت سمجھنا۔ اس گھر میں اگر کوئی تمہارا ہمدرد ہے تو وہ ہے فاتین۔ یہ مت بھولو کہ وہ فرش سے اٹھا کر عرش پر لایا ہے تمہیں۔

اس کا سر فوراً جھک گیا۔ بے شک ان کا لہجہ کچھ تلخ سا ہو گیا تھا لیکن باتیں سو فیصد درست تھیں جس کا احساس فیمیا کو بھی تھا۔

"میرا مقصد ہر گز تم کو نیچا دکھانا نہیں ہے میں بس یہ سمجھانا چاہ رہی تھی کہ فاتین تمہارے ساتھ مخلص ہے۔ وہ تم پر جان چھڑکتا ہے فیمیا اور یہی بات لوگوں کو ہضم نہیں ہو رہی۔ دنیا تم دونوں کو ایک ساتھ نہیں دیکھنا چاہتی، اسی لیے من گھڑت باتیں کر کے تمہیں فاتین سے بد ظن کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے تاکہ تم اسے چھوڑ دو۔۔۔ اور فرض کرو اگر یہ باتیں سچی بھی ہیں تو کیا تم فاتین کو چھوڑ دو گی؟ تمہارے ماں باپ بھی نہیں ہیں۔ شوہر کا گھر چھوڑ کر بھائی کے گھر۔۔۔۔۔۔ تمہارا جوان بھائی کب تک تمہارا بوجھ اٹھائے گا۔ آخر اسے بھی تو اپنا گھر بسانا ہے۔ ہر پہلو پر سوچ کر فیصلہ کرو۔ یاد رکھنا! عورت اپنا گھر بچانے کے لیے بڑی سے بڑی بات بھی صبر سے برداشت کر لیتی ہے اور فاتین کی بے تحاشا محبت کے باوجود اگر تمہیں محسوس ہوتا ہے کہ یہ الزامات سب سچ ہیں تو میری التجا ہے کہ تم اس کی خامیوں کے ساتھ سمجھوتہ کر لو۔ "

سوچوں کے بہت سے دراس پرواکر کے مسز زمان وہاں سے جاچکی تھیں۔اب فیصلے کا اختیار فیمیا کے پاس تھا۔

فاتین کی تمام ناکردہ خطائیں درگزر کرکے اس کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گزارنے کا فیصلہ یا جھوٹے الزامات کے تحت اسے چھوڑ دینے کا فیصلہ۔۔۔۔

"اپنے محبوب شوہر کو چھوڑ دینا آسان نہیں ہوتا اور سب کچھ جانتے بوجھتے اس کے ساتھ رہنا بھی از حد مشکل۔۔۔۔لیکن کیا سب کچھ؟

انکل اور آنٹی فاتین کی شادی ابرش سے کرنا چاہتے تھے،اس بات کا علم مجھے شروع سے تھا اور رہی بات ابرش اور فاتین کے تعلق کی تو یہ ماضی کی بات ہے۔اب ماضی کو سامنے رکھ کر لڑائی جھگڑے کرنے کی کیا تک بنتی ہے؟"

یک دم ہی اسے ہر وہ بات بے معنی لگنے لگی،جس کی بنیاد پر وہ فاتین سے الجھ بیٹھی تھی۔

"مرد میں سو عیب ہوتے ہیں،لیکن عورت اپنا گھر بچانے کے لیے سمجھوتہ کرلیتی ہے اور میں۔۔۔۔نجانے کیسی عورت ہوں؟میں نے اس لڑکی کی ہر بات پر آنکھیں بند کرکے یقین کرلیا جس کے بارے میں آنٹی کہتی ہیں کہ وہ ایک مکار اور چالباز لڑکی ہے اور یہی بات فاتین بھی مجھ سے بارہا کہتے رہے بلکہ اس سے بچنے کی تاکید بھی کی اور میں نے ابرش کے بارے میں ان کی ہر بات سنی ان سنی کردی۔ہر بات جھٹلاتی رہی اور آج؟۔۔۔۔

صبح سے شام ہو گئی تھی لیکن سوچوں کی الجھی ہوئی ڈور کا کوئی سرا ہاتھ نہیں آ رہا تھا جس سے وہ اس سارے مسئلے کو سلجھا سکتی۔

مغرب کی اذان ہونے میں تھوڑی دیر باقی تھی، جب آپی اس سے ملنے چلی آئی۔ وہ فیمیا کے سامنے صرف ابرش کی حقیقت واضح کرنے نہیں بلکہ اس کا دماغ بھی ٹھکانے لگانے آئی تھی جو سنی سنائی باتوں پر اپنا گھر تباہ کرنے پر تُلی ہوئی تھی۔

"فیمیا! فاتین پر یقین کر لو یا اس رشتے کو ختم کر دو جو تم دونوں کے درمیان ہے لیکن اس طرح تمہارے شک کرنے سے تعلق تو مر ہی جائے گا لیکن اس کے ساتھ فاتین کا کردار بھی مسخ ہو جائے گا۔

کسی کی جھوٹی باتوں پہ یقین کر کے اس پاک بندھن کی خوبصورتی کو خراب مت کرو۔ جھوٹ تا دیر چھپا نہیں رہ سکتا۔ کبھی نہ کبھی حقیقت تمہارے سامنے پوری طرح واضح ہو جائے گی مگر اس بات کا کوئی بھروسہ نہیں کہ تب بھی وقت تمہارے ہاتھ میں ہو گا اپنی محبت اور گھر کو بچانے کے لیے۔۔۔"

ہر بات اس پر عیاں کر کے آخر میں آپی اس کے ہاتھ تھام کر التجائیہ انداز میں گویا ہوئی۔ فیمیا بغیر کوئی جواب دیے بے تاثر آنکھیں لیے، اسے تکتی رہی۔ ابرش کے بارے میں آپی کے انکشافات نے اس کے لبوں پر چپ کے قفل باندھ دیے تھے۔

"مان لیا کہ مجھے لوگوں کو پرکھنا نہیں آتا۔مجھے کھرے کھوٹے کی پہچان نہیں ہے۔میرا اپنا ظاہر و باطن آئینے کی طرح صاف وشفاف ہے تو مجھے باقی لوگ بھی اپنے جیسے محسوس ہوتے ہیں لیکن نہیں۔۔۔۔ایسا ہرگز نہیں ہے۔میں غلط تھی جو ایسا سوچتی تھی۔ایسا نہیں ہے۔مان لیا کہ فیمیا فاتین غلط تھی۔"

آپی جا چکی تھی اور وہ بیڈ پر بیٹھی اپنی بے وقوفیوں پر ماتم کناں۔۔۔۔

"کاش میں فاتین پر شک نہ کرتی،ان پر تھوڑا سا یقین کر لیتی تو نوبت آج یہاں تک نہ آتی۔۔کاش کہ ایسا ہوتا۔"

اس نے دکھ سے سوچا لیکن زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔وقت ابھی اس کے ہاتھ میں تھا۔اگر وہ چاہتی تو حالات پہلے جیسے نہ سہی، مگر بہتر ہو سکتے تھے اور اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ فاتین کو منا لے گی۔اس کے قدموں میں گر کر اس سے معافی مانگے گی اپنی غلطی کی اور اس بہتان کی جو اس نے کسی کے کہنے میں آکر فاتین پر باندھا تھا۔

نجانے رات کا کون سا پہر تھا جب وہ گھر کے اندر داخل ہوا۔ایک ہاتھ میں بریف کیس پکڑے، دوسرے ہاتھ سے کنپٹی سہلاتے ہوئے وہ بہت تھکا ہوا لگ رہا تھا۔

جب سے فیمیا کے ساتھ تعلقات میں کشیدگی پیدا ہوئی تھی، اس نے گھر دیر سے آنا معمول بنالیا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ فیمیا سے اس کا سامنا ہو اور نہ ان آنکھوں میں اپنے لیے شک اور نفرت بھرے جذبات دیکھنے کی اس میں سکت تھی۔

کمرے میں داخل ہو کر اسے غیر معمولی پن کا احساس ہوا اور اس کی وجہ فیمیا بیڈ پر نہیں تھی۔ ادھر ادھر نظریں دوڑاتے ہوئے اس کی نظر بے اختیار صوفے پر جا ٹکی جہاں فیمیا بے سدھ پڑی سو رہی تھی۔

اس نے بازو پر سے تہ شدہ کوٹ اٹھا کر بیڈ پر رکھا اور آہستگی سے چلتے ہوئے اس کے قریب آگیا۔ سوتے ہوئے وہ از حد معصوم لگ رہی تھی اور چہرے پر صرف معصومیت ہی نہیں بلکہ آنسوؤں کے خشک نشان بھی تھے۔ شاید وہ رو کر سوئی تھی۔

"میں جانتا ہوں ایک پاگل سی لڑکی کو جو کبھی ستم گر کو مسیحا گردان لیتی ہے تو کبھی اسے مخلصی میں منافقت نظر آتی ہے لیکن جب اسے اپنی بیوقوفی کا احساس ہوتا ہے تو اندر ہی اندر گھٹتی رہتی ہے۔"

بے اختیار اس نے ہاتھ بڑھا کر فیمیا کے چہرے کو چھوا۔

ہاہ۔۔۔ تمہاری معصومیت پہ کبھی بہت پیار آتا ہے تو کبھی دل میں یہ خوف سر اٹھانے لگتا ہے کہ کوئی اس بھولپن کا ناجائز فائدہ نہ اٹھالے۔"

یک ٹک اس کا چہرہ تکتے ہوئے وہ دل ہی دل میں اس سے مخاطب ہوا۔ کتنے ہی پل ایسے ہی گزر گئے پھر فاتین نے پیار سے اس کے وجود کو بازوؤں میں سمیٹا اور آ کے بیڈ پر چھوڑا۔ فیمیا ذرا سا کسمسائی، پھر کروٹ بدل کر سو گئی جبکہ وہ نم آنکھوں سے مسکراتا خود اذیتی کی انتہا پر تھا۔

لوگ سچ کہتے ہیں کہ محبت پہ کسی کا بس نہیں چلتا۔ اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود بھی محبتوں میں کمی واقع نہیں ہوئی تھی۔ اس کے دل میں فیمیا کے لیے محبت بدستور قائم تھی۔

صبح آنکھ کھلتے ہی اس نے کروٹ بدل کر بیڈ کی دوسری طرف خالی جگہ کو دیکھا۔ آج بھی فاتین اس کے بیدار ہونے سے پہلے روانہ ہو گیا تھا۔ اس نے سخت غصے اور جھنجھلاہٹ سے کمبل خود پر سے ہٹا کر پرے پھینکا اور بیڈ سے نیچے ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئی۔

"بھلا ایسی بھی کیا بے رخی؟ انسان کو کم از کم معافی مانگنے کا موقع تو دینا چاہیے۔"

فیمیا نے منہ بسورا پھر اچانک ہی اسے یاد آیا کہ رات وہ فاتین کا انتظار کرتے کرتے صوفے پر ہی سو گئی تھی پھر یہاں بیڈ پر کیسے؟۔۔

اس نے دماغ پر زور ڈالا پھر فاتین کا خیال آتے ہی اس کے گالوں پہ لالی اور ہونٹوں پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

"فاتین! آپ لاکھ خفا سہی، لیکن پھر بھی فیمیا نبیل سے بے خبر نہیں ہیں۔ آپ کو ہمیشہ سے میری پرواہ تھی، اور اب بھی ہے۔ بے شک میرے الزامات نے آپ کو توڑ پھوڑ دیا ہے لیکن اس سب کے موجود آپ مجھے دل سے نکال نہیں سکے۔ آپ آج بھی مجھ سے اتنی ہی محبت کرتے ہیں، جتنی پہلے کرتے تھے۔"

اس سوچ نے اس کے انگ انگ میں خوشی بھر دی تھی۔ وہ اٹھی اور فریش ہو کر خوشگوار موڈ میں نیچے آئی لیکن لاؤنج میں بیٹھی ابرش پہ نظر پڑتے ہی جہاں چہرے پہ خوشی کے رنگ پھیکے پڑے تھے، وہیں پیشانی پہ ناگوار شکنیں پڑ گئیں۔

"صبح ناشتہ نہیں کیا تو ابھی زوروں کی بھوک لگ رہی ہے۔ جلدی سے گرما گرم چائے لے آؤ اور صرف چائے پر مت ٹرخا دینا۔ ساتھ کچھ کھانے کے لیے ضرور لے آنا اور اگر فریج میں میرا پسندیدہ کیک ہوا تو وہ لازمی۔"

رنگین صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے بیٹھی ابرش اس طرح خانساماں کو حکم دے رہی تھی، جیسے وہی اس گھر کی مالکن ہے۔

فیمیا نے منہ ہی منہ کچھ بڑبڑا کر ناگواری سے سر جھٹکا اور تیزی سے زینے طے کرنے لگی تبھی خانساماں نے اسے دیکھ کر روک لیا:

"بی بی جی! آپ کے لیے ناشتہ بنا دوں؟"

"نہیں! مجھے بھوک نہیں ہے۔ تم پہلے ان بھوکے ندیدوں کے پیٹ بھر لو۔"

شدید خواہش کے باوجود وہ آخری جملہ دل میں دبا گئی۔

"لیکن چھوٹے صاحب نے سختی سے تاکید کی تھی کہ آپ کو لازمی ناشتہ کروادوں۔"

خانساماں کی بات پر اس کے اوپر کی طرف بڑھتے قدم رک گئے۔

"فاتین نے ایسا کہا؟"

اس کے لبوں پہ پیاری سی مسکان آٹھہری۔ فاتین کی اپنے لیے فکر پہ دل پھولے نہیں سمارہا تھا۔

"خدا بھی کیسے کیسے لوگوں کو نواز دیتا ہے؟"

خانساماں کو کمرے میں ناشتہ لانے کا کہہ کر وہ لاؤنج سے جانے لگی تھی کہ ابرش کی طنزیہ بات نے اس کے قدم وہیں جکڑ لیے۔ وہ اس کے ساتھ الجھ کر اپنا خراب موڈ مزید خراب نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن اب جواب دینا ضروری ہو گیا تھا۔ کبھی کبھار انسان کی مسلسل خاموشی، مقابل کو شیر کرنے کے مترادف ہوتی ہے اور فیمیا نے ہر بار ابرش کے سامنے چپ رہ کر اسے شیر کر دیا تھا لیکن شیر کو کیسے پچھاڑنا ہے، وہ یہ بات بخوبی جانتی تھی۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی ابرش کے مقابل آکھڑی ہوئی اور ایک ایک لفظ چبا کر بولی:

"ناشکرے لوگ اللہ کو سخت ناپسند ہیں اس لیے وہ انہی لوگوں کو عطا کرتا ہے، جو اس قابل ہوتے ہیں۔"

"اس بات کا کیا مطلب ہے؟"

ابرش اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسے قطعی امید نہیں تھی کہ فیمیا پلٹ کر جواب دے گی۔

"یہی کہ تم اس قابل ہی نہیں کہ تمہیں عطا کیا جائے۔"

"شٹ اپ!۔۔۔اب تم مجھے بتاؤ گی کہ میں کس قابل ہوں یا نہیں۔

تمہاری حیثیت کیا ہے میرے سامنے بولنے کی؟ ایک مڈل کلاس لڑکی، جس میں فاتین کو نجانے کون سے سرخاب کے پر نظر آئے جو بیوی بنا کر اس گھر میں لے آیا لیکن بڑے گھر میں آجانے سے کوئی بڑا نہیں بن جاتا۔ تم جہاں کی ہو، وہیں پہ رہو گی۔ تمہاری شخصیت، سوچ اور رہن سہن وہی مڈل کلاس لوگوں جیسا ہی رہے گا۔"

فایمیا کے الفاظ سے زیادہ، اس کے استہزائیہ لہجے نے ابرش کے اندر آگ لگادی تھی اس لیے سخت غصے میں جو منہ میں آیا، وہ بے دھڑک کہتی چلی گئی اور فیمیا لب بھینچے بڑے ضبط سے سنتی رہی پھر انتہائی پرسکون لہجے میں گویا ہوئی:

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ بڑے گھروں میں رہنے سے کوئی بڑا نہیں بن جاتا۔ انسان کیا ہے؟ کیسا ہے؟ جب وہ گفتگو کرتا ہے تو اس کی پہچان ہو ہی جاتی ہے اور تمہاری شخصیت، گفتگو اور انداز تمہیں گھٹیا ثابت کرتا ہے۔۔۔

اور ہاں! یہ جہاں تم کھڑے ہو کر مجھے باتیں سنا رہی ہو ناں یہ گھر میرا ہے اس لیے سوچ سمجھ کر بولنا ورنہ۔۔۔۔"

"اوہ تو یہ گھر جناب آپ کا ہے؟ "

ابرش کے لب سیٹی مارنے کے انداز میں گول ہوئے۔ لہجہ سراسر تمسخر اڑانے والا تھا۔

"یہ گھر ماموں جان کا ہے اور میں ان کی اکلوتی بھانجی ہوں تو کوئی مجھے یہاں آنے سے روک نہیں سکتا۔ سمجھی۔"

"تو میں بھی اس گھر کی اکلوتی بہو اور فاتین قمر الزمان کی اکلوتی بیوی ہوں۔ تم بھی یہ بات جتنی جلدی سمجھ لو، اچھا ہے۔"

فیمیا نے اسی کے لہجے میں جواب دیا۔

"بہت غرور ہے ناں تمہیں اس گھر کی بہو اور فاتین کی بیوی ہونے کا۔ یاد رکھنا! میں نے یہ تمہارا غرور نہ توڑا تو میرا نام ابرش نہیں۔ یہ زمان ہاؤس جسے تم بڑے مان سے اپنا گھر کہتی ہو۔ دھکے دے کر اس گھر سے تمہیں نکلواؤں گی۔

یاد رکھنا! فیمیا فاتین۔ "

وہ سخت اشتعال میں دھمکی دے کر وہاں سے ہٹ گئی اور یہ دھمکی محض دھمکی نہیں تھی۔ ابرش سے ہر چیز کی توقع کی جاسکتی تھی سوائے کسی اچھے کام کے اور اس بات کا اندازہ فیمیا کو بھی باخوبی تھا۔ اس نے منہ پر ہاتھ پھیر کر تنفس بحال کرنے کی کوشش کی اور تیزی سے اپنے کمرے کی طرف جانے والی سیڑھیاں چڑھ گئی۔

یہ اور بات ہے تجھ سے گلا نہیں کرتے

جو زخم تو نے دیے ہیں بھرا نہیں کرتے

ہزار جال لیے گھومتی پھرے دنیا

ترے اسیر کسی کے ہوا نہیں کرتے

یہ آئنوں کی طرح دیکھ بھال چاہتے ہیں

کہ دل بھی ٹوٹیں تو پھر سے جڑا نہیں کرتے

وفا کی آنچ سخن کا تپاک دوان کو

دلوں کے چاک رفو سے سلا نہیں کرتے

جہاں ہو پیار غلط فہمیاں بھی ہوتی ہیں

سو بات بات پہ یوں دل برا نہیں کرتے

ہمیں ہماری انائیں تباہ کر دیں گی

مکالمے کا اگر سلسلہ نہیں کرتے

جو ہم پہ گزری ہے جاناں وہ تم پہ بھی گزرے

جو دل بھی چاہے تو ایسی دعا نہیں کرتے

ہر اک دعا کے مقدر میں کب حضوری ہے

تمام غنچے تو امجد کھلا نہیں کرتے

امجد اسلام امجد

ہر پل زندگی ہنس کر جینے والی فارہ زیب گھر کی پچھلی طرف بنے چبوترے پہ، چہرے کو دونوں ہاتھوں میں ٹکائے غم کا اشتہار بنی بیٹھی تھی۔

تیز چلتی سرد ہوائیں اور سورج کا غروب ہوتا زرد پیالہ۔۔۔ منظر بے حد دلکش تھا لیکن وہ کیا کرتی کہ اسے آج کل ہر چیز اپنے دل کی طرح سوگوار نظر آتی۔ اگر دل خوش ہو تو غم میں بھی خوشیوں کے ہزار پہلو نکل آتے ہیں اور اگر اداسیاں دل میں گھر کر جائیں تو خوشی بھی سوگوار محسوس ہوتی ہے۔ آج کل اس کے دل کی حالت بھی کچھ ایسی تھی کہ اسے ہر چیز ادھوری، بکھری بکھری سی اور ماتم کناں دکھائی دیتی۔

یوں تو زیب کے ساتھ اس کا نام جڑ چکا تھا لیکن دل میں یہ ڈرا ٹھکیلیاں لینے لگا تھا کہ اس کا گزشتہ لب و لہجے زیب سے دوری کی وجہ نہ بن جائے اور یہی ڈر اسے ہر پل بے چین رکھتا تھا۔

شام کا سرمئی اندھیرا ہر طرف پھیل رہا تھا۔ وہ کپڑوں سے ندیدہ مٹی جھاڑتے ہوئے اٹھی اور گھر کے رہائشی حصے کی طرف آ گئی۔

دل میں اچانک ہی خواہش جاگی کہ وہ اپنی انا قربان کر کے زیب سے خود رابطہ کرنے کی کوشش کرے۔ اور کچھ نہ سہی کم از کم اسے یہ احساس تو دلائے کہ اپنے گزشتہ لب و لہجے پر وہ شرمندہ ہے اور صرف اسی کے ساتھ زندگی گزارنے کی خواہش مند ہے۔

"اور یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ زیب میری طرف سے پہل کے منتظر ہوں کہ میں ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کروں گی۔"

بہت سے مثبت خیالات نے فارہ کو ہمت دی اور وہ زیب سے رابطے کی غرض سے فون کریڈل کی طرف بڑھی۔اس کے پاس زیب کا ذاتی نمبر نہیں تھا اس لیے مجبوراً اسے گھر کے نمبر پہ کال کرنی پڑی۔

دل میں اک اور ننھی سی خواہش جاگی کہ کاش! فون زیب اٹھائے لیکن شومئی قسمت! فون پھپھو (سارہ بیگم) نے ریسیو کیا۔وہ اس کے کال کرنے سے از حد خوش ہوئیں لیکن فارہ کا دل بجھ سا گیا۔

اس نے کچھ دیر ان سے بات کی اور فون کریڈل پر پٹخ دیا۔

"میں غلط تھی جو اپنی انا کو پس پشت ڈال کر زیب سے رابطہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ میرے منتظر ہوں گے لیکن نہیں۔۔۔انہیں میری پرواہ ہی نہیں ہے۔وہ مجھے چاہتے ہی نہیں ہیں۔شاید پھپھو کے اصرار میں آکر مجھ سے نکاح کر لیا۔اگر میں ان کی من پسند بیوی ہوتی تو ضرور وہ خود کال اٹھاتے۔مجھ سے بات کرتے۔"

اس نے تلخی سے سوچتے ہوئے آنکھوں میں در آنے والی نمی کو صاف کیا اور دوسری طرف زیب بن احسان کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی کہ نخریلی سی فارہ جو ہر وقت اس سے لڑنے کے لیے

تیار رہتی تھی اب اسی سے رابطے کے لیے تڑپ رہی ہے۔ بہر حال جب اس نے اپنی امی سے فارہ کی کال کے بارے میں سنا تو اسے حیرت کے ساتھ شدید خوشی بھی ہوئی۔

"تو فارہ زیب! لگتا ہے محبت نے آپ کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے۔ "

وہ دل میں فری سے مخاطب ہوا۔ بے اختیار لبوں پہ خفیف سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

آپی۔۔۔

آپی پلیز۔۔۔ میرے پاس آجائیں۔ "

وہ کچھ دیر کام کاج میں دل بہلانے کی غرض سے کچن میں آئی تھی کہ فری کی کال آ گئی۔ اس کا نم لہجہ اور غم میں ڈوبی آواز فیمیا کو متردد کر گئے۔

"کیا ہوا فری؟ خیریت۔ "

"میں خود کو بہت اکیلا محسوس کر رہی ہوں۔ پلیز کچھ دیر کے لیے سہی لیکن میرے پاس آجائیں۔ آج ہی واپس چلی جایئے گا۔ "

فارہ نے التجا کی۔

"فری میری جان! مجھے بتاؤ؟ کیا ہوا ہے؟ میں سن رہی ہوں۔ ابھی فاتین آفس میں ہیں، ڈرائیور بھی نہیں ہے۔ میں کیسے آسکتی ہوں؟ مجھے کال پہ بتاؤ کیا پریشانی ہے؟ "

فیمیا نے اسے بچوں کی طرح پچکارا۔

"بس آپی! رہنے ہی دیں۔ آپ بھی شادی کر کے بدل گئیں۔ مانا کہ شادی کے بعد پہلے کی نسبت مصروفیات بڑھ جاتی ہیں لیکن ایسی بھی کیا مصروفیات کہ انسان اپنوں کو بھول جائے۔ ان کی خبر تک نہ لے کہ وہ زندہ بھی ہیں یا مر گئے۔ اب میں کال پہ کیسے بتاؤں میں کس اذیت سے دوچار ہوں؟ میرے دن ورات کس قدر بے کل گزر رہے ہیں؟ میری سانسیں کتنی گھٹن کا شکار ہیں؟ میں کیسے بتاؤں آپی؟ "

ماؤتھ اسپیکر سے اس کی دبی دبی سسکیوں کی آواز ابھر رہی تھی۔ اپنی بہن کو دکھ میں دیکھ کر فیمیا تڑپ اٹھی تھی۔ اپنے غم پہ انسان صبر کر لیتا ہے لیکن اپنوں کی تکلیف انسان کو بے بس کر دیتی ہے۔

"آپی۔۔۔ ہمیں اپنی غلطی کا احساس ہو جائے تو لوگ کیوں اپنا دل بڑا کر کے معاف نہیں کرتے۔ ہم سے باخبر ہو کر خود کو بے خبر ظاہر کرتے ہیں، نظرانداز کرتے ہیں حالانکہ انہیں احساس ہوتا ہے کہ ہم اپنی ہر خطا پر نادم، ان سے معافی کے خواستگار ہیں۔۔۔ "

فیمیا کو ایسا لگا جیسے وہ اپنا دکھ نہیں بلکہ فاتین کے بارے میں اس کے احساسات وجذبات کی ترجمانی کر رہی ہے۔

"بتائیں ناں آپی۔۔۔ ایسا کیوں کرتے ہیں لوگ؟ "

وہ جواب جاننے کے لیے بضد تھی لیکن فیمی تو خود اسی سوال کے جواب کی تلاش میں تھی۔

"زیب سے رابطہ نہیں ہوا کیا؟ "

اس کے ہر سوال کو یکسر نظر انداز کر کے فیمیا نے آہستگی سے استفسار کیا۔

"رابطہ ہی تو نہیں ہو رہا آپی۔ وہ مجھے کچھ کہنے کا موقع ہی نہیں دے رہے۔ خود سے نجانے کیا کیا طے کیے بیٹھے ہیں کہ پلٹ کر خبر تک نہیں لی؟ محبت کے بڑے دعوے کر رہے تھے وہ۔ کیا محبت ایسی ہوتی ہے؟

محبت اگر ایسی ہوتی ہے تو کہانیوں میں کس محبت کا ذکر ہے؟ آخر یہ کہانیاں لکھنے والے کیوں زندگی کو اس قدر آسان کر کے پیش کرتے ہیں۔ آخر انسان کی زندگی ناول اور کہانیوں جیسی کیوں نہیں ہوتی؟ ناول جسے ایک انسان تخلیق کرتا ہے، اس میں سب کچھ کتنا بہترین اور مکمل ہوتا ہے۔ مانا کہ دکھ، تکالیف اور آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر پھر اخیر میں ملنے والی مکمل خوشیاں اور مسکراہٹوں سے دل میں موجود تمام کثافتیں دھل جاتی ہیں، ہر منظر صاف ہو جاتا ہے اور زندگی جس کی کہانی اللہ نے لکھی ہے، جس میں ادھورا پیار، ٹوٹے بکھرے خواب، ادھ ادھوری خوشیاں و خواہشیں، ہاں اگر کچھ مکمل ملتا ہے تو فقط یہ غم اور دکھ۔ "

وہ از حد غمگیں تھی۔

"نہیں میری جان! ایسا نہیں ہے۔اس زندگی کے بھی دو باب ہیں، دنیا اور آخرت۔

اس کہانی کا پہلا باب دنیا، جہاں سے انسان کی کہانی کا آغاز ہوتا ہے، اس باب میں دکھ، تکالیف اور آزمائشوں کے سوا سب کچھ نامکمل ملتا ہے اور آخر میں اس باب کا اختتام بھی اداس اور ویران سا۔۔۔۔

کبھی کبھار تو کہانی اس قدر الجھی ہوتی ہے کہ ہم خود بھی سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں، لیکن دوسرا باب بھی تو کہانی کا حصہ ہے ناں، جہاں الجھی ہوئی کہانی سلجھ جائے گی۔اگر کچھ ملے گا تو مکمل اور ہمیشہ کے لیے۔۔۔

جنت یا جہنم

خوشیاں یا غم

سزا یا جزا

Happy end or sad۔ "

فیمیا نے مکمل دلائل سے جواب دے کر اسے مطمئن کرنے کی کوشش کی۔

"ہاں یہ سب ٹھیک ہے لیکن آپ بھی تو اسی دنیا کی ہیں۔آپ کی زندگی میں سب کچھ کتنا مکمل ہے۔فاتین بھائی کی محبت ہے، خوشیاں ہیں،وہ سب کچھ ہے جس کی ایک لڑکی کو چاہ ہوتی ہے پھر میری زندگی نامکمل کیوں ؟۔۔۔ "

اس کی بات پر فیمیا کے لبوں پہ پھیکی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"آہ۔۔۔کس قدر مکمل ہے میری زندگی۔ "

یک دم ہی دل گھبراہٹ کا شکار ہوا۔اس نے مزید چند منٹ فارہ سے بات کی اور رابطہ منقطع کر کے زندگی کے بارے میں سوچتے ہوئے بستر پر دراز ہو گئی۔

زندگی ہر اک کے لیے آسان نہیں ہوتی۔ہر انسان کی زندگی میں غم اور دل میں کوئی نہ کوئی کسک باقی رہتی ہے لیکن وہ کیا ہے ناں کہ انسان صرف اپنی زندگی کے بارے میں سوچتا ہے۔اسے اپنے علاوہ ہر ہنستا ہوا شخص خوش دکھائی دیتا ہے اور جب خود ہنستا ہے تو اپنا آپ غم کا اشتہار دکھائی دیتا ہے۔دوسری کی ہنسی خالص اور اپنی ہنسی ہمیشہ مصنوعی لگتی ہے۔۔

کاش انسان ایک دوسرے کا درد سمجھ سکتے۔گلے شکوے کرنے سے پہلے ایک بار سوچ لیتے کہ مقابل کو کیا غم ہے؟اس کی زندگی میں کیا مشکلات ہیں؟۔۔۔

زندگی کے بارے میں سوچتے ہوئے وہ جلد ہی نیند کی گہری وادیوں میں اتر گئی اور جب آنکھ کھلی تو شام کا سرمئی اندھیرا رات کی گہری سیاہی میں بدل چکا تھا۔۔۔

وہ اٹھی، چہرے پہ ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارے اور کمرے سے باہر نکل آئی۔ سخت بھوک کا احساس ہو رہا تھا اور ارادہ بھی کچن میں جا کر کچھ کھانے کا تھا لیکن پہلی سیڑھی پہ قدم رکھتے ہی سماعتوں میں ابرش کی منحوس آواز پڑی تو وہ ٹھٹھک کر وہی رک گئی۔

"سنا ہے تم میاں بیوی کے درمیان شدید قسم کی ناراضگی چل رہی ہے؟ چچچچچ۔۔ میں نے جب سنا تو یقین مانو بہت دکھ ہوا۔ میں بہت روتی رہی آخر کو تم دونوں میں بے تحاشا محبت تھی اور اب اچانک "انا اللہ" ہو گئی محبت کی۔۔۔۔

"شاید ابرش کسی سے کال پہ بات کر رہی ہے۔ "

دماغ میں آنے والے باقی تمام خیالات کی تردید کر کے اس نے سوچا اور سر جھٹک کر دوسری سیڑھی پہ قدم دھرا ہی تھا کہ فاتین کی چنگھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ وہیں گرل کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی۔

"شٹ اپ۔۔۔ شٹ اپ! بند کرو اپنی فضولیات۔ "

"میں کچھ فضول تو نہیں کہہ رہی۔ وہی کہہ رہی ہوں جو نظر آرہا ہے بلکہ مجھے ہی نہیں ساری دنیا کو۔ سب جانتے ہیں کہ تمہارے اور فیمیا کے بیچ جھگڑا چل رہا ہے اور عنقریب۔۔۔۔ "

"ہٹو میرے راستے سے۔ "

وہ سخت اشتعال میں اس کی سائیڈ سے نکل کر جانے لگا تھا جب وہ اچھل کر پھر اس کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔

"اوں ہوں۔۔۔ اتنی جلدی بھی کیا ہے؟ پہلے میری پوری بات تو سن لو۔ جانتی ہوں میرے الفاظ تمہیں سخت ناگوار گزر رہے ہیں لیکن ابھی تو تمہیں دنیا کا سامنا بھی کرنا ہے۔ کس کس کو اور کیسے بتاؤ گے کہ

کیسے کہہ دوں کہ اس نے چھوڑ دیا مجھے

بات تو سچ ہے، مگر بات ہے رسوائی کی۔۔ "

اپنی بات کے آخر میں اس نے بلند بانگ قہقہہ لگایا۔ فاتین کا دل چاہا کہ وہ سامنے کھڑی لڑکی کا تہس نہس کر دے، مکا مار کر اس کی بتیسی توڑ دے یا کسی طرح اس فساد کی جڑ کو اپنے گھر اور زندگی سے اکھاڑ کر باہر پھینک دے۔

فاتین قمر الزمان! میں نے کہا تھا ناں کہ میرے ساتھ دشمنی تمہیں بہت مہنگی پڑے گی۔اب دیکھ لو نتیجہ۔

تم نے میرے گال پر تھپڑ مارا تھا ناں۔ "

اس نے گال پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس طرح سسکاری بھری، جیسے ابھی بھی کچھ دن پہلے کے تھپڑ کا درد محسوس ہو رہا ہو پھر اپنے اور فاتین کے درمیانی فاصلے کو پاٹ کے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی:

"لیکن میں نے سوچا کہ کچھ مختلف کرتی ہوں اس لیے تمہارے گال پہ نہیں یہاں تھپڑ مارا ہے، تمہارے دل پر اور میں یہ بھی جانتی ہوں۔میرا وار، تمہارے تھپڑ کی نسبت زیادہ تکلیف دہ ہے۔ "

وہ اپنی انگلی اس کے دل پہ رکھتے ہوئے خباثت سے مسکرائی۔

"بہت درد ہو رہا ہے ناں؟۔۔۔ہاں بالکل ہو رہا ہے۔تمہاری آنکھیں سے صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ "

وہ خود سے سوال و جواب کر کے قہقہے لگا رہی تھی،اپنی باتوں سے لطف اٹھا رہی تھی۔

"تمہارا منہ توڑ دوں گا میں۔ "

فاتین نے اسے مارنے کی غرض سے ہاتھ اٹھایا مگر اس بار ابرش نے سختی سے اس کا بازو پکڑ لیا۔

"پھر سے وہی غلطی دہرانے جا رہے ہو؟ آخری بار کہہ رہی ہوں مجھ پہ ہاتھ اٹھانے کی غلطی پھر کبھی مت کرنا ورنہ ایسا وار کروں گی کہ زمین سے اٹھنے کے قابل نہیں رہو گے۔ ہر انسان کی کوئی نہ کوئی کمزوری ضرور ہوتی ہے اور تمہاری کمزوری میرے ہاتھ لگ چکی ہے، وہی تمہاری شکی مزاج بیوی جس سے تمہارے بارے میں من گھڑت باتیں بھی کرو تو وہ یقین کر لے گی۔ زیادہ محنت بھی نہیں کرنی پڑتی۔ بس اپنی بات کو سچا ثابت کرنے کے لیے ایک آدھ قسم اٹھا لو۔۔۔۔ خیر ایک بات بتاؤ؟ اس میں تمہیں ایسا کیا نظر آیا جو ہم سب کو نظر کا چشمہ لگا کر بھی نظر نہیں آتا۔ "

اس کی ذات کے پرخچے اڑاتی ابرش قہقہے پہ قہقہہ لگا رہی تھی اور سیڑھیوں کے دہانے پہ کھڑی فیمیا اپنی اس قدر تذلیل پہ ریزہ ریزہ ہو گئی تھی۔

"کوئی اس قدر گھٹیا بھی ہو سکتا ہے؟

فاتین کے خلاف میرے دل میں شک کا بیج بونے والی، ہمیں جدا کرنے کی سازشیں کرنے والی اور میری ذات کے پرخچے اڑانے والی یہ ابرش جسے سمجھنے میں، میں غلطی کر بیٹھی۔ "

لیکن اب اسے کسی وضاحت اور صفائی کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ابرش کی حقیقت پوری طرح کھل کر اس کے سامنے آگئی تھی۔اس کی شکل اور شخصیت کی طرح اس کا دل بھی سیاہ اور گھناؤنا تھا۔

اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ تصویر کا دوسرا رخ اس قدر بھیانک ہو گا۔اس سے پہلے کہ فاتین اوپر آکر اسے قابلِ رحم حالت میں دیکھتا، وہ اپنے بے جان وجود کو گھسیٹتے ہوئے کمرے میں لے آئی۔سماعتوں میں اب بھی ابرش کے الفاظ اور بلند بانگ قہقہے گونج رہے تھے۔

آنسو قطار در قطار آنکھوں سے نکل کر گالوں پر بہنے لگے۔

"تمہاری کمزوری.... ہاں وہی تمہاری بیوی۔۔۔ شکی مزاج۔۔۔۔تمہارے بارے میں کہی گئی من گھڑت باتوں پہ بھی یقین کر لیتی ہے۔۔۔محبت تمام شد۔۔۔۔۔"انا اللہ"ہو گئی محبت کی۔۔۔"

ذہن میں ابرش کے ریوائنڈ ہوتے تلخ لفظوں کی چیخ وپکار بدستور جاری تھی۔اس نے بے اختیار دونوں ہاتھ کانوں پہ دھر لیے۔

"کاش!۔۔۔۔وقت پیچھے،بہت پیچھے چلا جائے۔کاش!میری زندگی سے یہ چند دن غائب ہو جائیں۔"

نجانے وہ کب تک رونے کا شغل جاری رکھتی جب باہر سے فاتین کے قدموں کی ہلکی چاپ سنائی دی۔ فیمیا نے فوراً بستر پہ دراز ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔ اسے ابھی اپنا سامنا کرنا از حد مشکل لگ رہا تھا، بھلا وہ فاتین کا سامنا کیسے کرتی؟۔۔

کمرے میں داخل ہو کر فاتین چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا آ کے صوفے پہ بیٹھ گیا۔ دونوں کی ایک سی حالت تھی ریزہ ریزہ، کرچیوں میں بٹی ہوئی ہاں لیکن ذہن میں گردش کرنے والے سوالات مختلف تھے۔ وہ اپنے اس ناکردہ گناہ کی تلاش میں تھا، جس کی اسے سزا مل رہی تھی اور فیمیا اپنی کم بصیرت پہ ماتم کناں لیکن اس کے ساتھ صوفے پہ بیٹھے شخص کی سسکیاں کسی تیز دھار تلوار کی طرح اس کے دل کے آر پار ہو رہی تھیں۔

کئی گھنٹے ایسے ہی صوفے پہ بیٹھے بیٹھے جب اس کا جسم اکڑنے لگا تو وہ آ کے بستر پہ لیٹ گیا۔

"کس قدر سکون میں ہو، تم مجھے بے سکون کر کے۔"

وہ اس کے چہرے پہ نظریں ٹکا کر سرگوشی میں گویا ہوا اور سوتی بنی فیمیا دل میں تڑپ کے رہ گئی۔ کچھ ہی دیر میں فاتین سو گیا لیکن اس کی پوری رات آنکھوں میں کٹی تھی۔ فجر کے وقت وہ اٹھی اور نماز ادا کر کے بیڈ کی پائنتی فاتین کے قدموں میں بیٹھ گئی اور ہاتھ اس کے پاؤں پہ رکھ کر سسکنے لگی۔ کمرے کی خاموش فضا میں فیمیا کے سسکنے کی آوازیں اور اپنے پاؤں پہ وزن سا محسوس کر کے اچانک فاتین کی آنکھ کھل گئی۔

"فیمیا۔۔۔ "

وہ اسے اپنے قدموں میں بیٹھے دیکھ کر قدرے حیران ہوا۔

"فاتین پلیز۔۔۔ "

معافی مانگنے کے لیے اس نے جو الفاظ اور جملے ذہن میں ترتیب دیے تھے، سب ہوا میں تحلیل ہو گئے۔ نم آنکھیں لیے خالی الذہنی کے ساتھ وہ فاتین کو دیکھتی رہی اور پھر معافی مانگنے کے آخری طریقے کے طور پر اس کے آگے اپنے ہاتھ جوڑ دیے۔

"یہ۔۔۔ یہ کیا کر رہی ہو تم؟ "

اس نے آگے بڑھ کر فوراً فیمیا کے ہاتھ تھام لیے۔

"میں جو کر رہی ہوں، مجھے کرنے دیں۔ میں بہت بے سکون ہوں اندر سے۔ میں دوسروں کے کہنے میں آ کے آپ کو غلط کہتی رہی، آپ پہ تہمت لگا دی یہ جانتے ہوئے کہ تہمت لگانا کتنا بڑا گناہ ہے لیکن میرا یقین کریں۔۔۔ جو کچھ ہوا، مجھ سے انجانے میں سرزد ہوا ہے۔ میں آپ سے یہ نہیں کہوں گی کہ آپ میری خطا معاف کر دیں۔ بے شک مجھے غصہ کریں، ڈانٹیں، ماریں، مجھے کوئی بھی سزا دیں۔ آپ کی ہر سزا مجھے بخوشی قبول ہو گی لیکن خود سے دور مت کیجیے گا۔

پلیز۔۔۔ میری التجا ہے آپ سے۔

آپ کو میری قسم !

پلیز! مجھے خود سے۔۔۔"

روتے ہوئے اس کی ہچکی بندھ گئی۔فاتین نے اسے خود سے قریب کر کے اپنا دایاں ہاتھ اس کے نرم و ملائم بالوں میں پھنسا لیا۔

"بس! اب چپ۔بہت آنسو بہا لیے۔اب ایک آنسو بھی نہیں۔ "

اس نے پیار بھرے تحکم سے کہا۔

"آپ مجھے خود سے دور نہیں کریں گے ناں؟ "

اس کے سینے میں منہ چھپائے فیمیا نے کچھ توقف بعد سوال کیا اور اس کے معصوم سے استفسار پہ فاتین کے لبوں پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

اگلی صبح خلافِ معمول اس کی آنکھ تھوڑا لیٹ کھلی۔ایک نظر وال کلاک پر ڈال کر اس نے اپنی پہلو میں لیٹی فیمیا کی طرف دیکھا جو گہری اور پر سکون نیند میں تھی۔کئی دنوں بعد اس کے چہرے پہ پھیلے سکون نے فاتین کے اندر ٹھنڈک بھر دی تھی۔

"لوگ ٹھیک کہتے ہیں۔ تم واقعی میری کمزوری ہو۔ تمہارے چہرے پہ پھیلی اداسی مجھے غمگین کر دیتی ہے اور تمہارے لبوں پہ ہنسی کے پھول دیکھ کر میں بھی کھلکھلا اٹھتا ہوں۔ تم سے بہت گہرا رشتہ ہے، کبھی نہ ٹوٹنے والا رشتہ۔ محبت کے دشمن چاہے جتنا بھی زور لگا لیں، تمہیں مجھ سے اور مجھے تم سے دور نہیں کر سکتے۔ "

وہ محبت سے اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو تکتے ہوئے دل میں اس سے مخاطب ہوا پھر اسے خود میں بھینچ کر پیشانی پہ لب رکھ دیے۔ پچھلے دنوں کی الجھنیں اور پریشانیاں اس دن کے ساتھ ہی رخصت ہو چکی تھیں، دل پہ پڑا غموں کا بھاری بوجھ بھی ہٹ گیا تھا اور اب اس کے چہرے پہ صرف ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

کچھ ہی توقف بعد وہ اس کے پاس سے اٹھا اور آفس جانے کی تیاری کرنے لگا۔ یوں تو آفس جانے کا ذرا بھی من نہیں تھا مگر اک ضروری میٹنگ کے سبب اسے جانا پڑا تاہم شام ہوتے ہی اس کی گھر واپسی ہو گئی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ فیمیا سے ڈھیر ساری باتیں کرے، اسے بتائے کہ یہ چند دن اس نے کس کرب اور بے چینی میں گزارے ہیں؟ مگر اس کے بعد فیمیا نے مکمل خاموشی اختیار کر رکھی تھی۔ اس کی ہمت نہیں بن رہی تھی کہ وہ دن کے اجالے میں فیمیا سے نظریں ملا پاتی، اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتی اور اس سے گزشتہ رویے کی معافی مانگتی بالآخر فاتین کو ہی گفتگو میں پہل کرنی پڑی۔

"کیسی طبیعت ہے تمہاری؟ "

"ٹھیک ہوں۔ "

اس نے نظریں جھکا کر مختصر سا جواب دیا۔

"اس قدر خاموش کیوں ہو؟ "

وہ اس کے قریب بیٹھتے ہوئے استفسار کرنے لگا۔ نظریں اس کے سوگوار چہرے پہ جمی ہوئی تھیں۔

"میرے پاس کہنے کے لیے کچھ نہیں بچا فاتین۔ "

وہ بھیگتے ہوئے لہجے میں گویا ہوئی۔ آنسو پلکوں پہ آٹھہرے تھے، جنہیں وہ بار بار پلکیں جھپک کر پیچھے دھکیلنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"فاتین!۔۔۔۔۔

"میں آپ کے قابل نہیں تھی اور نہ آپ کی محبتوں کی۔ اللہ نے نجانے کس نیکی کے عوض آپ کی محبتوں کو میری جھولی میں ڈال دیا لیکن بجائے اس کے کہ میں ان نعمتوں اور محبتوں پر شکر ادا کرتی، میں رب کی عطا پر ناشکری کرتی رہی۔ آپ کی محبتوں کی ناقدری کرتی رہی۔ پھر بھی اس نے

مجھے اپنی غلطی سدھارنے اور آپ سے معافی مانگنے کا موقع دیا، مجھے فوراً محبتوں سے محروم نہیں کیا۔"

"جب اللہ نے تمہیں موقع دیا ہے تو پھر تمہارے دل میں کیا کسک باقی ہے؟"

فاتین نے پوچھا۔

"آپ فاتین۔۔۔ میں نے آپ پر یقین نہیں کیا۔ آپ پہ، اپنی محبت پہ شک کرتی رہی۔ آپ کی سچ بات کو جھٹلاتی رہی اور۔۔۔۔۔۔۔بس مجھے معاف کر دیں خدارا۔"

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بچوں کی طرح بلک بلک کر رو پڑی۔ فاتین نے اسے خود میں سمو لیا۔

"میں تو کب کا تمہیں معاف کر چکا فیمیا اور نہ ہی میرے دل میں تمہارے لیے کوئی ناراضگی ہے۔ میں منتظر تھا کہ کب تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو اور تم اپنے منہ سے اس کا اعتراف کرو اب جبکہ تم اپنی گزشتہ غلطیوں پر شرمندہ ہو تو میرے دل میں موجود جو بھی تمہارے لیے کثافتیں تھیں، وہ دھل چکی ہیں۔ اب صرف محبت ہے۔۔۔۔۔ صرف محبت۔"

فاتین نے اس کے آنسوؤں صاف کر کے محبت پاش لہجے میں کہا۔

"ہمارا المیہ ہے کہ اللہ کی عطا کردہ بصیرت کے باوجود ہم اسے استعمال کرنے سے قاصر ہیں۔ یوں سمجھ لو، ہم سب لکیر کے فقیر ہیں۔ آنکھوں سے اندھے اور کانوں سے بہرے۔ کسی نے غلط کو

صحیح کہا تو ہم نے اسے حرفِ آخر مانا، فلاں نے فلاں کے بارے میں غلط رائے قائم کی تو ہم اس پر بغیر سوچے سمجھے کان دھر لیتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ہم بصیرت رکھتے ہوئے بھی دوسروں کی آنکھوں سے دیکھتے اور انہی کے کانوں سے سنتے ہیں۔ کبھی خود سے معاملات کی تحقیق نہیں کرتے۔

کسی ایک شخص کے شیریں لب و لہجے میں منافقت کی بُو آئے تو ہم دنیا کے ہر خوش اخلاق شخص کو منافق کہہ دیں گے اور اگر خوش قسمتی سے کوئی سخت گیر شخص "نرم دل" نکل آیا تو اس جیسا ہر شخص "دل کا اچھا"۔ حقیقتاً ایسا کچھ نہیں ہے۔ میں نے ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں جو دل کے اچھے اور خوش گفتار بھی ہیں، کوئی تن اور من؛ دونوں کے کالے تو کوئی جیسے باہر سے کھردرے، ایسے ہی دل کے سخت۔

دوسروں کو اپنے طریقے سے پہچانو۔ لوگ کسی کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں، تمہیں اس سے سروکار نہیں ہونا چاہیے فیمیا، نہ لوگوں کی باتوں پہ دھیان ہو بلکہ تم خود معاملات دیکھو، پرکھو اور فیصلہ کرو۔ خدا نے تمہیں عقل عطا کی ہے، اسے استعمال بھی کرنا ہے ورنہ یہ یونہی پڑے پڑے زنگ آلود ہو جائے گی۔ "

وہ اپنی دانست میں بہت گہری بات کہہ گیا تھا۔ فیمیا نے اس کے سینے پہ سر ٹکائے خاموشی سے اسے سنتی رہی۔ جب کبھی اس کا یقین ڈگمگایا، اس کے ساتھ جڑے مخلص لوگوں نے اسے کئی

نصیحتیں کی مگر وہ یونہی خاموشی سے سنتی رہی، عمل نہ کر پائی اور آج۔۔۔۔ضبط کی طنابیں پھر سے ٹوٹنے لگی تھیں۔

"کچھ کہو گی نہیں۔ "

اس کی خاموشی فاتین کو بری طرح چبھ رہی تھی۔

"جی میں نے سن لی آپ کی بات۔ "

"عمل بھی کرنا ہے۔ "

اس کے مخملی بالوں پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ پیار بھرے تحکم سے گویا ہوا پھر قدرے توقف بعد لہجے کو شریر کرتے ہوئے بولا :

"ویسے ابرش نے اس بار کچھ غلط بھی نہیں کہا۔ "

"ک۔۔۔کیا مطلب ؟ "

فیمیا نے سر اٹھا کر سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"یہی کہ تم میری کمزوری ہو۔ "

"یعنی آپ بھی مجھے اپنی کمزوری سمجھتے ہیں۔ "

وہ روہانسی ہوئی۔

"اوں ہوں! صرف کمزوری نہیں بلکہ میری طاقت بھی تم ہو۔جب تم محبت اور یقین سے میرا ہاتھ تھام لیتی ہو تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے میں دنیا کا سب سے طاقت ور آدمی ہوں، جسے لوگوں کی نفرتیں نہیں توڑ سکتی اور جب تمہارے دل میں شک اور بد گمانیاں جنم لیتی ہیں تو میں خود سے ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے۔اس وقت اپنا آپ بہت تنہا اور کمزور محسوس ہوتا ہے۔ "

"فاتین! جو ہوا، سو ہوا مگر اب میں اور میری محبت آپ کی قدموں کی زنجیر نہیں بلکہ طاقت بنے گی۔ "

اس نے یقین سے کہا۔

"ان شاءاللہ۔۔۔ "

وہ خفیف سا مسکرایا۔

"آپ بہت اچھے ہیں، میری سوچ سے بھی زیادہ۔ "

وہ صدقِ دل سے گویا ہوئی۔

"میں نے ہمیشہ کہا کہ بھئی میں ایک اچھا اور شریف سا بندہ ہوں مگر تم۔۔۔ "

"اب یقین ہے ناں۔ "

اس نے فاتین کی بات کاٹ کر کہا۔

"کتنا؟۔۔۔"

"اتنا کہ ساری دنیا بھی آپ کے خلاف گواہی دے تو میں اس بات پر یقین رکھوں گی کہ میرا شوہر ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ پہ میرا یقین از حد بڑھ گیا ہے۔ اگر آپ کو کسی غیر لڑکی کے ساتھ دیکھوں گی تو اپنی بصارت کو جھٹلا دوں گی۔"

"اور اگر میں کسی غیر لڑکی کو بیوی بنا کر گھر لے آؤں تو۔۔۔"

اس نے سنجیدگی سے کہا مگر آنکھوں میں بلا کی شرارت تھی۔

"میں اتنا جانتی ہوں کہ آپ ایسا کبھی نہیں کر سکتے۔"

"کیوں نہیں کر سکتا۔ ہمارا کپل کتنا ادھورا ہے؟ تم میرے دائیں اور دوسری بیوی بائیں طرف کھڑی ہو گی تو سب کچھ کتنا مکمل۔۔۔"

وہ اسے چڑانے سے باز نہیں آیا۔ فیمیا کے غصے بھرے تاثرات اسے لطف دے رہے تھے۔

"فاتین! میں آپ کی دوسری بیوی کا قتل کر دوں گی۔ تنگ مت کریں مجھے۔"

منہ بسور کر کہتے ہوئے اس نے رخ دوسری جانب پھیر لیا۔

"تمہیں اس چیز کا احساس نہیں مگر مجھے حقیقتاً اپنی فیملی نامکمل سی لگتی ہے۔"

"فاتین آپ۔۔۔۔ "

اس کی زبان صدمے سے گنگ ہو گئی۔

"بے بی کی بات کر رہا ہوں۔ کیا تمہارا دل نہیں چاہتا کہ ہمارا ایک گول مٹول شرارتی سے بچہ ہو جو تمہاری ناک میں دم کر دے اور تم اس کی شکایتیں لے کر میرے پاس آؤ۔ گھر کے چار دیواری میں اس کی کھلکھلاہٹیں گونجیں۔ تمہیں ممی کہے اور مجھے ڈیڈی بلائے۔ "

وہ کہتے ہوئے خوابوں کی دنیا میں گم ہو گیا۔ آج اس کی آنکھوں میں عجب سی جگمگاہٹ تھی اور گداز لبوں پہ دل موہ مسکراہٹ۔۔۔

"اوں ہوں فاتین! ہم اسے ماما بابا کہنا سکھائیں گے۔ "

فاتین کو انہماک سے سنتے ہوئے نادانستگی میں اس کے منہ سے نکل گیا۔

"کیا۔۔ کیا تم راضی ہو؟ "

فاتین نے خوش ہو کر پوچھا تو وہ شرما کر چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا گئی۔ اس کے پزل ہونے پر فاتین کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

آج موسم خاصا خوش گوار تھا۔

سہ پہر کے وقت سورج کی نارنجی شعائیں صحن میں لگے رنگ برنگے پھولوں پہ پڑ کے عجیب دل فریب منظر پیش کر رہی تھیں۔وہ موسم کی خوبصورتی کے پیشِ نظر لان میں آ کے ٹہلنے لگی کہ آفس سے فاتین کی آمد ہو گئی۔اسے سر شام گھر کی دہلیز پہ دیکھ کر فیمیا کو خوش گوار حیرت ہوئی۔

"آج کل بڑی جلدی گھر لوٹ رہے ہیں؟ "

فیمیا نے اس کے ہاتھ سے بریف کیس لیتے ہوئے خوش کن لہجے میں استفسار کیا۔

"کیوں تمہیں اچھا نہیں لگا؟ "

وہ اپنی آمد پہ اس کے چہرے پہ کھلے گلاب دیکھ ہی چکا تھا مگر یونہی پوچھ بیٹھا۔

"اچھا نہیں بلکہ بہت اچھا لگا۔یہ بتائیں لنچ کیا آپ نے؟ "

اس کے برابر چلتے ہوئے فیمیا نے دریافت کیا۔

"ہاں۔چائے کی طلب ہو رہی ہے۔موسم اچھا ہے تم ایسا کرو کہ باہر ہی چائے لگوا دو۔میں فریش ہو کر آتا ہوں۔ "

فاتین کی بات پر اس نے سر ہلایا اور بریف کیس اسی کو تھما کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔

کچھ ہی دیر بعد وہ دونوں دالان میں لگی کرسیوں پر بیٹھے چائے پینے کے ساتھ ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھے کہ مسز زمان وہاں چلی آئیں۔ان دونوں کو ایک ساتھ خوش دیکھ کر ان کے دل میں طمانیت سی اتر گئی۔

"آنٹی بیٹھیں۔آپ بھی ہمارے ساتھ چائے پیئیں۔ "

فیمیا خوش دلی سے کہتے ہوئے ان کے لیے کپ میں چائے انڈیلنے لگی تو وہ بھی مسکرا کے کرسی پہ بیٹھ گئیں۔

"تم دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔اللہ تم دونوں کی خوشیوں کو دشمن کی نظر سے محفوظ رکھے۔ "

انہوں نے محبت بھرے لہجے میں دونوں دعا دی۔

"ابرش ادھر ہی ہے یا چلی گئی؟ "

فاتین نے سرسری سے انداز میں استفسار کیا۔

"ادھر ہی ہے اور اگر چلی بھی جائے گی تو تمہارے بابا دو دن بعد اسے واپس یہی بلا لیں گے۔نجانے کب یہ بلا ہمارے سروں سے ٹلے گی؟ "

مسز زمان اس سے سخت نالاں نظر آرہی تھیں۔

"کیا بابا کو اپنی بھانجی کے سیاہ کرتوت نظر نہیں آتے جو یوں آئے دن اسے یہاں بلا لیتے ہیں؟ "

"تمہارے بابا ہو نہہ۔۔۔ان کو دونوں ماں بیٹی نے اپنی مٹھی میں جکڑ رہا ہے تبھی ان کے سوا انہیں کوئی نظر نہیں آتا یہاں تک کہ اپنی اولاد اور اس کی خوشیاں بھی۔اس دنیا میں اگر ان کے لیے کوئی اہم ہے تو وہ ہے ان کی بہن اور بھانجی۔ "

"ایسا ہی ہے۔فیمیا کے ساتھ بھی بابا کا رویہ کچھ ٹھیک نہیں ہے بلکہ اس سے کلام کرنا بھی پسند نہیں کرتے۔ "

ناچاہتے ہوئے بھی فاتین کی زبان پہ شکوہ در آیا جبکہ فیمیا خاموش بیٹھی ماں بیٹے؛دونوں کی گفتگو سن رہی تھی۔

"کوئی بات نہیں بیٹے۔پریشان مت ہو۔آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔مجھے فخر ہے کہ تم نے زندگی گزارنے کے لیے فیمیا جیسی اچھے اوصاف کی مالک لڑکی کا انتخاب کیا۔میاں بیوی میں معمولی جھگڑے ہوتے رہتے ہیں مگر وقت کے ساتھ ساتھ جب ایک دوسرے کے مزاج اور عادات سے واقفیت ہوتی ہے،شوہر بیوی کے اور بیوی شوہر کے سانچے میں ڈھل جاتی ہے تو جھگڑوں میں بتدریج کمی واقع ہو جاتی ہے۔ "

وہ اپنے مخصوص نرم لہجے میں گویا ہوئیں۔

"بے شک ایک دوسرے کے رنگ میں ڈھل جانا ہی محبت ہے اور محبت کی بنیادیں مضبوط کرنے کے لیے ایک دوسرے پہ پختہ یقین کا ہونا بھی ضروری ہے تا کہ کسی کی غلط بیانی کی وجہ سے محبت کا محل مسمار نہ ہو جائے۔ "

بظاہر وہ دونوں سے مخاطب تھیں مگر فیمیا شرمسار سی ہو گئی۔ مسز زمان کے وہاں سے جاتے ہی اس نے فاتین کے چہرے پہ نظریں ٹکا دیں۔ وہ بھی اسی کی طرف متوجہ تھا فوراً بولا :

"آؤ! کچھ دیر لان میں ٹہلتے ہیں۔ "

اس نے مسکرا کر سر ہلایا اور دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر لان میں نکل آئے۔

"آہن کی کال آئی تھی۔ وہ بہت خفا ہو رہا تھا مجھ سے۔"

فیمیا آہستگی سے گویا ہوئی۔ چہرے پہ اب بھی مسز زمان کی باتوں کی گہری چھاپ تھی۔

"اس کی ناراضگی جائز ہے۔ تم ایک بار بھی اس کی طرف نہیں گئی، اب تو شادی میں کچھ دن بچے ہیں۔ "

"آپ لے کر ہی نہیں گئے مجھے۔ اب ایسا کریں کہ کل آفس سے چھٹی کر لیں۔ آہن لوگوں کی طرف سے ہو کر ہم بھائی کی طرف چلیں گے۔ فری مجھے بہت یاد کر رہی ہے۔ "

"اوکے مادام۔ اور کچھ ؟ "

"آہن کی شادی کے لیے شاپنگ بھی کرنی ہے۔ "

اس نے گویا یاد دلایا۔

"کل کا پورا دن آپ کے لیے۔ سیر سپاٹے بھی کریں گے، دوستوں کے گلے شکوے بھی دور کریں گے اور شاپنگ بھی کریں گے۔اور کچھ ؟ "

فیمیا نفی میں سر ہلاتے ہوئے بے اختیار اس کے انداز پہ ہنس دی۔

"جیتی رہو، یونہی ہنستی مسکراتی رہا کرو۔ "

فاتین نے بڑے بزرگوں کی طرح دعائیں دیتے ہوئے اس کی بلائیں لے ڈالی تو اس کی ہلکی ہنسی بلند بانگ قہقہے میں بدل گئی۔اسے ہنستے دیکھ کر فاتین بھی مسکرا دیا پھر اچانک کیاری میں لگے گلاب کے پھولوں میں سے ایک پھول توڑ کر فیمیا کی طرف بڑھایا۔

"تمہارے لیے۔۔۔ "

"گلاب کا پھول ایسے پیش کیا جاتا ہے ؟ "

فیمیا نے منہ بسورا۔

"تو پھر کیسے ؟ "

"گھٹنوں کے بل بیٹھ کے گلاب پیش کرتے ہوئے محبت کا اقرار کرنا۔۔۔ "

"اوہ۔۔۔۔ "

فاتین نے لب سکوڑے پھر فیمیا سے گلاب لے کر وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا اور اسے پھر سے گلاب دیتے ہوئے شریر لہجے میں گویا ہوا۔

"مس فیمیا نبیل ! میں نے جب سے آپ کو دیکھا ہے، یوں سمجھیے کہ خود کو بھلا بیٹھا ہوں۔ آپ کی سرمئی آنکھیں، گھنگھور پلکیں، پاکیزہ چہرہ، گلاب کی پنکھڑیوں جیسے لب، کانوں میں رس گھولتی آواز اور سیاہ زلفوں نے مجھے اپنا اسیر بنا لیا ہے۔ اگر میں شاعر ہوتا تو آپ کے حسن پہ یقیناً ایک ادھ کتاب لکھ ہی چکا ہوتا اور دوسری کتاب عشق پہ لکھتا خیر اب کیا کیا جا سکتا ہے؟ آپ میری آنکھوں میں لکھی تحریر پڑھ لیں۔ میں واقعی آپ کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوب چکا ہوں اور اپنی آئندہ زندگی آپ کے ساتھ گزارنے کا خواہش مند ہوں۔ کیا آپ کو میرا ساتھ قبول ہے؟ "

ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوتی فیمیا نے بمشکل اس کے ہاتھ سے پھول لیا۔

"یوں ہنس کر میری محبت کا مذاق اڑا رہی ہو؟ "

فاتین نے اسے مصنوعی گھوری سے نوازا۔

"بالکل نہیں۔ "

"پھر ہنسی کیوں اور میرے سوال کا جواب کیوں نہیں دیا؟ "

"کیسا سوال، کیسا جواب؟ "

"یہی کہ میرا ساتھ قبول ہے کہ نہیں؟ "

اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے فاتین نے اپنا سوال دہرایا۔

"آپ ہینڈسم بھی ہیں، خوش شکل بھی، جسامت بھی اچھی ہے مگر۔۔۔ "

وہ منہ میں انگلی دبا کر کچھ سوچنے کی ایکٹنگ کرنے لگی۔

"مگر کیا۔۔۔ "

"مگر میں اپنی زندگی کا ایک ایک پل اپنے شوہر کے نام کر چکی ہوں۔ "

اس نے اپنی ہنسی پہ قابو پاکے سنجیدگی سے کہا تو فاتین کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی اس بات سے بے خبر کہ کمرے کی بالکونی سے جھانکتی ابرش ان کے ہنستے مسکراتے چہرے دیکھ کے سر تا پیر جل بھن گئی ہے۔

"ماموں جان!۔۔۔ "

رات کے کھانے کے بعد وہ مطالعے کے لیے اسٹڈی میں آئے تو ان کے پیچھے ابرش بھی چلی آئی۔

"جی ماموں کی جان! منہ کیوں لٹکا ہوا ہے؟ ڈنر کے دوران بھی تم کچھ گم سم تھی۔ خیریت تو ہے؟"

ان کے نرمی سے پوچھنے پر وہ اور بھی زیادہ افسردہ نظر آنے لگی اور منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے بولی۔

"خیریت ہی تو نہیں ہے۔ سب کیے کرائے پر پانی پھر گیا۔ سب بہہ گیا۔ ہمارا پلان فلاپ ہو گیا۔"

"کیوں؟ کیا ہوا؟"

وہ پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

ابرش نے تفصیلاً ساری بات ان کے گوش گزار کر دی۔ وہ اس کی باتوں پہ سر ہلاتے کسی گہری سوچ میں غرق ہو چکے تھے پھر کچھ توقف بعد بولے:

"ابرش! بس بہت ہو گیا بیٹے۔ تمہارے لیے مردوں کی کمی نہیں ہے۔ ایک سے بڑھ کے ایک رشتہ ہے تمہارے لیے۔ وہ ایک دوسرے سے کبھی الگ نہیں ہوں گے۔ ان کے پاس محبت کی طاقت ہے تو ہنسی خوشی جینے دو ان کو۔ میں تمہارے لیے کسی اچھے، پڑھے لکھے اور دولت مند۔۔۔"

"بس ماموں جان بس۔ "

اس نے ہاتھ اٹھا کر انہیں مزید کچھ کہنے سے روکا۔

"آپ ہمت ہار سکتے ہیں مگر میں نہیں۔ ابرش کبھی کامیابی حاصل کیے بغیر اپنے ہدف سے پیچھے نہیں ہٹ سکتی اور نہ ہٹے گی۔ "

وہ اٹل لہجے میں بولی۔ آواز کچھ بلند ہو گئی تھی۔

"ہم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے مگر۔۔۔ "

"تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک ادھ بار ناکامی کے بعد کبھی کامیابی نہیں ملے گی۔ یاد کریں آپ ہی نے کہا تھا کہ پانی کا اک ننھا سا قطرہ پتھر کی سل پر مستقل مزاجی سے گر گر اس پہ سوراخ کر دیتا ہے۔ "

"ہاں میں نے ہی کہا تھا مگر اب میں ہی کہہ رہا ہوں کہ یہ سب کر کے تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا اور نہ میں آگے تمہارا ساتھ دے سکتا ہوں۔ بہتر ہے تم بھی ان سب خرافات سے نکل کر اپنے مستقبل کے بارے میں سوچو۔ "

انہوں نے دوٹوک لہجے میں بات کی۔

"تو یوں کہیں ناں کہ آپ میرا ساتھ دینا نہیں چاہتے، بات کو اتنا طول دینے کی کیا ضرورت ہے۔"

اس کے لہجے میں تلخی گھلنے لگی تھی۔

زندگی ایک شخص پہ ختم نہیں ہوتی ابرش۔۔ "

"مان لیتی ہوں کہ زندگی ایک شخص پہ ختم نہیں ہوتی لیکن میری زندگی صرف فاتین سے شروع ہو کے اسی پہ ختم ہوتی ہے۔میں اسے بے انتہا چاہتی ہوں۔ جنون کی حد تک اس سے محبت کرتی ہوں۔ اگر وہ لڑکی ہمارے بیچ نہ آتی تو آج ہم خوش گوار ازدواجی زندگی جی رہے ہوتے مگر۔۔۔۔

اس نے سرد آہ بھری اور اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا :

خیر میں بھی اسے کبھی سکون سے رہنے نہیں دوں گی۔ میری زندگی کا مقصد ہی اسے تباہ، فاتین کی زندگی سے باہر کرنا ہے، اس کے لیے چاہے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے، میں کر گزروں گی۔ مجھے مت روکیے ماموں۔ مت روکیے۔۔۔۔ "

اس کی آنکھوں سے نکلتے شعلے اور لہجے کی سفاکیت نے کچھ دیر کے لیے قمر الزمان صاحب کو بھی مبہوت کر دیا۔اب ابرش کو ایسی حرکتوں سے باز رکھنا انہوں از حد مشکل لگ رہا تھا تاہم وہ کمزور سے لہجے میں گویا ہوئے :

"تم بہت جنونی ہو رہی ہو ابرش اور یہ سب تمہارے لیے۔۔۔ "

دروازے کے قریب ہلکی سی آہٹ محسوس کر کے وہ بات کرتے کرتے فوراً خاموش ہو گئے۔ان کے یک دم خاموش ہونے پر ابرش نے ان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔وہ کچھ کہنے لگی تھی جب زمان صاحب نے اسے اشارتاً چپ رہنے کا کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھے۔ابرش بھی ان کے پیچھے لپکی۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ "

دروازے کے باہر سامیہ بیگم کو دیکھ کر وہ بری طرح چونکے پھر اچنبھے سے پوچھنے لگے۔

"سنا تھا باپ اپنی اولاد کی خوشیوں کا محافظ ہوتا ہے لیکن آپ کیسے باپ ہیں جو اپنی ہی اولاد کی خوشیوں کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ چلو مان لیا کہ فیمیا آپ کو پسند نہیں،اس سے نفرت کرتے ہیں مگر کم از کم اپنے بیٹے کی خوشی تو دیکھ لیتے۔

کیوں آپ اتنا گر گئے قمر الزمان صاحب؟

میں آپ سے کسی سوال کا جواب نہیں مانگوں گی۔آپ نے یہ سب کیوں اور کس لیے کیا؟بس مجھے اتنا بتا دیں کہ جب آپ کے بیٹے کو پتہ چلے گا کہ اس کے باپ۔۔۔۔ "

وہ استہزائیہ انداز میں ہنسی پھر طنزاً بولیں :

"اس کے باپ نے اس کی خوشیوں کو غم میں بدلنے کی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ تب اس کے دل پہ کیا بیتے گی؟ کس طرح اس کا سامنا کریں گے آپ؟

بتائیں نا؟ فاتین آپ ہی کا بیٹا ہے ناں۔ میں اسے اپنے ساتھ تو نہیں لائی تھی۔ وہ بیٹا جس کی مسکراہٹ سے آپ جی اٹھتے تھے، آج کیسے اسی بیٹے کی آنکھوں سے خواب اور ہونٹوں سے مسکراہٹ چھیننے پہ رضامند ہو گئے؟

ایک بار تو سوچ لیتے۔۔۔ "

آنسو بہاتی مسز زمان ان کے سامنے سوالیہ نشان بنی کھڑی تھیں اور قمر الزمان صاحب؛ ان کے پاس ہمت تھی، نہ ایسے الفاظ جو وہ اپنی صفائی میں کہتے۔ کہتے بھی تو کیا کہتے؟ مسز زمان کے سوالات نے انہیں کچھ کہنے کے قابل چھوڑا ہی کہاں تھا۔

"اور تم؟ "___

اب ان کی توپوں کا رخ ابرش کی طرف تھا، جو قمر الزمان صاحب کی اوٹ میں متذبذب سی کھڑی تھی۔

"تمہارے یہاں روز روز چکر کاٹنے کا مقصد میں خوب سمجھتی تھی مگر صرف زمان صاحب کی وجہ سے خاموش رہی۔اب تم ماموں اور بھانجی؛دونوں کی سازشیں تمام شد۔یہاں آنے کی زحمت مت کرنا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا اور اگر اپنے ماموں جان کی یاد بہت ستائے تو ان کو اپنے ہی گھر میں بلا لینا۔ "

لفظ "ماموں جان" کو کھینچتے ہوئے وہ سخت اشتعال میں اس سے مخاطب تھیں پھر ایک قہر آلود نگاہ دونوں پہ ڈال کر وہاں سے چلی گئیں۔

ان کے جاتے ہی قمر الزمان صاحب نے ایک تاسف بھری نظر ابرش پر ڈالی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔انہوں نے اب تک اپنے بیٹے اور بہو کے خلاف جو سازشیں کی تھیں،اس کا صرف اچھا اور فائدہ مند پہلو ان کے ذہن میں تھا۔یہ خیال ان کے ذہن کو چھو کو بھی نہیں گزرا کہ اس گھناؤنے کھیل کا نتیجہ ان کی سوچ کے برعکس نکلا تو کیا ہوگا؟

آہن اور عائش کی شادی کی ہنگامے ختم ہوئے تو سرما کی آمد ہوگئی اور یوں سردیوں کے لیے گرم لباس وغیرہ کی خریداری کا اک نیا جھنجھٹ۔۔۔

آج وہ فری کے بے حد اصرار پر شاپنگ کے لیے مال آئی تھی۔سارا دن اس کے ساتھ خریداری میں مصروف جب وہ شام کو تھکی ہاری گھر لوٹی تو اسے لینے کے لیے فاتین بھی آگیا مگر فری آج بھی اسے اپنے ہاں روکنے پہ بضد تھی،مجبوراً فاتین کو اس کی ماننی پڑی۔

"اگر آج میں اپنے گھر چلی جاتی تو میرا ایک اہم کام ادھورا رہ جاتا۔ "

جب رات وہ دونوں بہنیں کمرے میں آئیں تو فیمیا بولی :

"کیسا کام؟ "

فارہ کے ماتھے پہ سوالیہ شکنیں ابھریں۔

"تمہارے اور زیب کے درمیان غلط فہمیاں دور کرنے کا اہم کام۔ زیب تم سے بات کرنا چاہتا ہے۔ "

وہ جواب دیتے ہوئے مسکرائی۔

"مگر کیوں؟ "

فارہ الجھی۔

"کیا مطلب کیوں؟۔۔۔ عجیب پاگل لڑکی ہو تم۔ تمہارے متعلق اس کے دل میں جو بھی غلط فہمیاں تھیں، میں نے وہ دور کر دی ہیں، اب وہ تم سے بات کرنا چاہتا ہے۔ یہ لو بات کرو۔ "

فیمیا نے اپنی بات مکمل کر کے زیب کا نمبر ڈائل کیا اور موبائل فارہ کی طرف بڑھایا جو نفی میں سر ہلاتی سخت بوکھلاہٹ کا شکار تھی۔

"بات کرو۔ "

فیمیا کی گھوریوں سے مجبور ہو کر وہ موبائل کان سے لگا کر کھڑکی کی طرف آ گئی۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب اس نے "شکریہ آپی۔" کے ساتھ فیمیا کو موبائل واپس کیا تو وہ کافی مطمئن نظر آ رہی تھی۔ اس کے چہرے پہ پھیلے اطمینان نے فیمیا کو بھی پر سکون کر دیا مگر اگلے دن اپنے گھر آتے ہوئے نجانے کیوں اس کے دل کو بے سکونی نے گھیر لیا تھا۔ ذہن میں عجیب وسوسے آ رہے تھے جیسے کچھ برا ہونے والا ہے۔ اس نے فاتین کو کال کر کے اس کی خیریت دریافت کی اور اپنے آنے کی اطلاع دی مگر پھر بھی نہ دل کو اطمینان ہوا، نہ گھبراہٹ کم ہوئی۔

وہ ذہن سے تمام برے خیالات کو جھٹک کر آیت الکرسی کا ورد کرنے لگی۔ چند منٹ گزرے تھے کہ اچانک جھٹکے سے گاڑی رکی۔ اس سے پہلے کہ وہ ڈرائیور سے گاڑی روکنے کے متعلق استفسار کرتی، آن کی آن میں ایک بلند قد و قامت کا چاق و چوبند آدمی چہرے پہ بلیک ماسک چڑھائے اس کی برابر والی نشست پہ بیٹھا اور اس کی ناک پہ کلوروفارم میں بھیگا رومال رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی۔

"آج بھی فیمیا کو گھر لے کر نہیں آئے؟"

وہ آفس سے آ کے سیدھا اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا، جب لاؤنج میں دھرے اکلوتے صوفے پہ براجمان مسز زمان نے استفسار کیا۔

"کیا مطلب؟ فیمیا ابھی تک گھر نہیں آئی؟"

وہ بری طرح چونکا۔

"نہیں! میں آج سارا دن گھر پہ تھی، اگر وہ آتی تو یقیناً مجھے خبر ہوتی۔ مجھے تو یہی لگا کہ وہ شام کو تمہارے ساتھ گھر آئے گی۔ "

اس کے سوال کا مسز زمان نے تفصیلاً جواب دیا۔

"دوپہر کے وقت اسے ڈرائیور لینے گیا تھا بلکہ فیمیا نے خود کال کر کے مجھے اپنے گھر آنے کی اطلاع دی تھی پھر ابھی تک۔۔۔۔ "

اس نے فکر مندی سے کہتے ہوئے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی پھر جیب سے سیل نکال کر فیمیا کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔ اس کا نمبر مسلسل بند جا رہا تھا۔ اس نے ڈرائیور سے رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر بے سود۔

"کیا ہوا؟ "

مسز زمان نے اس کے چہرے پہ سخت پریشانی کے آثار دیکھ کر سوال کیا۔

"رابطہ نہیں ہو پا رہا۔ فیمیا کا نمبر بھی بند مل رہا ہے اور ڈرائیور کا بھی۔ اللہ خیر کرے۔ میں دیکھتا ہوں۔ "

وہ الٹے قدموں باہر کی جانب مڑا۔

طویل راہداری بھاگتے ہوئے عبور کر کے وہ پورچ میں رکی اپنی گاڑی میں آ بیٹھا۔ سیل فون ڈیش بورڈ پہ پٹخا اور چند ساعتیں یونہی ہاتھوں میں سر گرا کر سوچتا رہا کہ آخر وہ ابھی تک گھر کیوں نہیں آئی؟ اس کے ساتھ کوئی حادثہ۔۔۔۔۔

اس سے آگے تصور کرنا بھی اس کے لیے محال تھا۔ اس نے فوراً گاڑی اسٹارٹ کی اور فیمیا کی تلاش میں نکل پڑا۔ سڑک پہ گاڑی دوڑاتے ہوئے وہ اطراف میں بھی متلاشی نگاہوں سے دیکھ لیتا کہ شاید وہ کہیں نظر آ جائے۔۔۔۔

شام کا سرمئی کا اندھیرا رات کی گہری سیاہی میں بدل گیا تھا۔ لوگ آہستہ آہستہ اپنی دکانیں بند کر کے گھروں کو لوٹ رہے تھے اور وہ فیمیا کی تلاش میں شہر بھر کی سڑکوں کی خاک چھان رہا تھا۔ پُرامید چہرے پہ اب یاسیت چھانے لگی تھی۔

"یا اللہ! فیمیا کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا۔ "

گاڑی سڑک کے کنارے کھڑی کر کے اس نے اللہ سے دعا مانگی۔ وہ اس وقت خود کو بہت تنہا محسوس کر رہا تھا۔ آہن بھی ہنی مون منانے کے لیے پاکستان سے باہر گیا ہوا تھا ورنہ اس مشکل گھڑی میں وہ یقیناً فاتین کے ساتھ رہتا۔ اس نے کچھ سوچ کر عمیر کو کال کی اور اسے تمام معاملات کی خبر دی۔ یہ بات چھپانے والی نہیں تھی اور نہ وہ اکیلے اس مسئلے کو ہینڈل کر سکتا تھا۔

"کہاں تلاش کروں اسے؟ "

اس نے خود سے سوال کرتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کی۔اب اس کا رخ شہر کے بڑے ہاسپٹلز کی طرف تھا۔

رات بھر فیمیا کی تلاش میں ادھر ادھر بھٹکتے رہنے کے بعد جب صبح وہ گھر لوٹا تو اس کی حالت عجب دیوانوں جیسی ہو رہی تھی۔ بکھرے ہوئے بال، بجھا بجھا چہرہ اور رات بھر جاگتے رہنے کی وجہ سے سوجی ہوئی لال آنکھیں۔۔۔

"فیمیا کا کچھ پتہ چلا؟ "

اسے گھر کی دہلیز پہ دیکھ کر مسز زمان فوراً اس کی طرف لپکیں۔اس نے سرد آہ بھر کے لاؤنج میں کھڑے ماں باپ کو باری باری دیکھا اور نفی میں سر ہلاتے ہوئے صوفے پہ گرنے کے انداز میں بیٹھ گیا۔ جسم تھکاوٹ سے چور تھا لیکن اس سے کہیں زیادہ اس کا ذہن ڈپریشن اور بے سکونی کا شکار تھا۔

"فکر مت کرو۔۔۔۔ "

"کیسے فکر نہ کروں بابا؟۔۔۔کیسے فکر نہ کروں؟ "

وہ بابا کی بات کاٹ کر تڑخ کر بولا۔

"وہ کل دوپہر سے غائب ہے۔میں نے اور عمیر بھائی نے ہر جگہ اسے تلاش کیا، شہر کا چپہ چپہ چھان مارا مگر وہ کہیں بھی نہیں ملی۔اب مجبوراً ہمیں اس کی گمشدگی کی رپورٹ تھانے میں درج کروانی ہو گی۔ "

اس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو قمر الزمان صاحب نے خاموشی اختیار کر لی جبکہ مسز زمان تسلی دینے کے انداز میں اس کا کندھا تھپتھپانے لگیں۔

کچھ ہی دیر میں فاتین تھانے کے لیے گھر سے نکلا تو قمر الزمان صاحب بھی اس کے ساتھ ہو لیے۔ انہوں نے اپنے بیٹے کا گھر توڑنے کے لیے جو کیا تھا، وہ اس پہ نادم تھے اور یہی وجہ تھی کہ وہ اس مشکل وقت میں فاتین کے ساتھ ساتھ تھے۔شاید اسی طرح ان کی غلطیوں کا ازالہ ہو سکے۔

ان کے ساتھ ساتھ عمیر بھی تھانے پہنچ گیا۔فیمیا کی گمشدگی سے دونوں گھروں میں کھلبلی سی مچ گئی تھی۔فری کا رو رو کر برا حال تھا اور عمیر الگ بہن کے گم ہونے پہ غم سے نڈھال۔

قمر الزمان صاحب کے رعب و دبدبے کا اثر تھا کہ پولیس نے فیمیا کے جلد مل جانے کی یقین دہانی کروائی تاہم فاتین اور عمیر نے اپنے طور پہ بھی اسے ڈھونڈنے کی تمام کوششیں جاری رکھیں۔

رپورٹ درج کروانے کے اگلے دن انہیں تھانے سے گاڑی اور زخمی حالت میں ڈرائیور کے مل جانے کی اطلاع ملی مگر فیمیا کا کوئی اتا پتہ نہیں تھا۔اس دن تھانے سے آ کے فاتین کے ضبط کی ساری طنابیں ٹوٹ گئیں۔

"کاش! میں اسے اپنے ساتھ ہی گھر لے آتا۔ "

وہ بازوؤں میں چہرہ چھپا کے بچوں کی مانند بلک بلک کر رو دیا۔اس کے یوں رونے سے قمرالزمان صاحب اور سامیہ بیگم کے دل کٹ رہے تھے مگر کسی میں ہمت نہیں تھی کہ اسے دلاسہ دیتے، چپ کرواتے۔

اس نے خود ہی اپنے آنسوؤں صاف کیے اور ہونٹوں پہ بدقت زخمی مسکراہٹ لیے مسز زمان سے مخاطب ہوا۔

"آپ کی دعائیں مجھے بددعا بن کے لگی ہیں ماما۔ کھا گئی دشمن کی نظر میری محبت اور خوشیوں کو۔ میں نے سب کھو دیا، میں برباد ہو گیا۔ "

"مانا کہ یہ وقت تم پہ بہت بھاری ہے مگر تم مرد ہو۔ مرد اتنی جلدی ہمت نہیں ہارتا۔ "

قمرالزمان صاحب نے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔

"مرد بھی تو سینے میں دل رکھتا ہے بابا۔ "

"ہاں مانتا ہوں مرد بھی سینے میں دل رکھتا ہے، اس کے بھی جذبات و احساسات ہوتے ہیں، اسے بھی درد ہوتا ہے لیکن اس سب کے باوجود اللہ نے مرد میں برداشت کرنے کی صلاحیت رکھی ہے۔ وہ بڑی سے بڑی تکلیف پہ بھی صبر کر لیتا ہے، عورت کی طرح یک دم کمزور نہیں پڑتا۔ "

"یہ دکھ، یہ تکلیف اور یہ خسارہ ایسا ہے، جس پہ صبر کرنا بہت مشکل ہے۔۔۔بہت مشکل۔ "

آج اس کی حالت دیکھ کر انہیں شدت سے احساس ہوا تھا کہ وہ ان دونوں کی محبت اور رشتے کے بارے میں کتنی بڑی غلط فہمی کا شکار تھے۔ انہوں نے ایک گہری سانس لی اور پر امید لہجے میں کہا :

"وہ مل جائے گی۔ "

"جھوٹی امیدیں مت دلائیں بابا۔ آپ نے ڈرائیور کے بیانات سنے تھے ناں۔ اس کی ذرا سی مزاحمت پہ ان ظالموں نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا، کتنی بے دردی سے اسے مارا اور فیمیا ----

مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ مجھے مدد کے لیے پکار رہی ہے۔ میری سماعتوں میں اس کی چیخیں اور سسکیاں گونجتی ہیں اور میں کچھ نہیں کر پا رہا۔ معلوم نہیں وہ کہاں، کس حال میں ہو گی؟

آخر فیمیا کے ساتھ کسی کی کیا دشمنی تھی؟ کیوں اسے کڈنیپ کیا گیا؟ اگر پیسوں کے لیے اسے کڈنیپ کیا جاتا تو ابھی تک ہمیں کڈنیپر کی طرف سے ڈیمانڈز مل چکی ہوتی مگر ایسا کچھ نہیں ہے۔ "

متفکر لہجے میں خود سے سوال و جواب میں مصروف وہ فوراً اٹھ کر تیزی سے باہر نکل گیا۔ مسز زمان اس کے پیچھے لپکیں۔

"فاتین !

"کہاں جارہے ہو ابھی؟ "

"معلوم نہیں۔ "

ان کی پکار پر وہ چند سیکنڈ کے لیے رکا اور جواب دے کر قدم آگے بڑھا دیے۔

"فاتین "!

"جانے دو اسے۔ وہ گھر رہے گا تو بھی طرح طرح کی منفی خیالات اور وسوسے اسے چین سے بیٹھنے نہیں دیں گے۔ "

ان کو کاندھوں سے تھام کر اندر لے جاتے ہوئے قمرالزمان صاحب نے نرمی سے کہا۔

"کہیں یہ سب ابرش نے نہ کیا ہو؟ "

انہوں نے اپنا خدشہ زمان صاحب کے سامنے ظاہر کیا۔

"نہیں! بھلا وہ ایسا کیوں کرے گی؟ "

وہ الٹا ان سے سوال کر بیٹھے۔

"یہ آپ ہی اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ ایسا کیوں کرے گی؟ میں اسے اچھی طرح جانتی ہوں۔ وہ ایک چالاک اور مکار لڑکی ہے اور آپ سب کی شہہ سے وہ اس قدر سازشی ہو چکی ہے کہ وہ کچھ بھی کر سکتی ہے یہاں تک کہ قتل بھی".

بظاہر ان کا لہجہ نارمل تھا لیکن ان کے لفظوں میں گہری کاٹ تھی۔

"لیکن اس بار میں نے۔۔۔ "

"آپ صفائی مت دیں بس اس سے فیمیا کے بارے میں پوچھیں۔ وہ آپ پر اعتماد کرتی ہے، اگر ایسا کچھ ہوا تو آپ کو بتادے گی۔ پلیز! یہ بہت ضروری ہے۔ جب کوئی اپنا مر جائے تو اس کی واپسی کی ہر امید ختم ہو جاتی ہے مگر ایسی صورتحال میں واپسی کی امید زندہ رہتی ہے اور جب یہ امید آہستہ آہستہ ختم ہوتی ہے تو اپنے ساتھ انسان کو بھی کھوکھلا کر دیتی ہے۔ اللہ نہ کرے کہ فاتین کی امید ٹوٹے ورنہ وہ جیتے جی مر جائے گا۔

خدارا! اپنے بیٹے کے لیے اس کے پاس جائیں۔ "

التجائیہ انداز میں کہتے ہوئے انہوں نے اپنے شوہر کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے۔ قمر الزمان صاحب نے ان کے ہاتھ تھام کر اثبات میں سر ہلادیا مگر ابرش کے پاس جانے یا نہ جانے کے بارے میں وہ فوراً کچھ فیصلہ نہ کر سکے۔

اگلے ہی دن وہ سامیہ بیگم کے ازحد اصرار پر ابرش کے سامنے بیٹھے تھے مگر انہیں سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کس طرح اس معاملے پر ابرش سے بات چیت کریں۔

"اگر ابرش بے قصور ثابت ہوتی ہے تو لائبہ بیگم اور ان کے تعلقات میں کشید گی پیدا ہو جائے گی اور اگر خدانخواستہ اس سارے معاملے میں اسی کا ہاتھ ہوا تو۔۔۔ "

"کن سوچوں میں گم ہیں؟ سب خیریت ہے ناں؟ "

وہ انہیں گہری سوچوں میں گم دیکھ کر گویا ہوئی۔ قمر الزمان صاحب بری طرح چونکے پھر بولے :

"ہاں۔۔۔ نہیں خیریت ہی تو نہیں ہے۔ "

"کیا ہوا؟ "

"فیمیا اغواہ ہو چکی ہے۔ پچھلے تین دنوں سے اس کا کچھ اتا پتہ نہیں ہے۔ "

"کیا؟ "

اس کی آنکھوں سے حیرت متوحش تھی۔

"یہ کب اور کیسے ہوا؟ "

انہوں نے پچھلے تین دنوں کے واقعات مختصراً اس کے گوش گزار کر دیے۔

"چلو! بغیر محنت کے ہی معاملہ صاف ہو گیا۔" وہ ہلکی آواز میں بڑبڑائی پھر بولی :

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے وہ خود اپنی مرضی سے بھاگی ہو اور یہ اغواہ کا کھیل اس وجہ سے رچایا ہو تا کہ کوئی اس کے بارے میں شک نہ کر سکے۔ "

"ڈرائیور کے بیانات کے مطابق اسے اغواہ کیا گیا ہے۔ "

"اوہ! پھر اب۔۔ "

"اس سب میں تم تو ملوث نہیں ہو؟ "

قمر الزمان صاحب اسے جانچتی نظروں سے گھورتے ہوئے استفسار کرنے لگے۔

"ہوش میں تو ہیں آپ؟ آپ جانتے ہیں میں آپ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی پھر بھی ایسا سوال۔۔۔؟ "

"اس لیے کہ میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ "

"تو اس کا یہ مطلب ہے کہ جو کچھ بھی ان دونوں کے ساتھ برا ہو گا اس کا الزام آپ میرے سر رکھ دیں گے؟ اس طرح تو میں بھی کہہ سکتی ہوں کہ فیمیا کی گمشدگی میں آپ کا ہاتھ ہے۔ "

وہ بپھر گئی۔

"میری بات سمجھنے کی کوشش کرو ابرش۔ ہم ان دونوں کے بارے میں غلط فہمی کا شکار تھے۔ ان کے جذبات ایک دوسرے کے لیے خالص ہیں۔ ہم لاکھ کوششوں کے باوجود ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے اور نہ آئندہ کچھ بگاڑ سکتے ہیں اس وجہ سے اگر تم نے۔۔۔۔۔۔ "

"انف از انف۔ جب میں نے کہہ دیا ہے کہ اس سارے معاملے سے میں قطعی بے خبر ہوں تو آپ کیوں بار بار میرے سامنے ایسی باتیں دہرا رہے ہیں؟ "

وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہو کر سخت غصیلے لہجے میں بولی۔

"تمہارے تیور تو یہی بتا رہے ہیں۔ اگر تمہارا اس سب میں کوئی قصور نہیں تو اس قدر بپھر کیوں رہی ہو؟

ان کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"اچھا! ٹھیک ہے۔ میں نے اسے اغواہ کروایا۔ آپ کیا کریں گے میرا؟۔۔۔ بتائیں؟ "

وہ کچھ دیر خاموش نظروں سے انہیں گھورتی رہی۔ پھر دھیمے مگر سخت لہجے میں ڈھٹائی سے سوال کرنے لگی۔

"ایک بات کان کھول کر سن لو ابرش۔ اب تک میں نے تمہارا بہت ساتھ دیا، تمہیں اپنے بیٹے سے بڑھ کر پیار دیا، تمہاری ہر جائز ناجائز خواہش پوری کی لیکن اگر اس سارے کیس میں تم ملوث ہوئی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ میں بھول جاؤں گا کہ تم میری بہن کی بیٹی ہو۔ "

وہ ایک ایک لفظ چبا کر کہتے ہوئے اٹھے اور تیزی سے لاؤنج سے باہر نکل گئے۔ وہ ان کی دھمکی پر غصے سے پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔

"ہونہہ۔۔۔۔ سارے عیب صرف مجھ میں ہیں، جیسے باقی سب دودھ کے دھلے ہیں۔ سب کی اصلیت جانتی ہوں۔"

اک راز کی بات میں بتلاؤں کیسے؟

اپنی باتوں سے تمہیں رلاؤں کیسے؟

تنہائی، عالم وحشت، تشنگی

یہ سب کچھ تمہیں سناؤں کیسے؟

میں ہر روز اسے یاد کرتا ہوں؟

یادوں سے پیچھا چھڑاؤں کیسے؟

تھک چکا ہوں سفر عشق میں

یہ تھکن کسی سے چھپاؤں کیسے؟

کاش ملاقات کا کوئی اشارہ ملے

بنا دیدار کے میں مر جاؤں کیسے؟

)حفصہ الماس(

وہ پریشانی میں مسلسل ٹہل رہا تھا۔ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کون ہو سکتا ہے جس نے فیمیا کو کڈنیپ کروایا ہو۔ مسز زمان اس کو پریشان دیکھ کر تسلیاں دیے جا رہی تھیں کہ

"فاتین بیٹھ جاؤ۔ زمان صاحب گئے ہیں یقیناً وہ ابرش سے پوچھ گچھ کریں گے شاید یہ اسی کا کام ہو ورنہ اور کسی سے کیسی دشمنی؟"

لیکن فاتین کی پریشانی کسی طرح کم نہیں ہو رہی تھی۔ بڑی مشکل سے محبت کو پایا تھا، اندازہ نہیں تھا اتنی جلدی کھو دے گا۔ جس شخص کے لئے اپنی محبت کے بغیر چند گھنٹے گزارنا مشکل تھے اب مسلسل دو دنوں سے اس کی شکل بھی نہ دیکھی تھی۔

"پتا نہیں کس حال میں ہو گی، اس نے کچھ کھایا بھی ہو گا کہ نہیں، یہ بھی نہیں پتا وہ زندہ ہے کہ ------"

کمرے میں گھپ اندھیرا کیے بے چینی سے کروٹ بدلتا وہ سوچ ہی رہا تھا کہ ابرش دروازہ کھول کر آئی۔

"وہی ہوا جس کا ڈر تھا مجھے۔ جس محبت کے لئے مجنوں بنے بیٹھے ہو وہ تمہیں چھوڑ کر جا چکی ہے۔ کتنی بار تمہیں بتانے کی کوشش کی تھی کہ وہ ہر پھول پر بیٹھنے والی تتلی ہے۔ کل تمہارے ساتھ تھی، آج کسی اور کے پاس اڑ گئی۔"

اس کے لفظوں پر فاتین کا خون کھول اٹھا۔ کتنی آسانی سے وہ فیمیا کے کردار کو داغ دار کر گئی تھی۔

"بکواس بند کرو ورنہ تمہارا وہ حشر کروں گا دوبارہ چل کر اپنے ماموں کے گھر نہیں آسکو گی۔"

فاتین نے طیش میں کہتے ہوئے اس کا منہ اتنی زور سے پکڑا کہ اس کے جبڑے دکھنے لگ گئے۔ وہ پہلی بار اس کے جنونی انداز سے ڈر گئی۔ اس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ شدت سے احساس ہوا وہ کیا کہہ چکی ہے پھر ازلی ڈھیٹ پن عود آیا۔

"تم کس کس کو روکو گے؟ کیا سب کی زبان پکڑو گے اور منہ مروڑو گے جب وہ تم سے سوال کریں گے کہ وہ اغواہ ہوئی ہے یا کسی کے ساتھ بھاگی ہے؟۔۔۔۔ہاں بتاؤ؟ سب لوگ یہی باتیں کر رہے ہیں۔"

وہ خوف زدہ ہو کر بھی کہنے سے باز نہیں آئی تھی۔

"نکل جاؤ میرے کمرے سے۔۔۔۔ جاؤ۔"

وہ اتنی زور سے دھاڑا تھا کہ درو دیوار کانپ کے ساتھ ابرش بھی کانپ گئی پھر فوراً باہر نکل گئی۔

لاؤنج میں مغموم بیٹھی سامیہ بیگم اور پریشان حال قمر الزمان صاحب جو ایک دفعہ پھر ابرش سے پوچھ گچھ کرنے گئے تھے لیکن لائبہ بیگم کو تنہا پا کر واپس لوٹ آئے ابرش کی یہاں موجودگی پر چونکے۔ان کو دیکھ کر وہ ایک لمحے کو رکی تھی پھر غصے سے ہیلز کی ٹک ٹک کرتی تیزی سے باہر نکل گئی۔

"ہو نہ ہو مجھے ابرش پہ شک ہے۔"

سامیہ بیگم نے پھر سے اپنے شک کا اظہار کیا۔

"بیگم صاحبہ میں پتا کروا رہا ہوں لیکن کوئی سراغ نہیں مل رہا۔پولیس میں بھی گمشدگی کی رپورٹ درج کروائی ہے لیکن وہاں سے ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ملی۔"

"دعا کریں وہ مل جائے ورنہ ہم اپنا بیٹا کھو دیں گے۔"

"اللہ نہ کرے۔کیسی باتیں کرتی ہیں آپ۔ان شاءاللہ وہ مل جائے گی۔"

"ھمم۔۔۔۔ایسا ہی ہو گا۔میں نماز پڑھ لوں۔۔"

مسز زمان اٹھ کر کمرے میں نماز پڑھنے کی نیت سے چل دیں اور قمر الزمان صاحب کال کرنے کے لئے موبائل نکالنے لگے۔

"پلیز مجھے چھوڑو۔۔۔"

اب تو چیخ چیخ کر اس کا گلا بھی خشک ہو چکا تھا یوں لگتا تھا جیسے خراشیں پڑ گئی ہوں مگر کسی کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ نہ ہی کسی نے بتایا تھا کہ وہ یہاں کیوں لائی گئی ہے اور کون اسے یہاں لے کر آیا ہے؟ تین دن گھٹن زدہ کمرے میں گزر چکے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ یہاں صدیوں سے قید ہو۔ گھر واپسی کی امید ختم ہو رہی تھی۔ روزانہ ایک دراز قد سانولی سی عورت آتی اور خاموشی سے کھانا رکھ کر چلی جاتی جیسے کوئی گونگی بہری جس پر فیمیا کی چیخ و پکار کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ آج جب وہ کھانا دے کر جانے لگی تو اس نے پھر فریاد کی لیکن گیٹ پر دستک کی آواز سن کر وہ فوراً واپس ہولی اور شاید جلدی میں کمرے کو کنڈی لگانا بھول گئی کیونکہ روشنی کی کرنیں اندر کی طرف آ رہی تھیں۔

کھانا کھلانے کے لیے ایک ہاتھ سے رسی نکال دی گئی تھی جبکہ دوسرا ہاتھ کرسی سے بندھا ہوا تھا اور پاؤں بھی کرسی سے بندھے ہوئے تھے۔

فیمیانے جلدی سے دوسرے ہاتھ سے رسیاں جدا کرنی کی کوشش کی۔

لیکن اس کی گانٹھ اتنی مضبوط تھی کہ علیحدہ ہونے کا نام نہ لے رہی تھی۔اس نے منہ سے گانٹھ کھولنا شروع کی۔کچھ تگ ودو کے بعد دوسرا ہاتھ بھی آزاد ہو گیا۔فوراً سے پیشتر پاؤں رسیوں سے جدا کئے اور رسی پھینک کر دروازہ کے پاس آئی۔دروازہ واقعی کھلا تھا۔باہر جھانکنے پر وہاں کوئی بھی نظر نہ آیا۔وقت ضائع کیے بغیر وہ باہر نکلی۔دل تنکے کی مانند لرز رہا تھا۔اگر وہ پکڑی گئی تو۔۔۔۔۔۔۔یہ سوچ کر ہی اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے لیکن اسے ہمت کرنی تھی، کسی بھی طرح یہاں سے باہر نکلنا تھا۔قدموں کی آہٹ پیدا کیے بغیر وہ ایک کے بعد ایک کمرہ پاٹتی گئی۔بہت بڑا فارم ہاؤس تھا جہاں وہ موجود تھی۔

وہ بیرونی دروازے تک پہنچی کہ قدموں کی چاپ اور باتوں کی آواز پر دروازے کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔

"جی میں نے اس کو کھانا دے دیا ہے۔"

"ہممم۔۔۔۔اس نے زیادہ تنگ تو نہیں کیا؟"

"بہت چیختی ہے۔کبھی کسی فاتین کا نام پکارتی۔۔۔۔۔۔"

"بس بس۔۔۔۔ میں دیکھتی ہوں اسے۔"

فاتین کے ذکر پر اس کے منہ کے زاویے بگڑے۔

"اتنی مانوس آواز۔۔۔۔۔یہ آواز تو وہ لاکھوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔"

فیمیا کو ایسا لگا جیسے کسی نے اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو۔ وہ ان کے اندر جانے تک دم سادھے کھڑی رہی پھر وقت ضائع کیے بغیر دروازے کی اوٹ سے نکل کر باہر بھاگی۔ صد شکر مین گیٹ کے پاس کھڑا چوکیدار دوسری طرف متوجہ تھا۔ وہ چھپتے چھپاتے گھر کی پچھلی طرف کے گیٹ سے باہر نکلی اور سرپٹ بھاگنا شروع کر دیا۔

وہ ننگے سر اور پاؤں بھاگتی جا رہی تھی انگ انگ پسینے میں ڈوبا ہوا۔ دل زوروں سے دھڑک رہا تھا، آنسو بہہ بہہ کر گالوں کو بھگو رہے تھے۔

"کیا کوئی رقابت میں اس قدر بھی گر سکتا ہے، محبت انسان کو بہت کچھ کرنے پر مجبور کر دیتی ہے مگر کسی کو اغواہ کروانا، ذہنی اذیت دینا یہ سب محبت والوں کا شیوہ نہیں۔"

"میں تو اب تک ابرش پر شک کرتی آئی تھی، اس طرح کی حرکت وہی کر سکتی ہے مگر تم ۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے معلوم تھا تم فاتین سے محبت کرتی ہو مگر۔۔۔۔۔"

وہ جتنا سوچ رہی تھی، اتنی ہی خود کو اذیت دے رہی تھی۔ بھاگ بھاگ کر سانس پھول گیا تھا، پاؤں تھک چکے تھے اور پیاس سے گلے میں کانٹے اگ آئے تھے مگر اسے فاتین کے پاس واپس لوٹنا تھا۔ اس نے دو گھڑی رک کر تنفس بحال کیا اور پھر سے بھاگنے لگی۔

''میڈم۔۔۔۔میڈم! وہ لڑکی کمرے میں نہیں ہے۔ ''

سانولی عورت گھبرائے ہوئے لہجے میں بولی

''کیا مطلب؟ وہ کہاں گئی؟''

''میں دروازہ کھولنے باہر گئی تب وہ موقع دیکھ کر بھاگی۔''

''تم نے کیوں لاپرواہی برتی؟اور وہ چوکیدار کدھر مرا ہوا ہے؟ ابھی اسے یہاں سے نکلے زیادہ وقت نہیں ہوا میں کمرے میں اسے تلاش کرتی ہوں۔ تم گارڈ کو بولو باہر کے ایریا میں اسے تلاش کریں۔ وہ پچھلے گیٹ سے باہر نکلی ہو گی۔ بھاگنے مت دینا ورنہ تم سب کی کھال ادھیڑوں گی۔''

وہ غصے سے چیخی۔ پھر خود یک بعد دیگرے کمروں میں جا کر اسے تلاشنے لگی۔

"تین دن ہو گئے لیکن آپی کا کچھ پتہ نہیں۔ نجانے وہ کہاں ہوں گی؟ کس حال میں ہوں گی؟''
سبزیاں کاٹتے ہوئے وہ مسلسل فیمیا کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

گھر میں ماتم کا سماں تھا۔ جانے کس کی نظر لگی تھی کہ جو گھر قہقہوں سے چہکتا تھا۔ خاموشی میں بھی خوشی اور سکون سا رہتا تھا اب وہاں صرف جان لیوا سناٹا تھا۔ دن بدن امیدیں ٹوٹ رہی تھیں۔

"جانے کیوں ہم سے خوشیاں روٹھ گئی ہیں۔"

شاید خوشیوں کی عمر کم ہوتی ہے یا پھر اپنی اہمیت بتلانے کی خاطر خوشیاں غم کو دعوت دیتی ہیں تاکہ اک نئی امید اور آزمائش سے نکلنے کی امنگ جاگے، پھر غم کے بادل چھٹ جائیں اور خوشی ڈیرہ ڈالے۔

"آہم آہم۔۔۔۔"

گلا کھنکارنے کی آواز پر وہ پیچھے مڑی۔ کچن کے دروازے پر زیب کھڑا تھا۔ جب سے اسے فیمیا کی گمشدگی کا علم ہوا تھا وہ اپنی امی کو لے کر ادھر آ گیا تاکہ اس مشکل گھڑی میں ان کا ساتھ دے سکے۔۔

"آپ کو کچھ چاہیے؟"

فارہ نے پوچھا۔

"نہیں! میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

فارہ نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"میں تم سے ناراض نہیں تھا فری۔ صرف تمہیں وقت دینا چاہتا تھا تاکہ تم اس رشتے کو قبول کرو۔ اپنے دل سے میرے لیے بدگمانیاں نکال سکو۔ میں مانتا ہوں مجھ سے غلطی ہوئی وہ بھی تمہاری

اپنے ہمسفر کے بارے میں خواہشات جان کر سوچا تم سے شرارت کروں۔ ویسا بن جاؤں جیسا تم شوہر چاہتی ہو لیکن۔۔۔۔"

"زیب پلیز!" فارہ نے اس کی بات کاٹی۔

"میں جانتی ہوں۔ آپی نے لاسٹ ٹائم مجھے ہر بات سمجھا کر آپ سے بات کروائی تھی۔ وہ چاہتی تھی ہم دونوں اپنی ناراضگی ختم کر دیں۔ آج ہم دونوں روبرو ہیں، دلوں میں کوئی کثافتیں بھی نہیں لیکن آپی نہیں ہیں۔"

فیمیا کے ذکر پر اس کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔

"فکر مت کرو۔ ان شاءاللہ جلد فیمیا ہمارے پاس ہو گی۔ فاتین اور عمیر پوری کوشش کر رہے ہیں اسے تلاشنے کی۔ پولیس بھی اپنی کارروائی کر رہی ہے۔ بس تم دعا کرو۔"

زیب نے قریب آکر اسے تسلی دی۔ دل چاہا وہ اس کی آنکھوں سے گرنے والے ننھے آنسوؤں کے قطرے کو انگلیوں کی پوروں پر چن لے مگر اس کی ناراضگی کے خوف سے زیب نے اپنی خواہش دل میں ہی دبالی۔

"آپ کو کیا لگتا ہے میں دعا نہیں کرتی آپی کے لیے۔ میری دعاؤں تک ہو تو ابھی اسی وقت آپی۔۔۔۔"

"اللہ کی مصلحتوں کو ہم سمجھ نہیں سکتے فری۔ صبر سے کام لو۔ "

فارہ نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"لو! آنسو صاف کرو۔"

زیب اسے رومال تھما کر باہر نکل گیا۔ جانے کیوں ! فارہ کے رونے سے اسے تکلیف ہو رہی تھی۔

وہ مسلسل نامعلوم راستوں پر ننگے پیر بھاگ رہی تھی۔ الجھے بکھرے بال جنہیں ڈھانپنے کے لیے اس کے پاس دوپٹہ نہیں تھا۔ گرد سے اٹا ہوا لباس اس وقت وہ بالکل بے یارومددگار تھی۔ موبائل اور پرس بھی اغواہ کاروں کے پاس ہی رہ گئے تھے۔ بھاگتے بھاگتے اچانک اس کا پیر پھسلا اور دھڑام سے زمین پہ گری۔ منہ سے ایک درد بھری آہ نکلی اور آنسو بہنے لگے۔

"آخر میرے ساتھ ایسا کیوں؟ کون سا ایسا گناہ کیا میں نے جس کی مجھے اتنی کڑی سزا مل رہی ہے؟ میری جان اور عزت کچھ بھی محفوظ نہیں۔ معلوم نہیں میں گھر بھی پہنچ سکوں گی یا ادھر ہی کسی گاڑی کے نیچے آکر کچلی جاؤں گی یا پھر۔۔۔۔۔"

فیمیا نے کرب سے آنکھیں میچیں۔اسے رہ رہ کر فاتین کی محبت اور اس کا تحفظ بھرا احساس یاد آرہا تھا جس کی کبھی اس نے قدر نہیں کی۔ ہمیشہ اس کی چاہتوں کو شک کی نظر کرتی رہی دوغلے لوگوں کی باتوں میں آکر اور آج؟ جیسے جیسے وہ سوچ رہی تھی اس کے رونے میں شدت آتی جارہی تھی۔

وہ اٹھی، کپڑے جھاڑے اور لنگڑاتے ہوئے چلنے لگی۔ پاؤں پر شدید قسم کی چوٹ آئی تھی جس کے سبب بھاگنا تو دور، چلنا بھی مشکل لگ رہا تھا مگر اس نے ہمت نہیں ہاری۔ کہیں رک کر پاؤں کی چوٹ کو دیکھ لیتی۔ پھونکیں مار کر تھوڑا درد کی شدت کو کم کرنے کی کوشش کرتی اور پھر سے چل پڑتی۔

مین سڑک پر پہنچتے ہی وہ درود شریف کا ورد کرتے تیز قدموں سے چلنے لگی۔اکادکا گاڑیاں گزر رہی تھی۔ جوں ہی کوئی گاڑی اس کے قریب سے گزرتی اس کے دل دھڑکن تیز ہو جاتی۔ سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کسی سے مدد مانگے یا نہیں۔

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔ آہستہ آہستہ ہر طرف تاریکی پھیل رہی تھی۔ مدد کے بغیر گھر پہنچنا ناممکن تھا۔ نامعلوم جگہ ،نامعلوم راستے اور اگر غلط شخص سے مدد مانگ کر کسی اور دلدل میں پھنس گئی تو۔۔۔۔۔۔

اس نے تمام منفی سوچوں کو جھٹکا اور اللہ کا نام لے کر ایک ٹیکسی کو ہاتھ دے کر روکا۔ ٹیکسی ڈرائیور کوئی ستائیس اٹھائیس سال کا جوان جو شکل و صورت سے پٹھان معلوم رہا تھا۔

"بھائی! مجھے مدد کی ضرورت ہے۔ کچھ لوگ مجھے اغواہ کر کے اس سنسنان جگہ لے آئے۔ بہت مشکل سے جان بچا کر بھاگی ہوں۔ مجھے نہیں معلوم یہ کون سی جگہ ہے، نہ راستوں کا علم ہے؟ آپ میری مدد کر دیں گے تو بہت احسان ہو گا۔ زیادہ نہیں تو اپنے موبائل سے صرف ایک کال کرنے کی اجازت دے دیں۔"

اس سے التجا کرتے ہوئے وہ انتہائی قابلِ رحم نظر آ رہی تھی۔ بار بار آنکھوں میں آنسو جمع ہو رہے تھے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے مختصراً پوچھ گچھ کے بعد اس کو لفٹ دے دی۔ ایک بار پھر سے وہ رونے لگی تھی لیکن اس بار یہ آنسو خوشی کے تھے۔

"بھائی میں کہہ رہی ہوں کہ اگر وہ لڑکی واپس نہ آئی تو آپ اپنا وعدہ نہیں بھولیں گے۔ آپ کو ہر حال میں ابرش اور فاتین کی شادی کروانا ہو گی۔"

"آپ کو شرم نہیں آتی۔ میری بیوی کتنے دنوں سے لاپتا ہے اور آپ کو اپنی بیٹی کی شادی کی پڑی ہے۔ آپ لوگوں کو صرف اپنے کام سے غرض ہے۔ بس کسی طرح ہمارا مطلب پورا ہو جائے باقی

سب بھاڑ میں جائیں لیکن اس بار آپ کا سامنا فاتین سے ہے۔فاتین مر تو سکتا ہوں لیکن فیمیا کے سوا کسی کا نہیں ہو سکتا۔"

ان کی بات سن کر وہ آگ بگولہ ہو گیا۔کیسی خود غرض پھپھو تھی اس کی؟اسے شدید نفرت محسوس ہوئی ابرش سے،اس کی ماں سے اور ہر اس شخص سے جو فیمیا اور اسے جدا کرنے کی کوشش کرتا رہا۔

"اللہ نہ کرے بیٹا۔تم خدا سے اچھا گمان رکھو۔وہ کسی بھی انسان پہ اس کی آزمائش سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا فاتین۔ہمیں اس خدا سے ناامید نہیں ہونا چاہیے۔"

سامیہ بیگم ماں تھیں کیسے اپنے جگر کے گوشے کو مایوس صورت حال میں دیکھتی فوراً بولیں۔وہاں ابرش اور لائبہ بیگم کے ساتھ سامیہ بیگم،قمرالزمان صاحب اور فاتین بھی بیٹھے تھے۔

"بہت لحاظ کر لیا میں نے اگر دو دن تک فیمیا گھر نہ آئی تو میں اس لڑکی پر ایف آئی آر درج کروا دوں گا بھلے میری پھپھو زاد ہو۔۔۔۔۔۔"

وہ مزید بھی کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اتنے میں اس کے سیل پر انجان نمبر سے کال آنے لگی۔اس کا دل زوروں سے دھڑکا۔وہ کال پک کر کے باہر نکل آیا۔

"فاااااا۔۔۔۔۔تی۔۔۔۔۔۔۔ن۔۔۔۔"

ماؤتھ اسپیکر سے فیمیا کی آواز ابھری۔

"فیمیا! تم کہاں ہو؟۔۔۔میری جان"!

وہ اس کی آواز سن کر تڑپ گیا۔

"م۔م۔۔۔م۔۔مجھے نہیں پتہ میں ک۔۔۔ کہاں ہوں؟۔۔۔۔۔مجھے کوئی علم نہیں۔" پلیز! م۔۔۔۔۔مجھے۔۔۔۔۔۔لے۔۔۔۔۔جاؤ۔"

اس کی سسکیاں سن کر فاتین کا دل چھلنی ہو رہا تھا۔ لیکن بغیر اڈریس کے وہ اس تک کیسے پہنچ سکتا تھا؟ اس کی آواز سے لگ رہا تھا وہ قابل رحم حالت مین ہے۔ اچانک اسے ایک خیال آیا:

"یہ کس کا سیل فون ہے؟ میری اس سے بات کرواؤ جلدی۔"

اس نے ٹیکسی ڈرائیور سے بات کرتے ہوئے ہی پورچ سے گاڑی نکالی اور بغیر کسی کو اطلاع دیے گھر سے نکل گیا۔ کچھ ہی دیر میں جانے پہچانے راستے پر تیزی سے گاڑی دوڑ رہی تھی۔ جو لوکیشن اسے بتائی گئی تھی وہ اس سے انجان نہیں تھا۔ کئی بار وہ اسی راستے فارم ہاؤس جاتا رہا جہاں سب دوست جا کر اکثر پارٹی کرتے تھے۔

دو گھنٹے کا سفر اس نے ڈیڑھ گھنٹے سے بھی کم وقت میں طے کیا تھا۔ دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ رکھا ہو۔ نجانے اور کتنی آزمائشیں اور مشکلات ہیں جن سے گزرنا باقی ہے۔

وہ فیمیا کے بغیر بھلا کہاں رہ سکتا تھا وہ بھی اس صورت میں جب اس کا کوئی اتا پتہ نہیں۔ وہ اور اس کا خدا جانتے تھا یہ دن اس نے کس اذیت میں گزارے لیکن اسے اپنی فکر کب تھی؟ اسے تو یہی فکر ستاتی رہی کہ سہاروں کے ساتھ چلنے والی وہ معصوم اور بھولی بھالی لڑکی اتنے دن کس عذاب میں رہی ہو گی؟ اس نے فاتین کو کتنا پکارا ہو گا؟ کتنا روئی ہو گی؟ لیکن ہائے بے بسی۔۔۔۔۔ اس کے اختیار میں کب کچھ تھا؟ وہ اسے کوشش کے باوجود ڈھونڈ نہیں پایا اور جب آج اس نے فیمیا کو اپنے روبرو دیکھا تو جیسے کوئی تیز دھار تلوار دل کے آر پار ہو گئی ہو۔

یہ اس کی فیمیا تو نہیں تھی۔ ملگجا لباس، سر پہ دوپٹہ نہ پاؤں میں جوتے۔ الجھے بکھرے بال، مرجھایا ہوا چہرہ اور آنکھیں جیسے اندر کو دھنس گئی ہوں۔ محض تین دن میں وہ ظاہری مکمل طور پر بدل گئی تھی۔ فیمیا نے فاتین کو دیکھا تو جیسے تپتی دھوپ میں چھاؤں مل گئی۔ بھاگ کر آئی اور اس سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

وہ بس چپ چاپ کھڑا فیمیا کو اپنے سینے سے لگائے اس کے بالوں پر ہاتھ پھیر تا رہا۔ کچھ توقف بعد اس کے رونے میں کمی آئی تو فاتین نے اسے گاڑی میں بٹھایا اور خود ٹیکسی ڈرائیور کا شکریہ ادا کیا۔ خدا کا شکر تھا کہ وہ ایک اچھے انسان کے ہاتھ لگی جس نے نہ صرف اس کی مدد کی بلکہ صحیح وسالم شوہر تک اس کو پہنچایا اگر غلط ہاتھوں میں چلی جاتی تو۔۔۔۔

یہ سوچ کر فاتین نے جھرجھری لی۔

راستے میں ان کی کوئی خاص گفتگو نہیں ہوئی۔فیمیا اس کے کندھے کے ساتھ لگی خاموش بیٹھی رہی اور فاتین نے اسے ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں سمجھا۔جانتا تھا جن حالات سے گزر کر وہ یہاں آئی ہے، کچھ دن شاید اسی کیفیت میں رہے۔وہ بار بار اس کی طرف دیکھتا اور کبھی سر پر محبت سے بوسہ دے دیتا۔

تقریباً رات کے ڈیڑھ بجے وہ اپنے شہر میں پہنچے۔اس کی حالت اور اپنے گھر کے ماحول کی وجہ سے فاتین اسے عمیر کے گھر لے آیا تاکہ وہ کچھ آرام دہ محسوس کرے۔

اپنوں میں آکر وہ کچھ بہتر محسوس کر رہی تھی۔فارہ، زیب، عمیر اور پھپھو سے بس ہلکی پھلکی بات ہوئی تھی اور نہ کسی نے زیادہ اسے کریدنے کی کوشش کی تھی۔اس نے مختصراً اپنے ساتھ پیش آنے والے حالات اور وہاں سے بھاگنے کی سرگزشت سنائی البتہ وہ اغواہ کار کا نام جاننے کے باوجود چھپا گئی تھی۔

رات کافی بیت چکی تھی اس لیے فریش ہو کر کھانا کھانے کے بعد وہ فاتین کے ساتھ کمرے میں آگئی۔اب تک ان کے بیچ براہِ راست کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔نہ فاتین نے اسے مخاطب کیا اور نہ فیمیا کی خاموشی ٹوٹی۔کمرے میں آکر فاتین نے اسے زور سے بانہوں میں بھینچ لیا۔اس کے

چہرے کے ہر نقش کو نرمی سے چھوتے اور چومتے ہوئے وہ گزشتہ دنوں کی بے تابیوں کا اظہار کر رہا تھا۔ فیمیا نے کوئی مزاحمت نہیں کی بلکہ اس کا یہ انداز اسے لحظہ بہ لحظہ سکون دے رہا تھا۔

"فاتین"!

"جی میری جان"!

اس کی پکار پر فاتین نے محبت سے جواب دیا۔ وہ اسے کچھ بتانا چاہتی تھی مگر کچھ سوچ کر اس نے بات بدل دی۔

"میں اب سونا چاہتی ہوں۔ کتنے دنوں سے سکون کی نیند نہیں سوئی".

"ہاں! آج میں بھی تمہارے پاس سکون سے سونا چاہتا ہوں لیکن اب ڈر لگتا ہے میری بے خبری میں پھر کوئی تمہیں۔۔۔۔۔۔"

"نہیں! پلیز۔۔۔۔۔۔ جو گزر گیا، سو گزر گیا۔ اب ایسا نہیں ہوگا۔"

وہ شاید تکلیف دہ دن رات کو یاد نہیں کرنا چاہتی تھی جو اس نے فاتین کے بغیر گھٹن زدہ کمرے میں گزارے تھے۔

اگلے دن تقریباً بارہ بجے کے قریب وہ زمان ولاء میں پہنچے جہاں قمر الزمان صاحب اور سامیہ بیگم کے علاوہ ابرش اور اس کی ماما بھی ان کی منتظر تھیں۔ وہ سب سے مل کر سامیہ بیگم کے پاس بیٹھ

گئی مگران دونوں ماں بیٹی کو وہاں دیکھ کراس کے دل میں عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی تھی۔دل کر رہا تھاوہ اٹھ کراپنے کمرے میں چلی جائے۔

"دیکھوذراہمارے فاتین کا کیا حال ہو گیا؟تمہاری غیر موجودگی میں بیچارہ کملا کر رہ گیااوراس کی یہ حالت دیکھ کر میرے بھائی اور بھابی کی پریشانی حد سے سوا تھی۔بھلا بتاؤ تم نے کہاں تین دن گزارے۔"

لائبہ بیگم کے لفظوں سے زیادہ لہجہ اسے چُبھا تھا۔یہ کون سا انداز تھا سوال پوچھنے کا۔

"تین دن تھے، جیسے تیسے گزر گئے۔اللہ کا شکر ہے ہماری بیٹی واپس ہمیں مل گئی۔میں تو شکرانے کے نفل ادا کروں گی۔زمان صاحب نے تو اس کی واپسی کا سن کر ہی صدقے کے پیسے مسجد میں بھیج دیے".

سامیہ بیگم نے پیار سے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"آپ معاملے کی نزاکت کو نہیں سمجھتی۔ہمارا جاننا ضروری ہے بھابی۔کل کو پھر یہ بنا بتائے کہیں چلی جائے تو ہم۔۔۔۔۔"

"فیمیا کو اغواہ کیا گیا تھا۔"

فاتین نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا۔وہ جانتا تھا ابرش کی طرح پھپھو بھی کوئی بات ایسی کریں گی جس سے فیمیا بری طرح ٹوٹ جائے گی۔

"ہمیں کیا معلوم اغواہ ہوئی تھی یا کسی کے ساتھ گئی تھی۔اس بات پر کون یقین کرے گا کہ اغواہ کاروں نے اسے تین دن اپنے پاس رکھا اور پھر چھوڑ دیا۔نہ کوئی ان کی طرف سے بھاری قسم کی ڈیمانڈ کی گئی اور نہ کوئی دھمکی موصول ہوئی۔لوگ تو یہی کہتے ہیں کہ لڑکی کسی آشنا کے ساتھ گھر سے بھاگی اور تین بعد خود ہی واپس آگئی۔"

ان کی بات پر فیمیا اپنی جگہ پر سّن ہو گئی۔اس نے تو سوچا بھی نہیں تھا کہ اس طرح کا گھٹیا الزام بھی اس پر لگایا جا سکتا ہے۔

"ماما! فیمیا کو کمرے میں لے جائیں۔" وہ اس کے زرد ہوتے چہرے کو دیکھ کر سامیہ بیگم کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔وہ فوراً اسے لے کر کمرے کی طرف چلی گئیں۔

"بابا! اب بھی آپ کو لگتا ہے کہ آپ کی بہن ہماری خیر خواہ ہے حالانکہ آپ نے ہمیشہ اپنی اولاد سے زیادہ اپنی اس بہن کی اولاد کو اہمیت دی۔"

فیمیا اور سامیہ بیگم کے جانے کے بعد فاتین غصے سے بولا۔زمان صاحب کو یک دم شرمندگی نے آگھیرا۔

"ماما کچھ غلط نہیں کہہ رہی فاتین۔ بے شک فیمیا کو اغواہ کیا گیا تھا لیکن ایسی لڑکی کے بارے میں ہمارا معاشرہ کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا۔"

"شٹ اپ!۔۔۔۔۔جسٹ شٹ اپ۔ اس سے پہلے کہ میں غصے سے پاگل ہو جاؤں پھپھو آپ اپنی بیٹی کو لے کر یہاں سے چلی جائیں ورنہ آپ فیصلہ سنا دیں۔ میں اور فیمیا اس گھر میں رہے تو آپ کی بہن بھانجی اس گھر میں نہیں آسکیں گی اور اگر یہ دونوں اس گھر میں نظر آئیں تو میں گھر چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔"

اس نے آخری جملہ زمان صاحب سے مخاطب ہو کر کہا جو بے بس نظر آرہے تھے۔ ایک طرف بیٹا تھا اور دوسری طرف بہن۔ کس طرح بہن سے کہتے وہ آئندہ یہاں نہ ائے۔

"بھائی صاحب کہیے ناں! آئندہ میرے گھر مت آنا۔"

"بس آپا!" انہوں نے ہاتھ جوڑے۔ "آج تک آپ کے لیے جو ممکن تھا، وہ کیا اب میں اپنے گھر کا ماحول مزید خراب نہیں کر سکتا۔"

"تو آپ پر بھی اس لڑکی کا جادو چل گیا۔ خیر چلتی ہوں میں اور تم۔" انہوں نے انگلی کا رخ ابرش کی طرف کیا۔ " اب اگر اس گھر میں نظر آئی تو تمہاری ٹانگیں توڑ کر گھر پہ بٹھا دوں گی۔ اتنی عزت افزائی کافی ہے ہمارے لیے۔"

وہ ابرش کا ہاتھ پکڑ کر تن فن کرتی وہاں سے چلی گئی۔ زمان صاحب بھی فاتین کو تسلی کے انداز میں دلاسا دے کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ اب وہ اکیلا لاؤنج میں بیٹھا سوچوں کی یلغار میں بہہ رہا تھا۔

وہ یہاں فیمیا کو عزت دینے اور دلوانے کے لیے لایا تھا مگر افسوس! اب تک اس گھر میں اسے سوائے ذلت کے کچھ بھی نہیں ملا تھا۔ اس کا دل چاہا وہ فیمیا کو لے کر کہیں دور چلا جائے جہاں کوئی تیسرا شخص، کوئی دشمن، کوئی سازشیں نہ ہوں۔

وہ نجانے کب تک وہیں بیٹھا رہتا جب اسے باہر پولیس کے آنے کی خبر ملی جو فیمیا کی واپسی کی اطلاع ملتے ہی تفتیش کے لیے آ پہنچی تھی

فاتین کی موجودگی میں ہی پولیس نے اس سے چند ضروری سوال پوچھے جس کا اس نے تفصیل سے جواب دیا لیکن آخری سوال پر وہ خاموش ہو گئی۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ اس کا کیا جواب دے؟ جواب دے بھی یا ٹال دے۔

"مس فیمیا! کیا آپ کا کسی پر کوئی شک ہے کہ آپ کو اغواہ کروانے میں کس کا ہاتھ ہے؟"

پولیس انسپکٹر کے سوال دہرانے پر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"مجھے اغواہ کروانے میں میری دوست آبنوس ملک کا ہاتھ ہے اور یہ بات میں پورے یقین سے کہہ رہی ہوں"۔

فیمیا نے ساری تفصیل پولیس کے گوش گزار کر دی تھی جسے سن کر فاتین پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

"آبنوس کیسے اس سارے معاملے میں ملوث ہو سکتی ہے فیمیا؟ تمہیں کوئی غلط فہمی تو نہیں۔"

پولیس کے جانے کے بعد فاتین نے آہستگی سے استفسار کیا۔ کم از کم اسے آبنوس سے ایسی امید نہیں تھی۔ کتنا وقت انہوں نے ساتھ گزارا تھا اور اس سارے وقت میں کبھی اسے آبنوس سے شکایت نہیں ہوئی۔ وہ زندہ دل لڑکی تھی جو سب سے اخلاق کے ساتھ پیش آتی۔ فاتین سے محبت کے باوجود جب اسے فیمیا اور فاتین کے تعلق کا پتہ چلا تو وہ خاموشی سے کنارہ ہو گئی لیکن اب ایسا کیوں؟

"نہیں! میں نے اسے اپنی آنکھوں سے فارم ہاؤس میں دیکھا اور بولتے سنا ہے۔ مجھے اپنی بینائی اور سنوائی پر شک نہیں ہو سکتا۔ وہ آبنوس ہی تھی۔ اسے خبر نہیں میں اس کے گھناؤنے کھیل سے واقف ہو چکی ہوں اور ہو سکتا ہے وہ ہمدردی جتانے کے لیے ہمارے پاس آئے مگر اب میرا آبنوس پر سے یقین اور مان ٹوٹ چکا ہے۔ میں جانتی تھی وہ آپ سے محبت کرتی ہے اور اس نے

ظاہری طور پر دوستی کے بیچ محبت کو آنے نہیں دیا لیکن باطنی طور پر وہ ابرش کی طرح ہماری جڑیں کاٹتی رہی۔"

فیمیا بولنے پر آئی تو بولتی چلی گئی لیکن فاتین کے لبوں پر خاموشی کا قفل لگ گیا۔ وہ جانتی تھی فاتین کو سچائی کا علم ہو گا تو وہ ٹوٹ جائے گا۔ اپنے تمام دوستوں میں سب سے زیادہ بھروسہ وہ آبنوس پر کرتا تھا اسی لیے کافی سوچ بچار کے بعد اس نے فیصلہ کیا تھا وہ آبنوس کا نام اغواہ کار کے طور پر ظاہر نہیں کرے گی لیکن اپنے اوپر لگے جھوٹے الزامات نے اسے سچائی بتانے پر مجبور کر دیا۔

توقعات جب ٹوٹتی ہیں تو اپنے ساتھ انسان کو بھی توڑ کر رکھ دیتی ہیں۔ وہ بھی ٹوٹ گیا تھا۔ اسے غیروں سے زیادہ اپنوں نے اذیت دی تھی۔ شاید ان دونوں پہ کڑی آزمائش تھی۔ جس انسان پہ ہم سب سے زیادہ اعتماد اور بھروسہ کرتے ہیں، جو ہمارے دکھ، درد اور غم میں شریک ہونے کا دکھاوا کر کے ہمارا یقین جیتتے ہیں وہی ہمارے سینے میں بے یقینی کا خنجر گھونپ دیتے ہیں جس کا نہ کبھی زخم بھرتا ہے، نہ اذیت کم ہوتی ہے۔

وہ بنا کچھ کہے کمرے سے کیا گھر سے ہی باہر نکل گیا۔ اس وقت وہ گہرے کرب میں مبتلا تھا۔ ہمت نہیں تھی کہ فیمیا سے نظریں ملا پاتا۔

"آخر کب تک میں اپنے ساتھ منسلک رشتوں کی وجہ سے فیمیا کے سامنے شرمندہ ہوتا رہوں گا؟ پہلے میرے ماں باپ، پھر ابرش اور پھپھو اور اب دوست بھی۔"

گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اس نے دکھ سے سوچا۔دل چاہا وہ چیخ چیخ کر کہے: "کوئی جو رہ گیا ہو میرے دل کو کرچی کرنے سے۔آؤ میرے دل پر وار کرو،۔مجھے اذیت دو یار۔ "

وہ رونا نہیں چاہتا تھا مگر آج آنسو تھمے نہیں، بہتے چلے گئے۔

"لوگ تو یہی کہتے ہیں ناں لڑکی کسی آشنا کے ساتھ بھاگ گئی اور تین دن بعد خود ہی واپس آگئی۔"

اس کے ذہن میں لائبہ بیگم کے الفاظ گونجے۔

"نہیں نہیں" ایک ہاتھ سے گاڑی چلاتے ہوئے اس نے دوسرے ہاتھ سے کنپٹی سہلائی۔

"میری بیوی پر اس گھٹیا الزام کی وجہ تم بنی ہو آبنوس۔میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔ "

جلدی سے سیل فون نکال کر اس نے آبنوس کو کال کی اور اسے ریسٹورنٹ بلایا۔

آبنوس فاتین کے لب و لہجے سے ہی خطرہ بھانپ گئی تھی۔اس سے سامنا کرنے کا سوچ کر ہی جسم پسینے میں بھیگ گیا۔ہاتھ پاؤں کانپنا شروع ہو گئے لیکن ملنے تو جانا تھا۔

وہ ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے مطلوبہ جگہ پر پہنچی جہاں فاتین پہلے سے موجود تھا۔

"آخر کیوں آبنوس؟ "

اس کی زبان سے صرف تین لفظ ادا ہوئے تھے۔ چہرے پر جتنی سختی تھی، لہجے میں اتنی ہی بیچارگی۔ وہ جان گئی تھی فاتین کو ساری سچائی کا علم ہو چکا ہے۔ اس کا سر شرم سے جھک گیا۔ وہ ابرش نہیں تھی جو فوراً جھوٹ پہ جھوٹ گھڑ لیتی، وہ آبنوس تھی جس نے جھوٹ بولنا سیکھا ہی نہیں تھا۔ جو بات دل میں ہوتی، زبان سے بھی وہی بات نکلتی لیکن ابھی اسے سچ کہنا از حد مشکل لگ رہا تھا۔

رات آدھی سے زیادہ بیت چکی تھی۔ وہ بیڈ پر آڑھی ترچھی لیٹی فاتین کے آنے کی منتظر تھی لیکن نہ وہ آیا اور نہ نیند۔ اسے معلوم تھا وہ اس وقت گہرے دکھ میں ہے لیکن اس کا دکھ میرے دکھ سے بڑا تو نہیں۔ میری ذات اور کردار پر گھٹیا الزام لگایا گیا۔ کم از کم فاتین کو چاہیے تھا اس الزام کی تردید کرتا، تسلی آمیز جملے کہتا اور میرے زخموں پر اپنی محبت کے پھائے رکھتا مگر وہ۔۔۔۔۔۔

”کہیں باقیوں کی طرح وہ بھی میرے کردار کے بارے شک میں تو مبتلا نہیں ہو گیا؟“

اچانک خیال آنے پر وہ اٹھ بیٹھی۔

”میں نے بھی تو ہمیشہ اس پر شک کیا پھر آج وہ میرے کردار کی گواہی کیونکر دے گا؟ جب میں اس قدر محبت کے باوجود شک کر سکتی ہوں تو اس کے پاس تو ٹھوس وجہ ہے۔“

اس کے دماغ میں کئی منفی سوچیں تھی لیکن دل کسی طور آمادہ نہیں تھا۔ایک موہوم سی امید تھی کہ فاتین زمان اس کے کردار پر کبھی شک نہیں کر سکتا۔

"وہ جانتا ہے اس کی فیمیا کیسی ہے؟"

دل نے کہا۔

"تم بھی تو جانتی تھی فاتین کس کردار کا مالک ہے؟"

دماغ نے الٹا سوال کر ڈالا۔

"میں بے وقوف تھی جو اسے سمجھ نہیں سکی۔"

دل نے جواب دیا۔

"اور اگر وہ لوگوں کے کہے میں آگیا تو؟۔۔۔۔۔"

اس سوال کا جواب نہ دل کے پاس تھا اور نہ اس کے پاس۔

دل و دماغ کی جنگ سے تنگ آکر اس نے سائیڈ ٹیبل سے نیند کی گولی نکال کر پانی کے ساتھ نگل لی۔وہ سونا چاہتی تھی، گہری نیند تا کہ کوئی سوچ اسے پریشان نہ کر سکے۔اگلی دن تقریباً ایک بجے اس کی آنکھ کھلی۔سامیہ بیگم نے کمرے میں ہی ناشتہ بھجوادیا تھا لیکن اس کی تو جیسے بھوک پیاس مر

گئی تھی۔رات کو بھی چند نوالے لیے اور ابھی بھی پیٹ خالی ہونے کے باوجود کچھ کھانے کو دل نہیں تھا۔

محبوب کی خاموشی انسان کو مار ڈالتی ہے جیسے فاتین کی چپ اسے اندر ہی اندر کاٹ رہی تھی۔اس وقت وہ چاہتی تھی فاتین آئے، بیشک تسلی کا کوئی بول نہ بولے مگر اس سے سوال کرے، جرح کرے۔کم از کم اپنے حق کا استعمال تو کرے۔

اس نے ایک نظر سائیڈ ٹیبل پر رکھی تصویر پر ڈالی جس میں وہ فاتین کے پہلو میں کھڑی مسکرا رہی تھی پھر ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کھڑکی کے پاس آکر باہر کے مناظر دیکھنے لگی تبھی وہ کمرے میں آیا اور آہستگی سے چلتا ہوا اس کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔فیمیا فوراً اس کی خوشبو محسوس کر کے پیچھے کی طرف مڑی اور اس کے سینے سے ٹکرا گئی۔

بے قراری سی بے قراری ہے

وصل ہے اور فراق طاری ہے

جو گزاری نہ جا سکی ہم سے

ہم نے وہ زندگی گزاری ہے

بن تمہارے کبھی نہیں آئی

کیا مری نیند بھی تمھاری ہے

اس سے کہیو کہ دل کی گلیوں میں

رات دن تیری انتظاری ہے

ایک مہک سمت دل سے آئی تھی

میں یہ سمجھا تری سواری ہے

خوش رہے تو کہ زندگی اپنی

عمر بھر کی امیدواری ہے

جون ایلیاء

"آپ کب آئے؟" اس کی نظروں سے پزل ہو کر فیمیا نے بے تکا سوال داغا۔

"جب تم نے مجھے پکارا، میں آگیا۔" فاتین نے بغیر اس کے چہرے سے نظریں ہٹائے جواب دیا۔

"آپ کہاں تھے کل سے؟ رات کو بھی گھر نہیں آئے اور ابھی؟"

''مت پوچھو یار۔یوں سمجھو ٹوٹے دل کی رفو گری میں مصروف تھا۔یہاں کوئی قابلِ اعتبار نہیں۔ہر کوئی اچھائی کا ملمع اوڑھے ہوئے ہے، جس پر یقین کرتا ہوں وہی دل کو ٹھیس پہنچا جاتا ہے۔اب شاید ہی کسی پہ یقین کروں۔''

وہ از حد اداس تھا۔

''نہیں فاتین! چند لوگوں کی وجہ سے ہم سب کو برا نہیں کہہ سکتے۔ زندگی اسی کا نام ہے، گرتے ہیں اور چل پڑتے ہیں۔ٹھوکریں لگیں گی تو رستے کی پہچان ہو گی۔ ''

اس نے نرمی سے سمجھایا۔

''میں نے فیصلہ کر لیا ہے فیمیا۔دعا کرنا اللہ پاک مجھے اپنے فیصلے پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ بہت جلد تمہیں اس سے آگاہ کر دوں گا۔ ''

''کیسا فیصلہ ؟ ''

دل میں خیال آیا کہ کہیں فاتین نے جھوٹے الزامات کی وجہ سے اسے چھوڑنے کا تو فیصلہ نہیں کر لیا۔یک دم وہ خوف زدہ ہو گئی۔

"ابھی نہیں، پہلے اپنے فیصلے پر عمل کروں گا پھر تمہیں بتاؤں گا۔ فی الحال باہر کسی اچھی سی جگہ پر چلتے ہیں، کچھ کھاتے پیتے ہیں۔ یقیناً تم بھی کل سے بھوکی ہو گی۔ میں شاور لے لوں جب تک تم بھی اپنی تیاری کر لو۔"

وہ پیار سے اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے وارڈروب کی طرف بڑھ گیا مگر فیمیا کا دل اس کے فیصلے میں اٹک کر رہ گیا تھا۔

کئی دنوں بعد آج عمیر آفس گیا تھا۔ پھپھو دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ کر رہی تھیں۔ وہ گھر کے کاموں سے فراغت کے بعد ڈائجسٹ اور پاپ کارن لے کر لاؤنج میں رکھے صوفے پر نیم دراز ہو گئی۔ پریشانیاں دور ہوئیں تو ایک بار پھر اس پر ناولز پڑھنے کا جنون چڑھ گیا۔

ایک ہاتھ سے پاپ کارن کھاتے ہوئے اور دوسرے ہاتھ میں ڈائجسٹ تھام کر پڑھتے ہوئے وہ ارد گرد سے بیگانہ نظر آ رہی تھی۔

زیب جو اسی سے بات کرنے کی غرض سے لاؤنج میں آیا تھا، ڈائجسٹ میں گم اسے مسکراتے دیکھ کر وہیں رک گیا۔

"تم مسکراتی ہو تو میرا دل مسکراتا ہے فارہ۔ کس قدر خوبصورت مسکراہٹ ہے تمہاری۔"

دم سادھے کھڑے ہو کر وہ ٹکٹکی باندھ کر اسی کو دیکھ رہا تھا، نہیں چاہتا تھا ذرا سی آہٹ پر یہ خوبصورت منظر دیکھنے سے محروم ہو جائے۔

اچانک فارہ کی نظر اس پر پڑی تو وہ بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔ جلدی سے دوپٹہ اوڑھا جو آدھا صوفے پر اور آدھا نیچے جھول رہا تھا۔

''آآآآآپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ک ک کچھ چاہیے کیا؟''

''چائے کی طلب ہو رہی تھی۔''

زیب نے جھوٹ گھڑا۔

''میں بنا دیتی ہوں۔''

اس نے زمین پر پڑا ڈائجسٹ اٹھا کر میز پر رکھا جو بوکھلاہٹ میں ہاتھ سے گر گیا تھا اور تیزی سے کچن کی طرف بڑھ گئی۔ زیب بھی اس کے پیچھے چلا آیا۔

''آپ لاؤنج میں بیٹھیں، میں چائے لے کر آتی ہوں۔''

فری کو اس کا پیچھے آنا قطعی پسند نہیں آیا تھا اور احساس بھی ہوا تھا کہ وہ کبھی ناول کی ہیروئن نہیں بن سکتی جسے ہیرو کے چھچھورے پن سے بے انتہا محبت ہوتی ہے۔ وہ ایسے ناولز پڑھ کر لطف

اندوز ہو سکتی ہے مگر رہے گی سدا مشرقی لڑکی جس پر ہر وقت اپنی عزت و آبرو کا خوف مسلط رہتا ہے۔

"ایک بات پوچھوں؟"

زیب نے اس کی بات یکسر نظر انداز کر دی۔

"جی۔۔۔"

"ہمارا نکاح ہو چکا ہے، میں تمہارا شوہر ہوں اس لیے پلیز یہ مجھ سے ڈرنا، جھجکنا، بھاگنا ختم کرو۔ کیا میری شکل خوفناک ہے؟ یا میں کوئی آدم خور جانور ہوں جو تمہیں کھا جاؤں گا؟"

اس کی آنکھوں میں گھبراہٹ دیکھ کر زیب بولا۔

"ہو بھی سکتا ہے۔" فارہ ہلکی آواز میں بڑبڑائی۔

"کیا؟ میں تمہیں کھا جاؤں گا؟"

"نہیں۔ آپ پوچھیے کیا پوچھنا تھا آپ کو۔" وہ سنجیدہ ہوئی۔

"کچھ نہیں۔ میں اگر تمہیں پسند نہیں ہوں تو تم یہ رشتہ ختم کر سکتی ہو بلکہ تم مجھے کہہ دو میں خود ختم کر دوں گا۔"

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں میں نکاح توڑ دوں؟ اپنے بھائی کا مان توڑ دوں؟"

”بھائی کا مان رکھتے ہوئے تم خود کو توڑ رہی ہو۔ جانتا ہوں میں تمہیں پسند نہیں۔“

وہ مغلوم لہجے میں بولا۔

”ایسا کس نے کہا کہ آپ مجھے پسند نہیں۔“

”اگر پسند ہوں تو یہ ڈرنا، جھجھکنا کیا ہے؟“

”آپ مجھ سے یہ امید رکھتے ہیں کہ میں نکاح کے فوراً بعد آپ کو شوہر کا رتبہ دے دوں۔ آپ کے ہاتھ چوموں، گلے لگ جاؤں؟“

اسے معلوم تھا اگر اس بار بھی اس نے چپ سادھ لی تو شاید غلط فہمیاں بڑھتے بڑھتے دوریوں کا سبب جائیں اور وہ زیب سے دوری نہیں چاہتی تھی۔ وہ اسے پسند کرنے لگی تھی یا پسند سے آگے کا جذبہ اس کے دل میں پنپ رہا تھا جسے محبت کہتے ہیں۔

”ہاں! میں تمہاری قربت چاہتا ہوں۔“

اس کی بات پر فارہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی۔ اسے علم نہیں تھا وہ بے باکی سے اس بات کا اعتراف کر دے گا۔ وہ اس کے مزید قریب آ گیا۔ فارہ ڈر کے دو قدم پیچھے ہٹی۔

"ڈرو مت۔ تم سے زیادہ مجھے تمہاری عزت عزیز ہے۔ کبھی یہ مت سوچنا کہ میں ہوس پرست ہوں۔ تم سے محبت ہے بے انتہا۔۔۔ اور معلوم ہے تم مجھے پہلی نظر میں اچھی لگی تھی۔ اسی وقت سوچ لیا تھا شادی کروں گا تو صرف فارہ نبیل سے۔"

"محبت پاک رشتہ ہے اس میں جسم کی قربتیں معنی نہیں رکھتی۔ دل سے دل اور روح کا روح سے ملاپ ضروری ہے۔" وہ اس کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہی تھی۔

"کوئی پاگل ہی ہو گا جو دل اور روح سے تعلق بنا کر جسم کسی اور کے لیے چھوڑ دے۔ میں محبت میں اس چیز کا قائل نہیں ہوں۔ جس سے دل اور روح کا رشتہ ہے، اس کے جسم پر بھی صرف میرا ہی اختیار ہونا چاہیے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ محبت میں جسم کی طلب نہیں ہوتی وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ کسی شخص سے دل اور روح کا تعلق ہو تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کے جسم کی طلب نہ ہو۔ ہم چاہتے ہیں دل اور روح کے ساتھ اس شخص کے جسم پر بھی ہمارا ہی اختیار ہو۔ اور جو یہ کہتے ہیں کہ محبت میں پالینا معنی نہیں رکھتا وہ محض محبت کے دعوے دار ہوتے ہیں، محبوب کو پانے کی ان میں ہمت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی دل اور روح کا تعلق بنانے کے بعد محبوب کو کسی دوسرے شخص کے لیے چھوڑ دے تو اس سے بڑا بزدل کوئی نہیں اور جن کو صرف جسم کی ہی طلب ہوتی ہے وہ ہوس پرست۔

محبت وہی کرتا ہے جو دل اور روح کے ساتھ شرعی طریقے سے محبوب کو حاصل کرنے کی ہمت رکھتا ہے باقی سب جھوٹ اور فریب ہے۔ تم شرعی اور قانونی طور پر میری ہو۔ تم پر صرف میرا حق ہے۔"

اس کے لبوں پر چپ لگ گئی۔

"اوہ! میں نے چولہا تو جلایا ہی نہیں۔"

کچھ توقف بعد وہ اپنے سر پر چپت لگا کر بولی۔

"مجھے صرف تم سے بات کرنی تھی۔ چائے کا تو صرف بہانہ تھا۔"

وہ شریر انداز میں بولا۔

"اب کر لی بات۔ چلیں جائیں۔ مجھے ناول پڑھنا ہے۔"

وہ بھی واپس اپنی جون میں لوٹ آئی۔

"سنو!" اس کو جاتے دیکھ کر زیب نے پکارا۔ "میں اگلی بار تمہیں لینے آؤں گا۔ جاؤ گی ناں میرے ساتھ۔"

اس کے سوال پر فارہ شرما کر باہر نکل گئی۔ زیب کے لب بھی مسکرا اٹھے۔

"کبھی کبھار مجھے تم سے بہت شرمندگی ہوتی ہے فیمیا۔شادی کے بعد میں تمہیں وہ عزت نہیں دے سکا اور نہ دلوا سکا جو ایک لڑکی کا خواب ہوتی ہے۔میری فیملی نے کبھی تمہیں بہو نہیں تسلیم کیا۔ابرش کی وجہ سے ہمارے درمیان غلط فہمیاں پروان چڑھتی رہی اور ہم ایک دوسرے سے الجھتے رہے اور میرے دوست؛صرف انہی پر یقین تھا وہ میری خواہش اور محبت کا احترام کرتے ہیں مگر آخرش کیا ہوا؟۔۔۔۔میں تم سے معافی چاہتا ہوں پچھلی تمام اذیتوں کے لیے لیکن میرا وعدہ ہے آگے کسی کو موقع نہیں دوں گا کہ وہ تمہیں اذیت دے یا بے عزتی کرے۔"

وہ گلوگیر لہجے میں گویا ہوا۔ وہ دونوں کھانا کھانے کے بعد پارک میں چہل قدمی کر رہے تھے۔

"نہیں فاتین !آپ نے ہمیشہ مجھے محبت اور عزت دی،اپنی بساط سے بڑھ کر خوشیاں دیں لیکن میں بے وقوف دوسروں کی وجہ سے آپ کے خلوص پر شک کرتی رہی۔مجھے ٹھوکر لگنا بہت ضروری ہو گیا تھا ورنہ شاید میں اپنا نقصان کر لیتی۔آج اپنی ذات پر الزام لگا ہے تو آپ کا احساس ہوا لیکن آپ کا ظرف بہت اعلیٰ ہے۔آج ساری دنیا میرے کردار پر شک کر رہی ہے لیکن آپ نے مجھ پر یقین کر کے میرا مان بڑھا دیا۔"

فوراً اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

"جو تمہارے کردار پر الزام لگا ہے یہ صرف میری کمزوری کی وجہ سے۔ شوہر بیوی کے معاملے میں خاموشی اختیار کرلے تو ہر ایرے غیرے کو الزام تراشی کا موقع ملتا ہے لیکن بس بہت ہو گیا۔ اب زندگی میں سکون چاہیے۔"

وہ کہتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کر بنچ پر بیٹھ گیا۔

"کیا ان لوگوں کو بھی کوئی غم یا پریشانی ہو گی؟ "

آس پاس سے گزرتے ہنستے کھیلتے لوگوں کو دیکھ کر وہ سوچ رہا تھا۔

"آبنوس کا کیا بنا؟ کیا پولیس نے اسے گرفتار کرلیا۔ "

اچانک یاد آنے پر فیمیا نے پوچھا۔

"معلوم نہیں!۔۔۔۔۔"

"اچھا۔۔۔۔۔" وہ انگلیاں چٹخاتے ہوئے بار بار فاتین کی طرف دیکھ رہی تھی جو اس کی بے چینی جان کر بھی انجان بن رہا تھا۔

"آپ نے کیا فیصلہ۔۔۔۔۔۔"

"تم جتنی بھی معصوم صورت بنا کر پوچھتی رہو میں ابھی نہیں بتاؤں گا۔"

فاتین نے درمیان میں سے ہی اس کی بات اچک لی۔ فیمیا نے منہ بسورا۔

”آئیں! گول گپے کھاتے ہیں پھر بھائی کی طرف چلیں گے۔ باقی کا وقت ادھر گزاریں گے۔“

فیمیا اس کا موڈ بدلنے کے لیے کہہ رہی تھی۔ عمیر اور زیب کی کمپنی ملے گی تو شاید کچھ بہتر محسوس کرے۔

”ہاں لیکن اس سے پہلے موبائل شاپ پر چلے گے۔ تم اپنی پسند کا سیل فون لے لینا۔“

ان دونوں نے پہلے گول گپے کھائے، سیل فون لیا، تھوڑی بہت شاپنگ کی اور تقریباً مغرب کے وقت عمیر لوگوں کے گھر چلے آئے اور واقعی یہاں سب کی کمپنی میں فاتین خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔

دل میں حسرت جاگی: ”کاش! اس کا تعلق بھی ایسے خاندان سے ہوتا۔“

”یہاں کیوں آئے ہیں بھائی صاحب؟ آپ نے تو ہم سے رشتے ناطے ختم کر دیے تھے۔“

قمر الزمان صاحب کو اپنے گھر موجود دیکھ کر لائبہ بیگم بولیں۔

”کیا کبھی بہن بھائی کا رشتہ بھی ختم ہوا ہے آپا۔ میں اس دن مجبور ہو گیا تھا۔“ وہ لجاجت سے بولے۔ کیا کرتے ایک طرف اولاد تھی تو دوسری طرف بہن۔ بھانجی سے بھی کچھ کم لگاؤ نہیں تھا لیکن اولاد کی محبت ہر رشتے پر بھاری پڑ جاتی ہے۔

"ہاں جب اولاد جوان ہو جائے اور اپنی من مانی کرنے لگے تو پرانے رشتے ختم ہو جاتے ہیں۔ آپ کو اپنا بیٹا عزیز ہے تو مجھے بھی اپنی بیٹی بری نہیں لگتی۔ میری جان بستی ہے ابرش میں لیکن آپ کی وجہ سے بھائی صاحب۔۔۔۔۔ صرف آپ کی وجہ سے میری بیٹی اذیت میں ہے۔ نہ ٹھیک سے کھاتی ہے، نہ سوتی ہے۔ بالکل بدل کر رہ گئی ہے۔"

وہ رونے لگی تھیں۔

"آپا! اس میں میرا۔۔۔۔۔"

وہ کچھ کہنا چاہتے تھے کہ لائبہ بیگم نے ان کی بات کاٹ دی۔

"آپ سے بھیک مانگ کر تھک گئی ہوں۔ آپ کی بیوی نے کبھی فاتین کے دل میں ہماری محبت ڈالی ہی نہیں، ہمیشہ اسے ہمارے خلاف بھڑکاتی رہی اسی وجہ سے بچپن سے اب تک وہ ہم سے نفرت کرتا ہے۔ آپ کو کیا معلوم جس دن آپ نے ہمیں گھر سے نکالا تھا واپس آ کر ابرش نے کیا ہنگامہ کیا؟ اپنے کمرے کا تہس نہس کر دیا۔ کوئی چیز صحیح سلامت نہیں چھوڑی۔ اپنا آپ تک زخمی کر لیا تھا اس نے۔ میں اس کی ماں ہوں، اس کی ایسی حالت مجھ سے نہیں دیکھی جاتی۔ میری بیٹی پاگل ہو گئی ہے یا اوّل دن سے پاگل تھی جو ایک ایسے لڑکے سے محبت کر بیٹھی جو اسے ایک نظر دیکھنا بھی نہیں چاہتا۔"

"نہیں ماما!...." ابرش کی آواز پر ان دونوں نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ شاید باہر سے آئی تھی۔

اسے دیکھ کر لائبہ بیگم نے فوراً آنسو پونچھے۔

''میں پاگل نہیں تھی، مجھے پاگل بنایا گیا تھا۔''

وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ان کے مقابل سنگل صوفے پر بیٹھی۔ پرس اور موبائل میز پر رکھا اور ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئی گویا ہوئی۔ آنکھوں میں کسی قسم کی کوئی رمق نہیں تھی، ہر احساس سے عاری۔ اسے دیکھ کر لگ رہا تھا لائبہ بیگم نے جو کہا وہ درست ہے۔

''آپ دونوں نے مجھے پاگل بنایا۔ مجھے فاتین سے محبت نہیں تھی کبھی بھی نہیں، وہ صرف میرا جنون تھا، میری ضد تھی اور پتہ ہے کیوں میرا دل اس جنون میں مبتلا ہوا کیونکہ آپ لوگوں نے ہمیشہ مجھے فاتین کے خواب دکھائے جب مجھے خواب دیکھنا بھی نہیں آتے تھے۔ کچی عمر سے یہی سنتی آئی کہ میری شادی فاتین سے ہو گی۔ ماموں جان کہتے تھے ''ابرش میری بہو بنے گی۔'' یہ الفاظ میرے دل و دماغ میں رچ بس گئے تھے۔ میں نے فاتین کے علاوہ کسی کو ہم سفر کے طور پر سوچا ہی نہیں۔ اسی کے خواب دیکھتی تھی۔ وہ نظر انداز کرتا تھا، کڑوی کسیلی باتیں سناتا تھا پھر بھی میں اس کا پیچھا کرتی۔ اس نے کبھی کوئی امید مجھے نہیں دی۔ میں ہر بار اس کی شکایت ماموں سے کرتی اور وہ مجھے ہمت اور امید دیتے۔ کہتے: اس کی زندگی کا فیصلہ میں کروں گا۔ میں خوش ہو کر پھر سے خواب بُننے لگتی پھر وہ وقت بھی آیا جب وہ اپنی مرضی سے فیمیا کو بیاہ کر گھر لے آیا۔ اس دن میرے خوابوں کا شیش محل ٹوٹ کر تار تار ہو گیا۔''

اس کی آواز بھرا گئی۔ آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر گالوں پر پھسل رہے تھے۔

"میں ٹوٹ گئی تھی ماموں جان اور سوچ لیا تھا اب خود کو جوڑوں گی تو فاتین کا نام تک نہیں لوں گی لیکن تب بھی آپ نے کہا: نہیں ابرش! ہمت نہیں ہارتے، ہم اس کی بیوی کو گھر سے نکالیں گے۔ ماما نے بھی میری برین واشنگ کی اور میں پھر آپ دونوں کی باتوں میں آگئی، پھر سے پاگل بن گئی۔" اس نے دونوں کی طرف انگلی کا اشارہ کر کے کہا۔

"میں اس قدر بری نہیں تھی۔ میں اتنی سازشی بھی نہیں تھی مگر بچپن کا ایک خواب بچانے کے لیے میں کیا سے کیا بن گئی۔ اپنے آپ سے گھن آتی ہے مجھے۔ آخر میرا قصور کیا ہے؟ مجھے کیون اتنی سزا ملی؟۔۔۔۔ میرا دل اجڑ گیا، میری زندگی برباد ہو گئی۔"

اس کے رونے سے زمان صاحب اور لائبہ بیگم کا دل کٹ رہا تھا۔

"نفرت ہو گئی ہے مجھے اپنے آپ سے۔ مجھ سے فاتین کہتا رہا "اپنی انرجی غلط کاموں میں ضائع مت کرو۔ تم پڑھی لکھی ہو، باشعور ہو۔ اپنی عقل کو اچھے کاموں میں استعمال کرو۔" لیکن میں کم عقل آپ کے کہنے پر چلتی رہی اور کھائی میں گر گئی۔ آپ کا کوئی نقصان نہیں ہوا ماموں جان ! صرف میرے حصے میں خسارے آئے، میں تہی داماں رہ گئی اگر آج میں فاتین کو حقیقت بتا دوں کہ اس کا باپ ہی اس کا گھر توڑنے کی کوشش کرتا رہا تو جانتے ہیں کیا ہو گا؟" وہ سانس لینے کے لیے رکی۔ "آپ کو چھوڑ جائے گا وہ پر میں ایسا نہیں کروں گی۔"

میز سے اپنا پرس اور سیل فون لے کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ کئی دنوں سے دل میں جو لفظوں کا غبار تھا، اس نے نکال دیا تھا۔ اب وہ خود کو قدرے ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔

"ابرش۔۔۔" اس کو جاتا دیکھ کر زمان صاحب نے پکارا۔ جو بھی تھا لیکن وہ اپنی بھانجی سے از حد پیار کرتے تھے۔ کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ان کی بے پناہ محبتیں ابرش کے لیے سزا بن جائیں گی۔

"آپ سے رشتہ نہیں ختم کر سکتی ماموں جان۔ آپ یہاں آتے جاتے رہا کریں مگر میرے سامنے اپنے بیٹے کا نام نہیں لینا۔ میں اب آگے بڑھنا چاہتی ہوں، اپنی ذہانت کو اچھے کاموں میں صَرف کرنا چاہتی ہوں۔"

ان کی محبت اور شفقت کو وہ کبھی بھلا نہیں سکتی تھی اس لیے نرمی سے کہتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

ضد ہے مجھے اب اس کے بغیر جینے کی

وہ شخص اب ملے بھی تو نہیں چاہیئے

نامعلوم شاعر

زندگی میں نشیب وفراز آتے رہتے ہیں۔ کبھی زندگی اس قدر بلندی پر لے جاتی ہے کہ انسان ہاتھ بڑھا کر آسمان کو چھو لے تو کبھی پستی میں گرا دیتی ہے جہاں ہر طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آتی ہے اور کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے زندگی رک سی گئی ہے۔ نہ کوئی اتار، نہ چڑھاؤ۔ نہ روشنی اور نہ مکمل اندھیرا۔ فیمیا کو بھی اپنی زندگی میں کچھ ایسی کمی محسوس ہو رہی ہے۔ بظاہر ان دونوں کے رشتے میں سب ٹھیک چل رہا تھا لیکن کوئی نہ کوئی خلا ان دونوں کے درمیان باقی تھا۔

فیمیا کو گھر آئے ہوئے تقریباً مہینہ ہونے کو تھا اس دوران فاتین کی روٹین مکمل بدل گئی تھی۔ صبح گھر سے جلدی نکلنا اور رات دیر سے گھر آنا اس کا معمول بن گیا تھا۔ آفس سے آکر بھی وہ زیادہ وقت موبائل میں گھسا رہتا۔ فیمیا اس کے وقت اور توجہ کے لیے ترس گئی تھی۔ کبھی دل کرتا اس سے شکایت کرے۔ اپنے لیے وقت مانگے۔ کہے کہ وہ اس کی توجہ چاہتی ہے مگر بہت کچھ سوچ کر خاموش ہو جاتی۔ فاتین کا یہ رویہ اسے منفی سوچوں اور تنہائی میں دھکیل رہا تھا لیکن آج ناشتے کے دوران زمان صاحب نے فاتین کی آفس سے کئی دن کی غیر حاضری کا ذکر کیا تو وہ حد سے زیادہ پریشان ہو گئی۔

"آخر فاتین آفس کے بہانے کہاں جاتے ہیں؟ واپسی بھی لیٹ ہوتی ہے اور آکر موبائل میں مصروف ہو جانا۔۔۔۔ کہیں انہوں نے دوسری شادی تو نہیں کر لی؟"

"لاحول ولا قوت۔۔۔ یہ میں کیا سوچ رہی ہوں۔ کوئی اور وجہ بھی تو ہو سکتی ہے"۔

اس نے ذہن سے منفی خیالات جھٹکے لیکن ابھی بھی اس کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔اس نے سوچ لیا تھا بھلے آج فاتین جتنی دیر سے آئے، وہ دوٹوک بات کر کے رہے گی۔آخر جھوٹ بولنے کی کیا تُک بنتی ہے؟ لیکن خلافِ توقع آج فاتین سرِ شام ہی گھر لوٹ آیا تھا۔

اپنا کوٹ اور بیگ فیمیا کو تھماتے ہوئے وہ تھکن سے صوفے پر گر گیا۔فیمیا اسے پانی پیش کر کے بغور اس کا جائزہ لینے لگی۔

"اچھا لگ رہا ہوں کیا؟"

مسلسل اس کی نظریں خود پر محسوس کر کے فاتین نے شریر لہجے میں پوچھا۔

"ن۔۔نہیں۔۔۔ہاں۔۔۔۔وہ انکل آپ کی پوچھ رہے تھے۔"

"اوہ اچھا! سمجھ گیا۔"

اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔فیمیا ناسمجھی سے اسے دیکھے گئی۔اس کو تھکا ہوا دیکھ کر فی الحال اس نے چپ سادھ لی لیکن سوچا ہوا تھا آج کو لازمی اس بے توجہی کی وجہ دریافت کرے گی لیکن اس کی نوبت ہی نہیں آئی۔رات کھانے کی میز پر زمان صاحب نے خود ہی اس سے پوچھ لیا۔

"صاحب زادے! آج کل کہاں جھک مار رہے ہو؟ آفس کیوں نہیں آرہے ہو؟"

"اصل میں مجھے آپ دونوں سے ضروری بات کرنی تھی بلکہ اپنا فیصلہ بتانا تھا۔مجھے امید ہے آپ اور ماما میرے فیصلے کا احترام کریں گے اور رہی بات میری بیوی کی تو فیمیا وہی کرے گی جو اس کا شوہر چاہے گا کیوں فیمیا؟"

اس نے زمان صاحب اور سامیہ بیگم سے بات کرتے ہوئے آخر میں فیمیا کی طرف دیکھ کر کہا جو اس کے برابر بیٹھی ہوئی تھی۔فیمیا نے اثبات میں سر ہلایا۔یقیناً یہ وہی فیصلہ ہے جس کا ذکر فاتین نے مہینہ پہلے کیا تھا۔

"کیسا فیصلہ بیٹا؟" وہ دونوں اپنی جگہ پر چونک گئے۔

"یہ گھر چھوڑنے کا فیصلہ۔"

اس نے آرام سے زمان صاحب اور مسز زمان کی سماعتوں پر بم چھوڑا۔فیمیا بھی حیرانی سے اسے دیکھے گئی۔اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ فاتین کوئی ایسا فیصلہ کرے گا۔

"میں نے اپنے لیے ایک چھوٹا سا گھر خرید لیا ہے۔ایک اچھی کمپنی میں جاب بھی مل گئی ہے۔میں نے سوچ لیا ہے اپنی ذمہ داریوں کا بوجھ خود اٹھاؤں گا۔"

"لیکن بیٹا یہ گھر تمہارا ہی ہے۔ہماری کون سا کوئی اور اولاد ہے جو ہمیں اپنی جائیداد کا بٹوارا کرنا ہے۔تم ہی ہماری ساری پراپرٹی کے مالک ہو۔"

سامیہ بیگم نے کہا البتہ زمان صاحب خاموش بیٹھے تھے۔

”نہیں ماما! اس گھر سے میرا گھر ٹوٹنے کا خدشہ ہے۔ میں نہیں چاہتا میرا گھر ٹوٹے۔ آپ کے ساتھ اس گھر میں رہتے ہوئے میں بہت صبر اور برداشت سے کام لیتا رہا لیکن یہ آخری ٹھوکر بہت زور دار تھی۔ میں نے حالات دیکھتے ہوئے بہت سوچ سمجھ کے یہ فیصلہ کیا ہے اور چاہتا ہوں آپ بھی مجھے مت روکیں۔ میں کسی صورت اپنا ارادہ نہیں بدلوں گا اور کون سا میں ہمیشہ کے لیے کہیں جا رہا ہوں۔ ہمارا آنا جانا اس گھر میں رہے گا۔“

”اس گھر سے تمہارے گھر کو خطرہ ہے لیکن کمپنی سے تو کوئی خطرہ نہیں پھر تم نے آفس آنا کیوں چھوڑ دیا؟ کمپنی کو تمہاری ضرورت ہے۔“

زمان صاحب نے آہستگی سے کہا۔ جانتے تھے فاتین نے یہ فیصلہ یونہی نہیں کیا۔ یقیناً بہت سی باتوں کا اسے ادراک ہو چکا ہے مگر وہ میرا بھرم رکھنے کی خاطر خاموشی سے کنارہ کر رہا ہے۔ سینے میں درد کی ایک شدید لہر اٹھی۔ فیمیا پرائی تھی لیکن فاتین تو ان کا اپنا بیٹا تھا، اپنا خون وہ کیوں فیمیا سے نفرت کرتے کرتے اپنے بیٹے کو بھول گئے۔

”میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہتا ہوں کب تک آپ کا سہارا لیتا رہوں گا؟“

اس کی باتوں سے لگ رہا تھا وہ اپنا کوئی فیصلہ نہیں بدلے گا۔ سامیہ بیگم کچھ کہنا چاہتی تھی جب زمان صاحب نے ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر مزید بولنے سے روک دیا۔

"میرے گھر اور آفس کے دروازے ہمیشہ تم پر کھلے رہیں گے باقی جہاں رہو، خوش رہو۔ میں تمہاری خوشیوں میں رکاوٹ نہیں بنوں گا۔" وہ غمگیں لہجے میں کہتے ہوئے کھانا ادھر ہی چھوڑ کر کمرے میں چلے گئے۔ سامیہ بیگم بھی ان کے پیچھے لپکیں لیکن وہ دل کو پتھر کیے ادھر ہی بیٹھا رہا۔

فلیش بیک

"آخر کیوں آبنوس؟"

اس کی زبان سے صرف تین لفظ ادا ہوئے تھے۔ چہرے پر جتنی سختی تھی، لہجے میں اتنی ہی بیچارگی۔ وہ جان گئی تھی فاتین کو ساری سچائی کا علم ہو چکا ہے۔ اس کا سر شرم سے جھک گیا۔ وہ ابرش نہیں تھی جو فوراً جھوٹ پہ جھوٹ گھڑ لیتی، وہ آبنوس تھی جس نے جھوٹ بولنا سیکھا ہی نہیں تھا۔ جو بات دل میں ہوتی، زبان سے بھی وہی بات نکلتی لیکن ابھی اسے سچ کہنا از حد مشکل لگ رہا تھا۔

"تم نے کیوں ایسا کیا؟۔۔۔۔۔۔۔کیوں؟"

غصے سے دہاڑتے ہوئے اس نے زور سے میز پر ہاتھ مارا۔ آبنوس مزید سہم گئی تھی۔

"فاتین! میری بات ٹھنڈے دماغ سے سنو پلیز۔ میری تم سے یا فیمیا سے کوئی دشمنی نہیں۔"

وہ ہکلاتے ہوئے بولی۔ آج سے پہلے اس نے کبھی فاتین کو اس قدر غصے میں نہیں دیکھا تھا اور نہ

اس نے ایسا لب و لہجہ اختیار کیا تھا لیکن آج اسے خود پر برے طریقے سے برستے دیکھ کر آبنوس کے لیے آنسو کنڑول کرنا مشکل ہو گیا۔

''جھوٹی کہانیاں مت سناؤ مجھے۔ صرف سچ بولو اور دوٹوک انداز میں بولو۔''

''اب۔۔۔۔رش !اس نے بلیک میل کیا تھا مجھے۔''

وہ چیخی۔

''ہم دونوں کی تصاویر میرے گھر پارسل کی گئی تھیں لیکن وہ ماما بابا کے ہاتھ لگنے سے پہلے مجھے مل گئیں۔ یہ ویڈیو دیکھو۔''

اس نے فوراً موبائل پر ایک ویڈیو نکال کر فاتین کے سامنے کی جس میں فاتین بنا شرٹ کے کھڑا تھا اور آبنوس اس کے بے حد نزدیک تھی۔ دونوں کے چہرے بالکل صاف نظر آرہے تھے شاید کسی سوفٹ ویئر کے ذریعے ویڈیو کو بہترین کوالٹی میں تبدیل کیا گیا تھا۔

''یہ تمہاری مہندی کی رات جب میں اپنے جذبات کی رو میں بہ کر تمہارے۔۔۔۔''اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔''تم خود بتاؤ! یہ ویڈیو میرے ماں باپ کے پاس جاتی یا لیک ہو جاتی تو میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل رہتی؟ میں نے اس کی بلیک میلنگ میں آکر جو بھی کیا، اپنی عزت

بچانے کی خاطر کیا کیونکہ میرے پاس کوئی اور راستہ نہیں تھا۔ یقین مانو! میری تم سے یا فیمیا سے کوئی ذاتی لغزش نہیں تھی۔“ آنسو کے قطرے آنکھوں کے کنارے پر چمک رہے تھے۔

”فیمیا نے تمہارا نام اغواہ کار کے طور پر پولیس کو بتادیا ہے۔“

کچھ توقف بعد فاتین آہستگی سے بولا لیکن لہجہ پہلے کی طرح سخت تھا۔اس کی بات پر آبنوس یک دم گھبرا گئی۔

”فاتین! پلیز کچھ کرو۔اسے منع کرو۔بتاؤ اسے میں صرف ایک مہرہ تھی۔اصل اغواہ کار ابرش ہے۔اگر پولیس گرفتاری کا وارنٹ لے کر میرے گھر پر آگئی تو اپنے ماں باپ کو کیا جواب دوں گی؟ کس طرح فیس کروں گی انہیں اور باقی لوگ؟....“ پریشانی سے اس کا دماغ پھٹ رہا تھا۔

”میں کچھ نہیں کر سکتا آبنوس! تمہیں ایسا قدم اٹھانے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔کم از کم مجھ سے اپنا مسلہ ڈسکس کر لیتی۔ہم کوئی حل نکال لیتے لیکن اب۔۔۔۔میں اپنی بیوی کو دی گئی اذیتیں نہیں بھولوں گا۔ہم دونوں کو جدا کرنے والے کسی طور معافی کے قابل نہیں۔

اس نے درشتگی سے کہا۔

”تم کس کس کو سزا دو گے؟ مجھے،ابرش کو یا اپنے باپ کو؟ میری غلطی صرف اتنی ہے کہ میں تمہاری کزن کی بلیک میلنگ میں آگئی لیکن زمان انکل نے جان بوجھ کر تمہارا گھر توڑنے کی کوشش

کی۔ ہر بار وہ ابرش کا ساتھ دیتے رہے۔ کیا تم انہیں بھی سزا دو گے؟۔۔۔۔۔۔ نہیں تم ایسا نہیں کر پاؤ گے۔ جزا و سزا کے چکر میں مت پڑو۔ اپنی زندگی کا فیصلہ کرو۔ وہ گھر تمہاری بیوی کے لیے کبھی محفوظ نہیں تھا اور نہ کبھی ہو گا۔"

ناچاہتے ہوئے بھی وہ سچ کہنے سے باز نہیں آئی۔ اس کے ساتھ جو ہوتا، سو ہوتا مگر حقیقت یہی تھی فیمیا اس گھر میں محفوظ نہیں تھی۔

"ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا اور فیمیا سے بھی کہنا۔ کوشش کے باوجود بھی میں دوستی کی لاج نہ رکھ پائی۔"

آخر ش وہ نم لہجے میں کہتی فاتین کو حیران پریشان چھوڑ کر وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

آبنوس کو گئے کافی وقت بیت چکا تھا لیکن اس کے ذہن میں اسی کے لفظوں کی بازگشت گونج رہی تھی۔

"تم کس کس کو سزا دو گے مجھے، ابرش کو یا اپنے باپ کو؟

زمان انکل نے جان بوجھ کر تمہارا گھر توڑنے کی کوشش کی۔

وہ ابرش کا ساتھ دیتے رہے۔"

یہ الفاظ بار بار اس کے دماغ میں ریوائنڈ ہو رہے تھے۔

"کیا واقعی بابا نے۔۔۔۔۔۔۔۔" شادی سے لے کر اب تک کے تمام واقعات اس کی آنکھوں کے سامنے فلم کی طرح چل رہے تھے۔ یہ تو اس کے علم میں تھا زیادہ نہ سہی لیکن کہیں نہ کہیں بابا بھی ابرش کا ساتھ دے رہے ہیں مگر ہر بار وہ خاموشی اختیار کر لیتا کیونکہ وہ باپ کا بھرم نہیں توڑنا چاہتے تھا۔

ریسٹورنٹ سے باہر نکلتے ہوئے اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ اپنی زندگی کا فیصلہ کرے گا لیکن اس سے پہلے وہ ابرش سے ملنا چاہتا تھا ساری حقیقت جاننے کے لیے۔

یہاں آکر اسے لگا وہ غلطی کر بیٹھا ہے۔ ابرش کمرے میں بند تھی اور پھپھو باہر بیٹھی رو رہی تھی۔

"ابرش۔۔۔۔۔ ابرش! دروازہ کھولو"۔

فاتین نے دروازہ پیٹتے ہوئے اسے آواز دی۔ چند سیکنڈ لگے تھے دروازہ کھلنے میں جیسے وہ اسی آواز کی منتظر تھی۔

"اب کیوں آئے ہو؟ میرا تماشا دیکھنے آئے ہو۔۔۔۔۔ آپ نے کیوں بلایا ہے اسے؟"

فاتین سے کہتے ہوئے وہ آخر میں لائبہ بیگم سے مخاطب ہوئی جو فاتین کے پیچھے کھڑی تھیں۔ اسے لگا شاید انہوں نے گھبرا کر فاتین کو بلا لیا۔ آج وہ قابل رحم حالت میں تھی یا شاید اجڑی حالت میں اور کمرے کا حال اس سے بھی ابتر تھا۔ کوئی چیز اپنی جگہ پر نہیں تھی اور نہ صحیح سلامت بچی تھی۔

”میں یہاں کسی کے بلانے پر نہیں آیا اور نہ تمہیں دیکھنے آیا ہوں۔ صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ بابا نے میرا گھر توڑنے میں تمہارا کتنا ساتھ دیا ہے؟۔۔۔انہی کی شہ پر تم میرے گھر آکر فیمیا کے دل ودماغ میں خناس بھرتی تھی ناں۔“

فاتین نے اس کی حالت سے نظریں چراتے ہوئے پوچھا۔ معلوم نہیں وہ کیوں نادم ہو رہا تھا حالانکہ اس کا کوئی قصور نہیں تھا۔اس نے کبھی ابرش کو سبز باغ نہیں دکھائے تھے لیکن وہ پاگل حد سے آگے بڑھ گئی۔

”کوئی تمہارا گھر توڑنا نہیں چاہتا تھا۔وہ چاہتے تھے میں تمہاری بیوی بنوں۔اپنے ان ہاتھوں سے تمہارا گھر سجاؤں“ وہ لہولہان ہاتھ سامنے کر کے بولی۔لائبہ بیگم اس کے زخمی ہاتھ دیکھ کر تڑپ کر آگے بڑھیں مگر اس نے روک دیا۔

”میں بھی یہی چاہتی تھی۔ تمہارا گھر سجانا چاہتی تھی مگر آج۔۔۔دیکھو میرے کانچ سے نازک خوابوں کا محل ٹوٹ گیا۔اس کی کرچیاں سمیٹتے سمیٹتے میرے ہاتھ بھی زخمی ہوگئے کیوں فاتین؟ ۔۔۔ان لوگوں نے ہم دونوں کے دلوں کے ساتھ ظلم کیا۔تمہارے دل میں کبھی میری محبت ڈالی نہیں اور میرے دل کے کونے کونے میں تمہاری محبت ڈال دی۔۔۔ یہ سب قصوروار ہیں۔ہمارے دلوں کے ساتھ کھلواڑ کیا۔۔۔۔جاؤ تم جاؤ! فیمیا کے ساتھ اپنی زندگی جیو۔آگاہی حاصل کر کے کیا کرو گے؟ آگاہی عذاب ہے، تکلیف دیتی ہے۔“

اس نے پھر سے دروازہ بند کر لیا تھا۔

پھپھو دروازہ پیٹتے ہوئے اسے پکار رہی تھیں اور وہ چپکے سے باہر نکل گیا۔

پہلی بار اسے ابرش پر ترس آیا۔ وہ اسے کیا سزا دیتا، وہ پہلے سے ہی سزا بھگت رہی تھی۔ اس نے اور فیمیا نے ہر معاملے میں خاموشی اختیار کی تھی لیکن قدرت خاموش نہیں رہتی۔ وہ اپنے طور سے حساب لیتی ہے۔ اس نے باقی کے معاملات بھی اللہ کے سپرد کر کے آبنوس کے خلاف ایف آئی آر واپس لی اور کیس ختم کر دیا پھر آگے کا لائحہ عمل تیار کرنے لگا۔

"فاتین! آپ کے اس فیصلے سے انکل آنٹی اداس ہو گئے ہیں۔ مجھے نہیں لگتا یہ فیصلہ درست ہے۔"

کمرے میں آکر فیمیا نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"میں نے یہ فیصلہ یونہی نہیں کیا۔ بہت سوچ سمجھ کر اور اپنی بہتری کے لیے کیا ہے۔ یہ گھر بابا کا ہے۔ یہاں ان کی اجازت سے کوئی بھی آسکتا ہے۔ میں کسی کو روک نہیں سکتا جیسے ابرش۔۔۔ ہمارا اپنا گھر ہو گا بھلے چھوٹا سہی لیکن وہاں کوئی نامناسب فرد داخل نہیں ہو سکتا۔"

فاتین نے نرمی سے کہا۔

"پھر بھی۔۔۔وہ بوڑھے ہو چکے ہوں۔ان کو ہماری ضرورت ہے۔"

"ہم آتے جاتے رہیں گے لیکن مستقل یہاں نہیں رہیں گے۔ تمہیں اگر میرے چھوٹے سے گھر میں نہیں رہنا تو صاف لفظوں میں بولو۔"

وہ فوراً بپھر گیا تھا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ چھوٹے بڑے گھر سے فرق نہیں پڑتا بس دل بڑے ہونے چاہیے۔"

"فیمیا۔۔۔فیمیا میری جان! یہ فیصلہ میں نے تمہاری خاطر کیا ہے، تمہاری حفاظت کے لیے۔ امیر گھر کے کتے کو بھی کھانا ملتا ہے اور گلی کے آوارہ کتے کو بھی کوئی نہ کوئی روٹی پھینک دیتا ہے۔ بات رزق کی نہیں ہوتی، بات عزت کی ہوتی ہے۔ یہاں اس گھر میں آج تک تمہیں ذلت کے سوا کچھ نہیں ملا۔ ماما نے برے دل سے ہی سہی، تمہیں بہو تسلیم کر لیا مگر بابا۔۔۔۔ان کی نظر میں اگر میری خواہش کی اہمیت ہوتی تو کبھی ابرش کو تم پر ترجیح نہ دیتے۔اب ان کو احساس ہونے دو کہ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ غلط کرتے رہے ہیں۔"

فاتین کی بات اس نے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔

"مسز فاتین زمان! کیا آپ میرے چھوٹے سے گھر میں رہنا پسند کریں گی؟ چونکہ آپ کا شوہر غریب ہے۔وہ زیادہ خرچے افورڈ نہیں کر سکتا اس لیے آپ کو خود ہی گھر سنبھالنا ہے۔صفائی

کرنی ہے، کھانا بنانا ہے، کپڑے دھونے ہیں وغیرہ وغیرہ۔۔۔ہاں اتوار کو یہ بندہ آپ کی مدد کے لیے حاضر ہو گا۔"

فاتین اسے خاموش اور اداس دیکھ کر شریر انداز میں بولا ساتھ ہی اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا جسے محبت سے تھام لیا گیا۔

"پاگل! آپ کا ساتھ ان سب چیزوں سے زیادہ ضروری ہے۔"

فیمیا نے محبت سے اس کا ہاتھ چومتے ہوئے کہا۔اپنے شوہر کے بارے ہر بار وہ غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتی تھی اور ہر بار وہ اپنے فعل سے اس کے مان اور محبت کو بڑھا دیتا تھا۔

وقت کی یہ خاصیت ہے کہ وہ کسی کے لیے بھی اپنی رفتار نہیں بدلتا البتہ خوشحال لوگوں کو لگتا ہے وقت بہت تیزی سے گزر گیا اور غم میں مبتلا انسان وقت کو رکا ہوا محسوس کرتا ہے لیکن یہ صرف انسان کے محسوسات ہیں۔وقت سب کے لیے یکساں رفتار سے چلتا ہے۔

گزرتے وقت کے ساتھ ان کی زندگی میں بھی بہت سی تبدیلیاں رونما ہو گئی تھیں۔سامیہ بیگم کے روکنے کے باوجود فیمیا اور فاتین الگ گھر میں شفٹ ہو گئے۔عائش اور آہن تین ماہ بعد ہنی

مون ٹرپ سے واپس آگئے اور ان کے ساتھ ساتھ عریش بھی کچھ دنوں کی چھٹی پر پاکستان آیا تھا۔اس کے آنے کی خوشی میں آہن نے تمام دوستوں کے لیے ڈنر پارٹی کا اہتمام کیا۔

ایک بار پھر قسمت انہیں ساتھ گھل مل بیٹھنے کا موقع دے رہی تھی لیکن اس بار دلوں میں نہ وہ محبتیں تھیں اور نہ ملنے کی چاہ۔ بدلتے وقت کے ساتھ دل کے جذبات بھی بدل گئے تھے اور شاید وہ سب بھی۔ عریش کے لیے ماہ لقا کا سامنا مشکل تھا۔وہ نہیں چاہتا تھا اس کا دیدار خاموش دل میں پھر سے ہلچل مچادے اور فیمیا، فاتین کو آبنوس سے ملاقات گوارا نہیں تھی۔

”کیا سوچا ہے آپ نے؟ “

وہ دونوں لان میں رکھی کرسیوں پر بیٹھے شام کی چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے جب فیمیا نے اچانک یاد آنے پر سوال کیا۔

”کس بارے میں؟ “

اس نے الٹا سوال کیا۔

”ڈنر پارٹی۔۔۔آہن نے دعوت دی ہے جانا تو پڑے گا لیکن وہاں آبنوس بھی آئے گی۔ ہمارا جانا کیا مناسب رہے گا؟“

فیمیا نے یاد دلایا۔

''میں جانا نہیں چاہتا لیکن جانا بھی ہے۔ بات آبنوس کی نہیں، آہن اور عریش کی ہے۔ مہمان آہن اور میزبان عریش ہے۔ تم کیا کہتی ہو؟ آہن کو منع کر دوں؟ بعد میں ہم ان دونوں اور عریش کی گھر میں دعوت رکھ لیں گے۔''

فاتین نے اپنی رائے کے ساتھ اس سے بھی مشورہ مانگا۔ وہ کنفیوژ ہو گئی۔ دوستوں سے ملنا بھی چاہتی تھی لیکن آبنوس۔۔۔۔۔ !! اس کا سوچتے ہی اغواہ کا سارا منظر اس کی نظروں کے سامنے گھوم گیا۔ وہ اذیت ناک گھٹن زدہ دن رات فیمیا کیسے بھول سکتی تھی۔؟

''ایک بات میں نے تمہیں نہیں بتائی۔ آبنوس فقط ایک مہرہ تھی، تمہیں اغواہ کروانے میں ابرش کا ہاتھ تھا۔ میں آبنوس اور ابرش دونوں سے ملا تھا اور ابرش کی حالت۔۔۔۔۔ اسے ہم کیا سزا دیں، وہ پہلے سے ہی سزا بھگت رہی ہے۔''

فاتین اسے سوچوں میں گم دیکھ کر گویا ہوا۔

''اور آپ نے یہ بات مجھ سے چھپائی؟'' اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

''ہاں! تمہارے تحفظ اور ہماری پر سکون زندگی کے لیے جو ضروری تھا، وہ میں نے کیا۔ اس کے علاوہ باہر کے معاملات جان کر تم کیا کرو گی؟ پھر سے وہی شک اور منفی سوچیں۔۔۔۔ خیر ان باتوں کو چھوڑو۔۔۔ چائے پیو! اچھی بنی ہے۔''

اس نے موضوع بدلتے ہوئے خوشگوار انداز میں کہا لیکن فیمیا بدستور منہ بنائے بیٹھی رہی۔

"اب منہ کیوں لٹک گیا تمہارا؟ یہ دیکھ لو میرا آبنوس سے کوئی چکر نہیں ہے، میں صرف سچائی معلوم کرنے کے لیے اس سے ملا تھا اور ابرش تو شروع سے مجھے ناپسند ہے۔"

فاتین نے آبنوس کی چیٹ کی نکال کر موبائل فیمیا کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔ آبنوس کے لاتعداد پیغامات تھے، جن کا کوئی جواب نہیں دیا گیا تھا۔

"میں شک نہیں کر رہی آپ پر۔"

"تو پھر۔۔۔۔۔؟"

"مجھے بتانا چاہیے تھا آپ کو۔"

"سوری بابا ! مجھ سے غلطی ہو گئی۔"

فاتین نے دونوں ہاتھ کانوں کو لگائے۔

وہ انہی باتوں میں مصروف تھے جب ڈور بیل بجی۔

"اس وقت کون آگیا؟ ماما بابا تو بتا کر آتے ہیں۔"

"میں دیکھتی ہوں۔ ہو سکتا ہے فارہ ہو۔"

وہ شانوں پر دوپٹہ درست کرتے ہوئے دروازہ کھولنے کو بڑھی۔

ایک ہفتے بعد پھپھو فارہ کی شادی کے دن رکھنے آرہی تھیں۔فارہ نے وعدہ کیا تھا وہ پھپھو کے آنے سے پہلے اس کے گھر رات رکنے آئے گی۔شاید وہ سرپرائز دینا چاہتی ہو مجھے اسی لیے بنا بتائے۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے فارہ کو سوچتے ہوئے دروازہ کھولا لیکن اپنے سامنے آبنوس کو دیکھ کر ششدر رہ گئی۔

"اندر آنے کا نہیں کہو گی؟"

آبنوس کے مسکرا کر پوچھنے پر وہ سر کو ہاں میں جنبش دیتے ہوئے ایک طرف ہوئی۔وہ لان میں بیٹھے فاتین کو دیکھ چکی تھی اس لیے "شکریہ" کہہ کر اسی طرف بڑھ گئی۔وہ دونوں اسے اپنے گھر یوں اچانک دیکھ کر حیران تھے۔ان کو قطعی یہ امید نہیں تھی۔

"بیٹھو آبنوس"!

فاتین نے کہا۔وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی البتہ فیمیا فاتین کے پاس آکر کھڑی ہوگئی تھی۔

"کیا لوگی ٹھنڈا یا گرم؟"

فیمیا نے پوچھا۔اس نے اپنے بڑوں سے یہی سنا تھا کہ گھر میں اگر کتا بھی مہمان بن کر آجائے تو اس کی عزت کرو۔آبنوس تو اس کی دوست رہ چکی تھی۔ان تینوں نے بہت اچھا یادگار وقت گزارا تھا۔

"کچھ نہیں ! مجھے شرمندہ مت کرو! میں اس عزت کے قابل نہیں ہوں۔یہاں بیٹھو! مجھے تم دنوں سے بات کرنی ہے۔"

بظاہر وہ نارمل نظر آرہی تھی لیکن اس کے لہجے میں اس قدر تھکن تھی جیسے صدیوں کی مسافت کے بعد یہاں پہنچی ہو۔

"پتہ نہیں کیوں مجھے لگا شاید تم لوگ میری وجہ سے آہن کی ڈنر پارٹی پر نہ آسکو اس وجہ سے میں یہاں چلی آئی۔فیمیا! میں تم سے معافی مانگنے نہیں آئی۔مجھے معاف کرنا آسان نہیں ہے،میں خود بھی کبھی خود کو معاف نہیں کر پاؤں گی لیکن میری وجہ سے باقی دوستوں کو مت چھوڑنا۔"

بھیگتے لہجے میں کہتے ہوئے اس نے دونوں کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے۔

"میری درخواست ہے تم دونوں سے۔آہن،عائش،عریش،ماہ لقا جس نے شادی کے بعد دعوتوں میں آنا جانا چھوڑ دیا وہ بھی آئے گی۔یونیورسٹی کے بعد قسمت پھر ہم دوستوں کو ایک ساتھ وقت گزارنے کا موقع دے رہی ہے پلیز اس موقع کو ضائع مت ہونے دینا۔

میں ان خوشگوار دنوں کو بہت یاد کرتی ہوں یار۔کاش وہ دن کبھی ختم نہ ہوتے۔''

اس نے آنکھیں بند کر کے ان خوبصوت لمحوں کو تصور کیا۔اس کے پاس صرف یادیں تھیں اپنی بھی یادیں کہ وہ کیا تھی؟اور کیا بن کر رہ گئی تھی؟یا شاید آبنوس نام کا اثر تھا جو اس کے اندر باہر سیاہی گھل گئی تھی،زندگی تاریک ہوگئی تھی پھر بھی وہ خود کو خوش قسمت سمجھتی۔کچھ لوگ اتنے بدقسمت ہوتے ہیں کہ ان کے پاس یاد کرنے کے لیے بھی کوئی خوشگوار لمحہ نہیں ہوتا۔اس کے پاس یادیں تھیں خوبصورت یادیں اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا وہ ان یادوں کے سنگ کہیں دور چلی جائے گی بنا کسی کو بتائے اسی لیے وہ آخری بار پھر سے شروع کے لمحات جینا چاہتی تھی سب کے ساتھ، قہقہوں کے ساتھ۔

آہن نے ریسٹورنٹ میں ڈنر کا انتظام کیا تھا۔اس وقت وہ سبھی دوست ریسٹورنٹ میں موجود خوش گپیوں میں مصروف تھے۔آبنوس ضرورت سے زیادہ چہک رہی تھی اور ماہ لقا کے لبوں پر جیسے خاموشی چپک گئی تھی۔وہ بس فیمیا،عائش اور آبنوس کی باتوں پر ہولے سے مسکرا دیتی کبھی اپنے شوہر فیضان سے نظر بچا کر ایک نظر عریش کی طرف دیکھتی جو پہلے سے زیادہ ہینڈسم اور داڑھی میں کافی سوبر لگ رہا تھا البتہ عریش اسے دیکھنے سے گریز کر رہا تھا۔

"تم کیوں اس کو بار بار دیکھ رہی ہو؟ یہ وہی شخص ہے جس کی محبت کو تم نے دھتکار دیا تھا۔ یاد ہے نا۔۔۔"

کہیں اندر سے آواز آئی۔

"تم جیسا کم حیثیت شخص مجھے خالی خولی محبت کے سوا دے ہی کیا سکتا ہے؟ نہ بہتر وسائل اور نہ زندگی کی باقی آسائشیں۔ میں تمہارے ساتھ اپنی زندگی گزارنے کا فیصلہ نہیں کر سکتی عریش۔ مجھے آسائشوں سے بھرپور زندگی جینے کی عادت ہے۔ تم کماتے کماتے بوڑھے ہو جاؤ گے لیکن پھر بھی مجھے وہ زندگی نہیں دے سکتے جس کی میں خواہش رکھتی ہوں۔"

"کیا تمہارے لیے میری محبت، عزت اور مخلصی کی کوئی حیثیت نہیں۔۔۔ اور اور میں کوشش کروں گا ماہی تمہاری ہر خواہش پورا کرنے کی۔ تم صرف دو سال میرا انتظار کرو میں اتنی محنت کروں گا کہ شہر میں اپنا گھر بھی بنا لوں گا اور۔۔۔"

اس کے لہجے میں بے بسی ہی بے بسی تھی۔ آنکھوں میں امید کے دیے بجھتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

"نہیں عریش"!

وہ پتھر بن گئی تھی عریش کے لیے۔اس وقت اگر وہ ماہی کے قدموں میں بھی گر جاتا تو اس کی ناں ؛ہاں میں نہیں بدل سکتی تھی۔اس نے کرب سے وہ لمحے سوچے جب عریش نے اس سے اظہارِ محبت کیا تھا۔

آج سب کچھ تھا اس کے پاس۔ بڑا گھر، گاڑی، بہتر وسائل اور زندگی کی تمام آسائشیں ہاں لیکن عریش نہیں تھا، نہ اس کی محبت، نہ عزت اور نہ خلوص۔ فیضان کے لیے وہ بیوی نہیں جوتی تھی جسے پاؤں کے نیچے رکھا جاتا ہے، محبت اور عزت نہیں دی جاتی۔ سارا دن وہ ساس اور نندوں کے چونچلے برداشت کرتی اور رات کو جب فیضان گھر آتا تو اس کے خلاف ماں بہنوں کی شکایتیں سن کر دن بھر کی تھکن اور غصہ اسی پر اتر جاتا۔ ایسے لگژری کمرے اور نرم بستر کا کیا فائدہ جہاں ساری رات روتے ہوئے کٹے۔ دل پر پچھتاوؤں کے چابک پڑتے رہیں۔

وہ کبھی منہ سے اعتراف نہ کر پائی کہ عریش کو چھوڑ کر فیضان سے شادی کرنے کا فیصلہ غلط تھا لیکن دل۔۔۔۔دل ہر روز اعتراف کر کے اسے پچھتانے پر مجبور کرتا۔

”ماہی! تجھے کیا ہوا؟ تم کیسے اتنی اسمارٹ ہو گئی؟ لگتا ہے فیضان بھائی تمہاری ڈائیٹ کا خاص خیال رکھتے ہیں۔“

عائش نے ماہی سے کہتے ہوئے فیضان کی طرف دیکھا جو اپنا نام سن کر پہلے ہی اس کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

"نہیں بھئی! میں صرف بیوی کی ضرورتیں پوری کر سکتا ہوں باقی یہ زن مریدوں والے کام مجھ سے نہیں ہوتے۔ بیوی نے کیا کھایا؟ کیا پہنا؟ کیا اوڑھا؟ یہ سب دیکھنے کے لیے انسان وقت کہاں سے لائے؟ کام کرے یا۔۔۔۔۔"

اس کے لفظوں سے زیادہ لہجے نے سب کو حیران کیا تھا۔ ماہی کو اپنے دوستوں کے سامنے از حد ہتک محسوس ہوئی تھی۔

"بالکل! بیوی کی اپنی زندگی ہوتی ہے وہ جو کھائے، پہنے یا اوڑھے؛ شوہر کا اس میں عمل دخل نہیں ہونا چاہیے۔ ہیں ناں ماہی۔۔۔" آبنوس کی بات پر سب نے اس کی تائید کی سوائے ماہ لقا کے۔ وہ پہلے کیا چپ تھی اب تو بالکل ہی لبوں پر قفل لگ گیا تھا۔ وہ عریش کے سامنے اپنا بھرم قائم رکھنا چاہتی تھی، اسے دکھانا چاہتی تھی وہ اپنی زندگی میں خوش اور مطمئن ہے لیکن پل میں اس کا سارا بھرم ٹوٹ کے کرچی ہو گیا تھا۔

"مجھے کیوں لگ رہا ہے تم خوش نہیں ہو؟"

آبنوس کے سوال پر وہ چونکی پھر فوراً سامنے دیکھا جہاں کچھ دیر پہلے فیضان بیٹھا تھا، اب کرسی خالی تھی۔

"وہ کال سننے کے لیے گیا ہے۔ تم جواب دو میری بات کا۔"

”میں بہت خوش ہوں“.

ان کے گرنے کی اذیت کو کوئی کیا سمجھے

اپنے سائے سے لگی ہو جنہیں ٹھوکر میرے دوست !

تعبیر علی

”پھر تمہارے چہرے سے کیوں لگ رہا ہے کہ تم جھوٹ بول رہی ہو۔“

اس بار عائش نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں عائش ! میں بہت خوش ہوں اتنی خوش ہوں کہ۔۔۔۔۔“

اس نے کہتے ہوئے عریش کی طرف دیکھا اور عین اسی وقت عریش بھی اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔دونوں کی نظریں ملی تھیں،دل دھڑکے تھے۔۔۔۔۔شاید پہلی بار دونوں کے دل بیک وقت دھڑکے تھے۔

”میرے پاس سب کچھ ہے جس کی میں نے تمنا کی۔ بڑا سا خوبصورت گھر، گاڑی، مہنگی چیزیں اور ہر۔۔۔۔۔۔۔۔“

وہ عریش کو دیکھتے ہوئے مضبوط لہجے میں کہہ رہی تھی۔

”اور محبت ؟۔۔۔۔“

وہ اس سے پوچھنا چاہتا تھا لیکن پوچھ کر اسے مزید اداس نہیں کر سکتا تھا۔ جانتا تھا اس کی آنکھیں اور چہرہ؛ اس کے لفظوں کا ساتھ نہیں دے رہا۔ وہ خود کو مضبوط ظاہر کر رہی ہے مگر اندر سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ ”کاش! اسے اپنا نا میرے بس میں ہوتا۔“ اس نے سوچا۔

آج دونوں کے دل ایک ہی لے پر دھڑک رہے تھے مگر اب دونوں کے بیچ فیضان دیوار کی طرح کھڑا تھا اور یہ دیوار بھی ماہ لقا نے خود کھڑی تھی۔

وہ ان کے ساتھ باتوں میں مشغول تھی جب سیل فون پر ”فیضان“ کے نمبر سے میسج موصول ہوا تھا۔

”یار! کیا مصیبت ہے؟ میں سخت بور ہو گیا ہوں۔ کھانا کھاؤ اور نکلو یہاں سے۔ ان لوگوں کا تو کوئی کام کاج ہو گا نہیں لیکن مجھے بہت ضروری کام نمٹانے ہیں۔ معلوم نہیں کس طرح کی دوستیاں پال رکھی ہیں۔ یہ پہلی اور آخری بار ہے، میں آئندہ تمہیں ایسی دوستوں سے ملنے نہیں دوں گا۔“

تھوڑی دیر بعد وہ نارمل انداز میں چلتا ہوا آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس پل وہ دوغلا انسان اسے زہر لگا تھا۔

کھانا کھا کر وہ دونوں اجازت لے کر رخصت ہو گئے تھے۔ باقی سب چائے اور کافی سے لطف اندوز ہونے لگے۔

"ماہی کتنی بدل گئی ناں۔" فیمیا نے کہا۔

"ہماری ماہی پہلے جیسی رہی ہی نہیں۔ کہاں وہ ماہی جس کی باتیں کبھی ختم نہ ہوتی۔ ہر وقت اوٹ پٹانگ حرکتیں، بات بات پر عریش سے بچوں کی طرح لڑنا اور کہاں یہ ماہی؟ جو تم مرد دوستوں سے تو دور ہم سے بھی بات کرتے ہوئے کترا رہی تھی۔"

آبنوس نے آبدیدہ لہجے میں کہا۔

"اسے ادراک ہو چکا ہے کہ فیضان کو زندگی میں شامل کرنے کا فیصلہ غلط تھا۔ عریش کی محبت کو ٹھکرا کر وہ پچھتا رہی ہے۔" فاتین نے بھی اپنی رائے دی۔

"اسی کا فیصلہ تھا، اب اسی کو سمجھوتہ اور صبر کرنا ہے۔ زبانی کلامی رشتہ طے ہوتا تو ٹوٹ بھی سکتا تھا۔ شادی بچوں کا کھیل نہیں۔ کچھ دیر کھیلا، دل بھر گیا تو چھوڑ دیا۔"

فیمیا بولی۔

"نہیں فیمیا! اپنی عزت پر سمجھوتہ نہیں کرنا چاہیے۔ تم نے دیکھا تھا وہ کس لہجے میں ماہی کے بارے میں بول رہا تھا اور یہ ہمارے سامنے کی بات ہے۔ نجانے تنہائی میں وہ اس کے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہو۔"

عائش نے فیمیا کی بات کی نفی کی۔

”میں ایسا ہر گز نہیں کہہ رہی کہ وہ ظلم برداشت کرے لیکن اس عزت ذلت کو لے کر وہ اپنا گھر برباد نہیں کر سکتی۔ مجھے نہیں معلوم اس بارے میں دوسروں کی کیا رائے ہے یا آپ کے خاندان والے اس چیز کو کس نظر سے دیکھتے ہیں لیکن سچ یہی ہے کہ طلاق یافتہ عورت کو یہ معاشرہ جینے نہیں دیتا اور پھر ماہ لقا نے اپنی پسند اور مرضی سے شادی کی ہے۔ اسے جس زندگی کی خواہش تھی اسے مل گئی۔ محبت نہ سہی کم از کم فیضان دن رات کما کر اس پر خرچ تو کرتا ہے ناں اور پھر ماہ لقا کو محبت چاہیے بھی کب تھی؟“

فیمیا کی بات پر سب خاموش ہو گئے۔ اس نے جو کہا تھا وہی سچ تھا اور ویسے بھی جب زندگی کے فیصلے خود سے لیے جائیں تو اوروں سے شکایتیں نہیں کی جاتی۔ فقط صبر کیا جاتا ہے اور سمجھوتوں کے سہارے زندگی بسر کی جاتی ہے۔

وہ اب ماہ لقا کے موضوع سے ہٹ کر دوسری باتوں میں مشغول ہو گئے تھے بس وہاں ایک شخص تھا جس کے اندر آگ سلگ رہی تھی اور اگلی کئی راتیں اسے اسی آگ میں جھلسنا تھا۔ مدت بعد اپنے محبوب کو دیکھنا، ستم یہ کہ اسے کسی اور کے ساتھ دیکھنا اور اس پر بھی ستم یہ کہ اس کی آنکھوں میں اداسیاں تیر رہی ہوں۔۔۔ ہاں پہلے وہ چاہتا تھا کہ ماہ لقا اس کی محبت کو دھتکار کر خوش نہ رہے لیکن آج اسے اداس دیکھ کر وہ بے چین ہو گیا تھا۔ دل سے دعا نکلی تھی۔

”وہ جہاں رہے، جس کے ساتھ رہے بس خوش رہے۔“

کہاں ملے گا وہ مجھ سے اگر یہاں بھی رہے

مری دعا ہے کہ وہ خوش رہے جہاں بھی رہے

دلِ خراب یہ خواہش ترِی عجب ہے کہ وہ

ستم بھی کم نہ کرے اور مہرباں بھی رہے

ابھی زمین پہ جنت نہیں بنی یارو

جہاں کے قصے سُناتے ہو ہم وہاں بھی رہے

رہا ہمیشہ ہی سامان مختصر اپنا

مسافروں کی طرح ہم رہے جہاں بھی رہے

جو ساتھ چلنے کے بھی مستحق نہ تھے باصرؔ

کچھ ایسے لوگ یہاں میرِ کارواں بھی رہے

باصر کاظمی

"فاتین "!

ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جیولری اتارتے ہوئے اس نے فاتین کو پکارا جو ڈنر سے واپسی کے بعد موبائل میں مصروف ہو گیا تھا۔

''ہوں۔۔۔''

''میں کتنی ناشکری ہوں ناں۔''

''ایسا کس نے کہا۔'' وہ ہنوز موبائل میں گم تھا۔

''میں نے سوچا۔''

''اور تم نے ایسا کیوں سوچا؟''

فاتین نے موبائل سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا جو آئینے کے سامنے پرسوچ انداز میں کھڑی تھی۔

''اج ماہ لقا اور فیضان کو دیکھ کر۔ ان کی لو میرج ہے لیکن شادی کے بعد گھریلو جھگڑوں میں فیضان کی محبت کہیں دب ہی گئی۔ کس قدر ڈری سہمی اور چپ چپ تھی ماہی۔ وہ بالکل بھی ایک اچھا مرد نہیں ہے جو اپنی زبان سے پھر گیا۔''

''اور میں۔۔۔۔ ''

وہ آہستگی سے چلتا ہوا اس کے پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا اور آئینے میں اس کا عکس دیکھنے لگا۔

''آپ ویسے بالکل بھی نہیں ہیں۔ آپ بہت اچھے ہیں۔''

اس کے لہجے میں محبت تھی۔

"جس چیز کی ہم سچے دل سے چاہ کرتے ہیں، وہ ہمیں مل جاتی ہے فیمیا! تم نے محبت کی چاہ کی خلوصِ دل سے اور اللہ پاک تمہیں دولت سے بھی نواز دیا۔ جہاں محبت ہو وہاں برکتوں کا نزول ہوتا ہے اور ماہ لقا کو ہمیشہ دولت سے محبت تھی۔ اسے عریش کے خالص جذبات کی کبھی پرواہ نہیں رہی۔ وہ کہتی: میں نازوں سے پلی بڑھی ہوں، عریش کے ساتھ ایڈجسٹ نہیں کر سکتی۔ حقیقتاً وہ آسائشوں میں بھی گزارا نہیں کر پا رہی۔ انسان دولت کے بغیر رہ سکتا ہے لیکن محبت کے بغیر نہیں۔"

"جی نہیں! اس مہنگائی میں دولت کے بغیر رہنا بھی مشکل ہے لیکن عریش کے حالات اس قدر خراب بھی نہیں تھے اور اب تو ماشاءاللہ۔۔۔ دو تین سال میں شہر میں بھی اپنا گھر بنا لے گا۔"

"اوہ! اگر میں غریب ہوتا تو تم ماہ لقا کی طرح مجھے ٹھکرا دیتی۔"

فاتین نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے اسے کندھوں سے تھام کر اپنے مقابل کیا۔

"جی نہیں! آپ میری بات کا غلط مطلب نہ نکالیں۔ اگر آپ غریب ہوتے تو پھر بھی میں آپ کے ساتھ شادی کرتی۔ دونوں جاب کرتے اور مل کر گھر کو چلاتے۔۔۔ خیر اب اس موضوع کو ختم کرتے ہیں۔ کل آپ آفس جاتے ہوئے مجھے بھائی کی طرف ڈراپ کر دیجیے گا۔"

فیمیانے پیار سے کہتے ہوئے آخر میں حکم بھی صادر کیا۔

"اوکے جناب! آفس سے واپسی پر پک بھی کرلوں گا۔وقت پر تیار رہیے گا۔"

"کیوں کیوں؟ میں فارہ کی طرف رات نہیں رک سکتی۔ویسے بھی وہ چند دن کی مہمان ہے پھر زیب کے سنگ اسی کی دنیا میں رخصت ہو کے چلی جائے گی۔"

فیمیانے منہ بسورا۔

"ضد نہیں۔کہہ رہا ہوں واپسی پر پک کروں گا تو کروں گا۔فارہ کو ساتھ لے آنا۔"

وہ اپنی بات پر اڑا رہا۔

"شاید آپ کو یاد نہیں۔فارہ کی شادی ہونے والی ہے اور اب مجھے اپنے گھر کم اور وہاں زیادہ رہنا ہے آخر شادی کی ساری تیاری مجھے ہی دیکھنی ہے۔"

"اچھا۔" اس نے سر کھجایا۔"ٹھیک ہے پھر میں بھی تمہارے پیچھے وہیں آجاؤں گا۔اپنی جان سے دور تو نہیں رہ سکتا ناں"۔

محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے فاتین نے اس کے چہرے پر آئی لٹوں کو انگلی سے چھیڑا۔

"ہم نے دونوں ایک جیسی ڈریسنگ کریں گے۔"

کچھ دیر نظریں جھکا کر شرمانے کی ایکٹنگ کرنے کے بعد فیمیانے اچانک یاد آنے پر کہا۔

"جی میری جان! سب کچھ آپ کی مرضی سے ہو گا لیکن ابھی میری من مانی کا وقت ہے۔"

"پیچھے ہٹیں شریر کہیں کے۔" بات کا مفہوم سمجھ آنے پر اسے دونوں ہاتھوں سے پرے دھکیلتی وہ نائٹ ڈریس لے کر واش روم کی طرف بڑھ گئی۔اس کے چہرے پر کھلتے شرم کے رنگوں سے وہ محظوظ ہوا تھا۔

فارہ کی شادی کے دن رکھتے ہی تیاریاں شروع ہو گئی تھیں۔ پھپھو کے لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی عمیر نے فارہ کے لیے ویسا ہی فرنیچر تیار کروایا جو اس نے فیمیا کو دیا تھا۔کراکری اور جہیز کے باقی سامان کی خریداری تقریباً مکمل ہو گئی تھی۔اس بار پھپھو موجود نہیں تھی اس لیے دونوں بہنوں نے مل کر زنانہ شاپنگ کا معرکہ سر کیا۔

انہی تیاریوں میں پتہ بھی نہ چلا اور مہندی کا دن بھی آن پہنچا۔پورے گھر خصوصاً لان کو برقی قمقموں سے سجایا گیا تھا۔ایک طرف مصنوعی گلاب اور موتیے کے پھولوں سے اسٹیج بنایا گیا جہاں مہندی کے فنکشن کی تمام رسوم ہونی تھیں۔

"آپ ابھی تک تیار نہیں ہوئے؟" وہ بیوٹیشن کو فارہ کے کمرے میں چھوڑ کر اپنے کمرے میں آئی تو سامنے فاتین کو گھر کے سادہ حلیے میں دیکھ کر حیرانگی سے پوچھنے لگی۔

''شکر ہے بیگم آپ نظر تو آئیں ورنہ مجھے لگا تھا آپ کو دیکھنے کے لیے مجھے باقاعدہ ٹکٹ لینی پڑے گی۔''

فاتین اس کے سوال کو نظرانداز کر کے پیار بھرے طنز سے بولا۔

''سوری فاتین ! جانتی ہوں آپ کو میرے وقت اور توجہ کی عادت ہے لیکن ان دنوں مجھے اپنا بھی ہوش نہیں ہے۔''

وہ تھکے ہوئے لہجے میں کہتے ہوئے اس کے قریب بیٹھ گئی۔

''تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ناں فیمیا؟''

''ہاں!'' رندھا ہوا لہجہ۔ کمال ضبط سے اس نے آنسوؤں کے آگے بند باندھ رکھے تھے۔

''میری طرف دیکھو۔'' فاتین نے اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

انسان اپنے دل کی کیفیت ہر ایک سے چھپا سکتا ہے لیکن اپنے ہمسفر سے نہیں جو اس کا ہمدرد اور غم گسار ہو۔ اس کا ضبط بھی ٹوٹا تھا، آنکھوں میں تھمے آنسو بہنے لگے تھے۔

''ہمارا آنگن ویران ہو گیا۔ کل فارہ بھی رخصت ہو کر زیب کے ساتھ چلی جائے گی اور پھر بھائی؟۔۔۔۔ میرے بھائی کا کیا ہو گا؟ وہ اکیلے رہ جائیں گے۔

مجھے معلوم ہے وہ بہت رنجیدہ ہیں لیکن ہم پر ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ وہ اس وقت خود کو بالکل تنہا محسوس کر رہے ہیں۔ ان کو بھی تو ایک ہمسفر کی ضرورت ہے جس کے کندھے پر سر رکھ کر وہ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کریں۔''

''میری جان! وہ تنہا انسان بھی ہم سے زیادہ مضبوط ہے۔ ایک باپ بھی اپنی بیٹیوں کی ایسی تربیت نہیں کر سکتا جس طرح اس نے کم عمری میں بہنوں کی اچھی تربیت کی، تعلیم دلوائی اور ان کے لیے اچھے ہمسفر کا انتخاب کیا۔ وہ اپنے فرائض جو اسے سونپے گئے تھے پورے کر چکا ہے، اب تم بہنوں کا کام ہے اس کے لیے ایک اچھا ہمسفر تلاش کرو جو اس کی تنہائیوں کو اپنی محبت سے آباد کرے، اس کے لیے سکون کی چھایہ بن جائے۔''

فاتین نے تسلی آمیز لہجے میں کہتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگا کر سر پر بوسہ دیا۔ وہ کتنی دیر اس کی بازو سے لگ کر آنسو بہاتی رہی۔

''بس اب بہت ہو گیا ناں۔ چپ!'' اس کے پیار سے ڈانٹنے پر فیمیا سوں سوں کرتی اپنی سرخ ناک کو دوپٹے سے رگڑتے ہوئے اٹھی اور الماری سے استری شدہ نیا تھری پیس سوٹ نکال کر اسے تھمایا۔

''آپ تیار ہو جائیں۔ میں باقی چیزیں بھی نکال کر یہاں ڈریسنگ پر رکھ دیتی ہوں۔ فارہ کو بھی دیکھ لوں۔ اس کی تیاری مکمل ہو جائے پھر میں تیار ہوں گی۔''

اس کی آواز میں ابھی بھی آنسوؤں کی آمیزش تھی۔

فاتین فرماں بردار شوہر کی طرح سر ہلاتے ہوئے سوٹ لے کر واش روم کی طرف بڑھ گیا اور وہ فارہ کے پاس آ گئی۔

گہرے سبز رنگ کا لہنگا، سر پر پیلا نیٹ کا دوپٹہ، ہلکا سا میک اور خوبصورت ہئیر اسٹائل کے ساتھ آج وہ بالکل ناول کی ہیروئن ہی لگ رہی تھی۔ جب تک فیمیا تیار ہوتی وہ آئینے کے سامنے کھڑی خود کو تکتی رہی۔ اس نے کبھی خود کو اس قدر فرصت نہیں دیکھا تھا پھر اچانک کسی سوچ کے تحت اپنی سیلفی لے کر اس نے زیب کو واٹس ایپ کر دی۔ لبوں پر شریر سی مسکراہٹ تھی اور دل زوروں سے دھڑک رہا تھا کہ نجانے وہ کس انداز میں تعریف کرے گا؟

جواباً اُس کی طرف سے بھی تصویر موصول ہوئی تھی جسے دیکھ کر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی۔

”ایک فلائنگ کس سے گھبرا گئی ذرا آنے والی شب تو تصور کرو۔“ فارہ کے جواب نہ دینے پر تھوڑی دیر بعد پھر سے زیب کا میسج موصول ہوا تھا جسے پڑھنے کے بعد اس نے واٹس ایپ تو کیا نیٹ بھی بند کر دیا۔ دوسری طرف زیب اس کی حالت کا سوچ کر محظوظ ہو رہا تھا۔

فیمیا نے گہرے جامنی رنگ کی شارٹ قمیص کے ساتھ پلازو پہنا تھا۔ قمیص کے گلے اور دامن پر گولڈن دھاگے اور موتیوں کا خوبصورت کام بنا ہوا تھا اور ساتھ گولڈن دوپٹہ۔ اس نے فارہ کے

مقابلے میں بالکل ہلکا میک کروایا تھا اور بالوں کو آگے کی طرف کر کے ڈھیلی ڈھالی سی چٹیا بنوائی۔ تیاری مکمل ہونے کے بعد وہ فارہ کو لے کر باہر آگئی جہاں فارہ کی سہیلیوں کے علاوہ آبنوس اور عائش بھی ان کے لیے منتظر تھیں۔ سب سے گلے ملتے ہوئے اس نے مبارکبادی وصول کیں پھر اپنے علاوہ تین لڑکیوں سمیت فارہ کو سبز شال کے سائے میں اسٹیج تک لایا گیا، جہاں رات گئے تک مہندی کی رسمیں اور فوٹو سیشن چلتا رہا۔

بارات کے فنکشن کا انتظام ہال میں کیا گیا تھا۔ فیمیا اور فاتین سب مہمانوں کا خوش دلی سے استقبال کر رہے تھے۔ ابھی بارات نہیں پہنچی تھی سو فارہ برائیڈل روم میں بیٹھی زیب کی منتظر تھی۔

خوبصورت ویڈنگ ڈریس، کمال مہارت سے کیا گیا برائیڈل میک اپ اور ہئیر اسٹائل جس نے اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دیے تھے۔ آج حقیقتاً وہ شہزادی لگ رہی تھی یا پھر محبت کا رنگ وروپ تھا جو اس پر چھایا ہوا تھا۔

ہم لڑکیاں خواب بُننے میں کتنی ماہر ہوتی ہیں ناں۔ اس نے زیب کی آنکھوں میں اپنے لیے شدتیں دیکھ رکھی تھیں اور آج تو وہ اسے گھائل کرنے کے سامان سے پوری طرح لیس تھی پھر کیونکر اس کی آنکھیں خواب نہ دیکھتی، دل میں کئی طرح کی امنگیں نہ جاگتی۔

بارات آنے کے بعد وہ سہیلیوں کے سنگ اسٹیج تک پہنچی تو زیب نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ دونوں ایک ساتھ چلتے ہوئے صوفے پر بیٹھے۔ کئی ستائشی نظریں ان کی طرف اٹھیں، کئی تصاویر کلک کی گئیں اور تعریفی جملے کہے گئے۔

"یہ بناؤ سنگھار تمہارے لیے نہیں بنا۔ تم سادگی میں زیادہ قیامت ڈھاتی ہو۔"

کچھ توقف بعد جب وہ دونوں اسٹیج پر تنہا رہ گئے تو زیب نے ترچھی نظر سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا میں میک اپ میں اچھی نہیں لگ رہی۔"

وہ اداس ہوئی۔

"ذرا ادھر دیکھو۔"

زیب کے کہنے پر فارہ نے چہرے کا رخ اس کی طرف کیا۔

"اتنی فرمانبرداری۔۔۔۔ لیکن مس فارہ زیب! اگر آپ کو یاد ہو تو اس بندے کو آپ نے اپنے دیدار کے لیے بہت تڑپایا ہے اس لیے تھوڑا سا انتظار کروانے کا میرا حق بھی بنتا ہے سو رات تک آپ۔۔۔۔۔"

اس کے سجے سنورے نقوش کو دیکھتے ہوئے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔ آنکھوں میں واضح شرارت ناچ رہی تھی۔

"مجھے شوق نہیں ہے آپ سے اپنی تعریف سننے کا۔" وہ فوراً چڑ گئی۔

"دوسروں سے تعریف سننے کا شوق ہے لیکن شوہر سے نہیں۔"

"مجھے کسی سے بھی اپنی تعریف کروانے کا شوق نہیں ہے۔ میں خود کو پیاری لگ رہی تو مطلب پیاری لگ رہی ہوں۔ سمجھے آپ"!

"نہیں سمجھا۔"

وہ اسے زچ کر رہا تھا اور وہ ہو رہی تھی۔

"مجھے آپ سے کوئی بات ہی نہیں کرنی۔ آپ بہت برے ہیں۔"

"ویسے تم اس برے انسان کی دنیا میں جانا پسند کرو گی؟ جہاں رہ کر تم اس برے انسان کو سدھار سکو۔ اپنی محبت اور شوخیوں سے اس کے آنگن میں رنگ بھر سکو؟۔۔۔ہاں کیا جاؤ گی میرے ساتھ۔"

اس نے مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کر کے گھمبیر لہجے میں فارہ سے پوچھا۔

"اس کے علاوہ میرے پاس کوئی آپشن نہیں ہے ورنہ میرا کوئی ارادہ نہیں برے انسان کی دنیا میں جانے کا۔" وہ بھلا کہاں اپنا بدلہ چھوڑنے والی تھی، فوراً دانت پیس کر آہستگی سے بولی کیونکہ فیمیا اور فاتین اسٹیج پر آ گئے تھے۔

دونوں نے ایک جیسے رنگ کی ڈریسنگ کر رکھی تھی۔ فاتین نے ہلکے جامنی رنگ کا کرتا شلوار جبکہ فیمیا نے میکسی زیبِ تن کر رکھی تھی جس کے بازوؤں اور گھیرے پر سلور رنگ کے دھاگوں اور موتیوں کا نفیس سا کام کیا گیا تھا۔ شانے پر ہم رنگ دوپٹہ ڈالے، جدید طرز کی جیولری اور خوبصورت میک اپ کیے وہ بے حد پیاری لگ رہی تھی بلکہ وہ دونوں ایک ساتھ جچ رہے تھے۔

"کیا کُھسر پھسر ہو رہی ہے بھئی؟"

فاتین نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے مذاقاً پوچھا۔

"ہم آپ کی سالی صاحبہ کی تعریفیں کر رہے ہیں لیکن یہ آنکھیں دکھا کر ابھی سے ہمیں ڈرا رہی ہیں۔ مجال ہے جو قابو آئیں۔" زیب کی گل افشانی سن کر فارہ جھینپ گئی۔

"خبردار! جو تم دونوں نے میری بہن کو تنگ کیا تو۔۔۔" فیمیا نے آنکھیں دکھائیں۔

"دیکھ رہے ہو زیب! ایسے ہی تمہیں بھی آنکھیں نکال کر ڈرایا جائے گا۔"

''آنکھوں کی خیر ہے کہیں ڈنڈانہ نکال لے۔مجھے بڑی سخت بیگم ملی ہے۔''زیب اس کی طرف دیکھ کر ہنستے ہوئے بولا جو شرم سے سر جھکائے بیٹھی تھی۔

''نہیں یار! اب اتنی بھی ظالم نہیں ہے میری سالی۔'' فاتین کو اس کی روہانسی صورت پر بلا آخر ترس آہی گیا۔

اسی اثناء میں عمیر بھی ان سب کے پاس آگیا۔جہاں وہ بہن کی جدائی پر اداس تھا، وہیں آج اس کے چہرے پر عجیب سا اطمینان طاری تھا جیسے بہت سی ذمہ داریوں کا بوجھ اس کے کندھوں سے ہٹ گیا ہو، دل میں سرخروئی کا سکون اور حقیقتاً اپنی بہنوں کو محفوظ ہاتھوں میں سونپ کر وہ خود کو والدین کے آگے سرخرو سمجھ رہا تھا۔فیمیا کی اسے کبھی پریشانی نہیں رہی۔وہ سمجھدار، صابر اور حالات کے ساتھ سمجھوتہ کر کے گزارا کرنے والی لڑکی تھی لیکن فارہ میں حد سے زیادہ بچپنا اور اس کی منہ پھٹ والی عادت ہمیشہ عمیر کو مخمصے میں ڈال دیتی پر زیب کے ہاتھوں میں اس کا ہاتھ دے کر وہ پر سکون تھا کہ وہ اپنی سمجھداری اور تحمل مزاجی سے فارہ کو سدھار لے گا۔

کچھ دیر میں فوٹو سیشن شروع ہو گیا تھا۔فیملی فوٹوز کے علاوہ ''کپل آف دا ڈے'' کی ڈھیر ساری تصاویر بنائی گئیں۔کیمرے کی آنکھ نے ان یادگار اور خوبصورت لمحات کو ہمیشہ کے لیے اپنے اندر محفوظ کر لیا تھا۔

اپنوں سے بچھڑنے کا غم ہی ایسا ہے کہ اچھے بھلے خوش انسان کو بھی اداس کر دیتا ہے۔وہ بھی رخصتی کے وقت عمیر سے لپٹ کر اس قدر بلک بلک کر روئی کہ اپنے ساتھ باقی سب کو بھی رُلا دیا۔وہ ایک ایسا بھائی تھا جس کے ہوتے ہوئے اسے باپ کی شفقت اور ماں کی ممتا کی ضرورت محسوس ہی نہ ہوئی۔

اپنوں کی ڈھیر ساری دعاؤں اور قرآن پاک کے سائے تلے رخصت ہو کر وہ زیب کے سنگ اس کے گھر آ گئی۔اب یہی اس کا مسکن تھا، یہی جینا مرنا۔

زمان صاحب، مسز زمان اور اپنوں دوستوں کے علاوہ تمام مہمانوں کو رخصت کرنے کے بعد وہ دونوں عمیر کے ساتھ اسی کے گھر آ گئے جہاں آج ویرانیوں نے ڈھیرے ڈال رکھے تھے۔پورے گھر میں گہرا سناٹا چھایا تھا۔ظاہر سی بات ہے کوئی بیکار سی شے اٹھا کر باہر پھینک دی جائے تو کئی دن تک گھر خالی خالی محسوس ہوتا ہے اور فارہ تو جیتی جاگتی انسان تھی جس کے قہقہوں کی گونج، زندہ دلی اور شوخ باتوں سے گھر میں رونق لگی رہتی تھی پھر آج کیسے اس کی رخصتی پر فضا سوگوار نہ ہوتی۔

''کیا سوچا ہے آپ نے اپنے بارے میں ؟'' وہ تینوں لاؤنج میں رکھے صوفوں پر چپ چاپ بیٹھے تھے جب فیمیا کی آواز نے ماحول میں چھائی خاموشی کو توڑا۔

"کیا مطلب؟" عمیر نے ناسمجھی سے فیمیا کی طرف دیکھا۔

"آج فارہ بھی ماشاءاللہ اپنے گھر کی ہوگئی اور میں تو خیر کب کا اپنا گھر بسا چکی ہوں اب آپ نے کیا سوچا ہے اپنی شادی کے بارے میں۔" فیمیا نے اپنی پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"آپ ہمیشہ ٹالتے رہے کہ ہم دونوں بہنوں کے فرض سے سبکدوش ہو کر شادی کریں گے۔ اب کوئی بہانہ نہیں بچا بھائی۔۔۔ میرے خیال سے آپ کو بھی گھر بسا لینا چاہیے۔ کب تک تنہائی کی زندگی گزاریں گے؟ آپ کو بھی ایک ہم سفر کی ضرورت ہے، ایک ہمدرد، پر خلوص اور محبت سے گوندھی گئی لڑکی کی جو اپنی محبت سے آپ کا ویران دل اور گھر آباد کرے۔"

"میری زندگی میں کوئی درد ہی نہیں تو ہمدرد کی کیا ضرورت؟ ہمدرد اکثر درد بن جایا کرتے ہیں۔" وہ ہنسا۔ بالکل پھیکی سی مسکراہٹ۔ وہ بالکل بوجھل دل کے ساتھ وہاں بیٹھا اس کی باتیں سن رہا تھا ورنہ دل چاہ رہا تھا ضبط کے سارے بندھن توڑ کر اپنے کمرے میں جا کر پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ آج پہلی بار اسے محسوس ہو رہا تھا وہ تنہا ہے، از حد تنہا۔ اسے کسی غم گسار، کسی کندھے کی ضرورت محسوس ہوئی تھی۔

"بھائی!" فیمیا فاتین کے پاس سے اٹھ کر عمیر کے قریب جا کر بیٹھی۔ "بہنوں کے بارے میں سوچنا بھائی پر فرض نہیں ہوتا بلکہ بہنوں کا بھی حق ہے کہ اپنے بھائی کے لیے اچھا سوچیں اور کریں۔ مجھے آپ کی تنہائی، آپ کی آنکھوں میں جھلملاتی اداسی صاف نظر آ رہی ہے سو۔۔۔"

"تم میری فکر مت کرو۔ زندگی آدھی کٹ چکی ہے اور باقی کی آدھی بھی کٹ جائے گی۔" عمیر نے اس کے سر پر شفقت اور پیار سے ہاتھ پھیرا۔

"سالے صاحب! آپ کے لیے ہماری بیگم بہت اداس ہے اور ہم اپنی بیگم کو اداس نہیں دیکھ سکتے اس لیے شادی تو آپ کو کرنی پڑے گی اور حقیقتاً آپ کی تنہائی میرے دل کو بھی چبھتی ہے۔ میں چاہتا ہوں آپ کی بھی بیگم ہو جو آپ سے برتن دھلوائے، ڈھیر سارے میلے کپڑے دھونے کے لیے تھمائے۔ شاپنگ کے دوران سارے بیگز آپ سے اٹھوائے۔ کبھی روٹھے، کبھی منائے اور آپ جب راضی ہونے کے بعد پوچھیں: بیگم آپ کس بات پر خفا تھیں تو وہ پھر سے منہ پھلائے۔" ماحول میں چھائی کثافت کو ختم کرنے کے لیے فاتین ایک ہی سانس میں شروع ہو گیا تھا۔

"فیمیا! تم فاتین سے برتن اور کپڑے دھلواتی ہو؟"

عمیر نے حیرانی سے پوچھا۔

"نہیں بھائی!" وہ شرمندہ ہوئی۔

"مطلب تم شوہر کو جھوٹا کہہ رہی ہو۔ میں جھوٹ بولتا ہوں۔" فاتین نے حیرت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے استفسار کیا۔

”نہیں!“ اس نے نفی میں سر ہلایا۔”آپ بات کو کسی اور طرف لے جارہے ہیں۔ ہم ابھی بھائی کی شادی کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔“

”اوہ ہاں! تو سالے صاحب۔ آپ کے پاس صرف ایک ماہ کا وقت ہے۔ اس دوران اگر آپ نے خود اپنے لیے لڑکی پسند کر لی یا کوئی پرانی چھپی ہوئی محبوبہ ظاہر کر دی تو ٹھیک ورنہ۔۔۔ ہم خود ہی آپ کے لیے کسی اچھی سی لڑکی کا انتخاب کر لیں گے۔“

اس کا لہجہ اٹل تھا۔

”اچھا بابا! مان لیا اب یہ ٹاپک بند۔ کتنے دنوں کی تھکن ہے دونوں آرام کرو۔ میں بھی اپنے کمرے میں جارہا ہوں۔“

بحث کو طویل سے طویل ہوتا دیکھ کر آخر کار عمیر نے ہار مان لی اور اپنے کمرے میں چلا آیا۔ تنہائی میسر آتے ہی آنسو خود بخود گالوں پر بہنے لگے تھے۔ کاش! بیٹیوں کو بیاہنے کی ریت نہ ہوتی تو کوئی ماں باپ اپنے جگر کے ٹکڑوں کو پال پوس کر غیروں کے حوالے نہ کرتے۔ تمام عمر اپنے پاس رکھتے، اپنے سینے سے لگا کر رکھتے۔

”کیا کہہ رہے تھے ہاں؟۔۔۔ میں آپ سے گھر کے کام کرواتی ہوں۔ خود ہی اتوار کے دن میری مدد کرنے کا وعدہ کیا تھا اب اگر وعدہ پورا کرنے کا کہتی ہوں تو اس میں کیا برائی ہے؟ ایک بار گھر

چلیں آپ کو سیدھا کروں گی۔" عمیر کے جانے کے بعد وہ پوری طرح فاتین کی طرف متوجہ ہوئی اور اسکی بازو پر چٹکی کاٹتے ہوئے دھمکی بھی دے ڈالی۔

"ہائے ظالم بیوی! گھر چلو میں تمہیں بتاؤں گا چٹکی کاٹتے کیسے ہیں؟" وہ اپنی بازو سہلاتے ہوئے بولا۔

"اپنے گھر تو بلی بھی شیر ہوتی ہے۔ ابھی بتائیں ناں! کیا کر سکتے ہیں میرا؟ "

"بہت کچھ کر سکتا ہوں تم قریب آنے کا موقع تو دو۔ "

"دور ہو جائیں۔ میں آپ سے ناراض ہوں۔ "اس نے منہ بسورا۔

"کیوں میری جان! مجھ سے کیا خطا ہو گئی؟"

"آپ نے میری تعریف نہیں کی۔ نہ میرے ڈریس کی، نہ میک اپ۔ بتایا ہی نہیں میں کیسی لگ رہی تھی؟"

"اوہ! یعنی الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ پوری شادی میں آپ مجھے بھلائے بیٹھی تھی۔ دن کو نزدیک نہیں آئی اور رات کو میرے کمرے میں آنے سے پہلے ہی گدھے گھوڑے بیچ کر سو جاتی۔ "

"ہاں تو میں دن بھر بھاگ دوڑ کر کے تھک جاتی تھی ناں۔" وہ ہنوز منہ پھلائے بیٹھی تھی۔

''تم آج موقع دو، میں تو تعریف کے لیے تیار بیٹھا ہوں۔'' وہ معنی خیزی سے ایک آنکھ دبا کر بولا۔

''ہر بات میں رومان مت نکالا کریں۔'' فوراً اُس کے گال سرخ ہوئے تھے۔

''میں نے کوئی رومانٹک بات نہیں کی۔''

''ہاں جیسے میں نادان بچی ہوں ناں! مجھے ذو معنی باتیں سمجھ نہیں آئیں گی۔''

''ویسے فیمیا! یہاں رہتے ہوئے ایک بات میں نے شدت سے نوٹ کی ہے۔'' وہ سنجیدہ ہوا۔

''کون سی بات؟''

''پیار کا مزہ اپنے کمرے میں ہی آتا ہے۔''

''حد ہو گئی فاتین۔'' فیمیا نے اپنا سر پیٹ لیا پھر گالوں کی سرخی کو مصنوعی غصے سے چھپاتی تن فن کرتی کمرے میں چلی گئی۔ فاتین بھی ہنستا ہوا اس کے پیچھے ہو لیا۔ ہلکی پھلکی نوک جھونک ہی رشتے کا حسن ہوتی ہے ورنہ از حد سنجیدگی زندگی بے رنگ کر دیتی ہے۔

وہ اس وقت زیب کے کمرے میں اس کی سیج سجائے بیٹھی تھی۔ بیڈ کی بیک سائیڈ اور کنارے پر سجاوٹ کے طور پر رکھے گلاب اور موتیے کے پھولوں کی مہک پورے کمرے میں پھیلی تھی۔ وہ

چہرے سے گھونگھٹ ہٹائے کمرے کا بغور جائزہ لینے میں مصروف تھی جب وہ دروازے پر دستک دے کر کمرے میں داخل ہوا۔فارہ کو امید نہیں تھی وہ اس قدر جلد بازی کا مظاہرہ کرے گا۔

سلام کے بعد زیب نے شیروانی اتار کر بیڈ کے کنارے پر رکھی اور خود اس کے قریب بیٹھ گیا جو چہرے پر مکمل گھونگھٹ اوڑھے ہوئے تھی۔

"دراصل ہماری طرف رواج ہے کہ ہم دولہن کو زیادہ انتظار نہیں کرواتے۔"

"بہت اچھا رواج ہے۔" وہ دل میں اس سے گویا ہوئی۔

"اور پھر دولہن اس قدر خوبصورت ہو۔۔۔" اس نے مزید قریب ہو کر دونوں ہاتھوں سے اس کا گھونگھٹ اٹھایا۔"۔۔۔تو اسے انتظار کروانا جرم کے زمرے میں آتا ہے۔"

وہ بنا کچھ کہے سر جھکائے انگلیوں میں موجود انگوٹھیوں سے چھیڑ چھاڑ کر رہی تھی۔اس کی قربت اور جسم سے اٹھتی مسحور کن خوشبو فارہ کی سانسوں کو اتھل پتھل کر رہی تھی۔

"میری طرف دیکھو فارہ۔۔۔آج تو ان آنکھوں میں دیکھو۔" بوجھل آنچ دیتا لہجہ۔وہ چاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھوں میں دیکھنے سے گریزاں تھی۔

"فارہ!" اس نے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں اس کا چہرہ تھام لیا۔"تم نہیں جانتی تم میرے لیے کیا ہو؟ تم خوبصورت ہو،ازحد خوبصورت۔تمہاری آنکھیں،ناک،گلاب جیسے ہونٹ،سفید

رنگت اور تمہارا جسم لیکن یہ سب بعد میں آتا ہے۔میں تم پر تمہاری خوبصورتی کی وجہ سے نہیں مر مٹا بلکہ تمہاری معصومیت اور بھولپن، شرارتیں اور مسکراہٹیں، خاموشی اور باتیں۔۔۔تم سر تا پیر اپنی عادتوں اور خصلتوں سمیت میرے دل میں اتر چکی ہو۔" وہ خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔

"میں امی کی خواہش پر آپ کے گھر رہنے گیا تھا تا کہ فیمیا کو دیکھ سکوں اور یہ بات تم سمجھ گئی تھی لیکن یہ نہیں جان پائی کہ میں فیمیا سے نہیں چپکے چپکے تم سے محبت کرنے لگا ہوں پر جب اپنے بارے میں تمہارے خیالات سنے تو بہت ہنسا تھا۔" اس کے چہرے پر ابھی بھی مسکراہٹ در آئی تھی۔

"زیب پلیز! وہ سب خیالات میرا بچپنا تھا۔" اس نے شرمندگی سے نظریں جھکا لیں۔

"تو کیا تمہیں تمہارے ناول کے ہیرو جیسا ہینڈ سم لڑکا نہیں چاہیے؟"

"نہیں! حقیقی زندگی میں ناول کے ہیرو کہاں ملتے ہیں؟اور اگر مل بھی تو جائیں تو شاید ہم ان کی شدّت پسندی اور پوزیسیو فطرت سے تنگ آ جائیں۔ایسی فطرت کے حامل کردار صرف ناولز میں اچھے لگتے ہیں۔ حقیقت میں ایسا ہمسفر ہونا چاہیے جو نرم مزاج کا بارعب اور مضبوط انسان ہو۔جو ہمیں محبت دے یا نہ دے، عزت ضرور دے۔جس کے سنگ ہم کھلی فضا میں سانس لے سکیں، نہ کہ گھٹن سے مر جائیں۔"

"میں شدت پسند نہیں ہوں لیکن تمہارے معاملے میں شاید۔۔۔۔۔خیر میں آج کی رات عام مردوں کی طرح تمہیں کوئی نصیحت نہیں کروں گا ہاں لیکن تم میرا مان ہو اور اس مان کو سنبھال کے رکھنا۔" اس نے کہتے ہوئے جیب سے چھوٹی سی ڈبیہ نکالی جس میں خوبصورت گولڈن کی رنگ تھی۔

فارہ نے خود ہی ہاتھ آگے کر دیا۔زیب نے انگوٹھی پہنا کر اس کے نازک ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں جکڑ لیا۔

"میں نے اپنی محبت کا اظہار کر دیا لیکن تم خاموش ہو۔کیا تم مجھ سے محبت نہیں کرتی۔"

"سچ کہوں تو میں ایک ایسی لڑکی ہوں جس کے پاس لفظوں کی کمی نہیں ہے۔میں کئی گھنٹے بغیر رکے بول سکتی ہوں لیکن میرے پاس آپ سے محبت کے اظہار کے لیے ایک بھی لفظ نہیں۔میں وعدہ کرتی ہوں کہ آنے والے دنوں میں اپنے عمل سے آپ کو بتاؤں گی کہ آپ بھی میرے لیے کچھ کم اہمیت نہیں رکھتے۔"

فارہ کی یہی صاف گوئی اسے ہمیشہ متاثر کرتی تھی۔زیب نے اسے کھینچ کر اپنی بانہوں میں بھر لیا۔آج اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔خاموشی سے اپنا آپ اس کے حوالے کر کے گرم سانسوں اور دو دلوں کی دھڑکنوں کا شور سنتے ہوئے اس نے سکون سے آنکھیں موند لیں۔

اپنے احساس سے چھو کر مجھے صندل کر دو

میں کہ صدیوں سے ادھورا ہوں مکمل کر دو

نہ تمہیں ہوش رہے اور نہ مجھے ہوش رہے

اس قدر ٹوٹ کے چاہو مجھے پاگل کر دو

)انتخاب(

کبھی سوچتی ہوں زندگی کیا ہے؟ کل سے آج اور آج سے کل تک کا سفر۔ کسی کے لیے طویل سے طویل تر اور کسی کے لیے ازحد مختصر۔ کوئی اس سفر میں فقط خوشیاں سمیٹنے میں مصروف ہے اور کسی کو غموں نے گھیر رکھا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں زندگی سب سے مہنگا بازار ہے جہاں چند خوشیاں مستعار لینے کے لیے کئی طرح کی مشکلات، آزمائشوں اور سمجھوتے کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بے تحاشا آنسو بہائے جاتے ہیں۔ کتنے سجدے، کتنی دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ کہیں شکر تو کہیں ازحد صبر کرنا پڑتا ہے لیکن پھر بھی خوشیاں مختصر عرصے کے لیے ملتی ہیں اور انہیں پھر سے خریدنے کے لیے قربانی چاہیے ہوتی ہے اور بعض دفعہ ہم خوشیوں کی قیمت چکا کر بھی خوشیوں کے لیے ترستے رہ جاتے ہیں۔ زندگی کے اصول بڑے نرالے ہیں، یہ ہر ایک پر مہربان نہیں ہوتی۔

کوئی عائش اور آہن کی طرح بن مانگے ڈھیروں خوشیاں کا حق دار ٹھہرتا ہے تو کسی کو فیمیا اور فاتین، فارہ اور زیب کی طرح آسانیوں کے لیے کوشش کرنی پڑتی ہے اور کچھ زندگی کے سفر میں تنہا رہ

جاتے ہیں جیسے کہ عمیر مگر اس کی تنہائی بھی ہر حزن و ملال سے پاک تھی۔ جن کی زندگی میں کوئی پچھتاوانہ ہو، انہیں تنہائی بھی راحت دیتی ہے لیکن کچھ ہوتے ہیں جو فقط اپنوں کی ضد، انا اور بے جا لاڈ پیار کے ہاتھوں زندگی میں اکیلے رہ جاتے ہیں یا شاید زندگی برباد کر لیتے ہیں۔ ابرش اس کی زندہ مثال تھی۔

محبت کے خمیر سے گوندھے گئے دو لوگ ""آبنوس اور عریش"" جن کے دل شیشے کی طرح شفاف تھے، پھر جانے کیوں وہ بے کراں ٹھہرے۔ عریش ماہ لقا کے غلط فیصلے کی بھینٹ چڑھ گیا تھا اور شاید وہ خود بھی۔

""میں جانتی ہوں عریش! تم آج بھی مجھ سے بے پناہ محبت کرتے ہو میری دھتکار کے بعد بھی۔ سنا ہے جب کسی کے خالص جذبات اور احساسات کی نفی کی جائے اور بے دردی سے انہیں کچل دیا جائے تو دوسرا انسان ہمیشہ منتظر رہتا ہے کہ کب اس شخص کو اپنی غلطی کا احساس ہو اور وہ ہم سے معافی مانگے۔

تو آج میں یہ اعتراف کرتی ہوں۔ تمہاری محبت کو ٹھکرا کر میں کبھی خوش نہیں رہی عریش! شاید کہ یہ میرا یہ اعتراف کرنا تمہیں پر سکون کر دے۔

ماہ لقا!۔۔۔۔""

جہاز میں بیٹھا وہ سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے ماہ لقا کا میسج پڑھ رہا تھا جو اسے آبنوس کے ذریعے پہنچایا گیا تھا۔ آج اس کی دوبئی کی فلائٹ تھی۔ وہ اپنی چھٹیاں گزار کر واپس جا رہا تھا۔ اس کی زندگی میں محبت تو نہیں تھی لیکن اسے اپنوں کے لیے جینا تھا اور کہیں یہ سوچ بھی اسے مطمئن رکھتی تھی کہ اس کی محبت اپنے گھر خوش و آباد ہے لیکن آج ماہ لقا کا یہ اعتراف اس کی زندگی سے بچا کھچا سکون بھی لے گیا تھا۔

زندگی سب کے لیے ایک جیسی نہیں ہوتی اور نہ سب کی زندگیوں کا اختتام خوش کن ہوتا ہے۔ کہیں "میں اور تم" ہیں۔ کہیں "میں، تم اور وہ" اور کہیں فقط "میں" رہ جاتا ہے۔

ختم شد!!

)السلام علیکم! میں نے اس ناول کو اپنا بیسٹ دینے کی کوشش کی ہے لیکن کوئی نہ کوئی کمی بیشی رہ جاتی ہے۔ کہیں املاء کی کوئی اغلاط، ٹائپنگ کے دوران غلطی یا پھر کہانی میں جھول۔ سو آپ کی پذیرائی جہاں مجھے نیا ناول لکھنے میں مدد دے گی، وہیں آپ کی تنقید برائے اصلاح سے میں اپنی تحریر کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کروں گی۔ "میں اور تم" کا سفر مکمل ہوا۔ آپ کی آراء کی منتظر رہوں گی۔ آخری قسط پر ٹھنڈا رسپانس نہ دیجیے گا۔ شکریہ اینڈ اللہ حافظ(!

OWC NHN OWC NHN
NovelHiNovel.Com
OnlineWebChannel.Com

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلامُ علیکم !

ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959

ختم شُد

اگلا ناول صرف ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل پر

NovelHiNovel.Com

OnlineWebChannel.Com

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلام علیکم !

ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959